

۱۰

اس حصہ میں ۱۹۱۷ء سے قبل تک کے مضامین درج ہیں
۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۸ء تک کا زمانہ انتقال کیا بھی
کلام موجب یہ نام میں چھپے گا۔

۱۹۱۸ء سے ۱۹۱۹ء تک کا زمانہ انتقال کیا بھی
اور حال ہوا کہ جھٹلی کی کتاب بیرون اور اکبر کے نام سے میں نے
شائع کی جو ہمیں بیرون اور ولایت کا ایک مشہور مصور تھا کی
چند تصاویر ہیں اور ان کے متعلق حضرت اکبر مرحوم الہ آبادی کے
چند اشعار ہیں۔

عشرت حسین

ہر روز دینی جہان کی شہنائی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ مرکب تک فاکیر لگی زمانہ کتب تک بجا کر لگا ✓
 خلائج برباد بھی کر لگا بلند ارادے سے پھین گئے
 خدا کی پائی پکارتا ہوں ہوا کسے مانوشی تو نہ لگو ✓
 جہان فانی کا حشر ہی کو خیال کر مستقل نتیجہ
 اگرچہ ہے دروغم سے مضطرب ہی ہو در زبان کبر
 زندگانی کا فرا دل کا سہارا نہ رہا
 بولنے کی ہونہ قوت نہ اشائے کی سکت
 پوچھتا کوئی دم مرگ سکندر اکبر
 جب یہ دیکھا کہ جہان میں کوئی میرا نہ رہا ✓
 آپ تصنیف شرائط کی نہ تکلیف کہ میں
 اسکی پروا نہ رہی خوش ہے دنیا بھر سے
 منتشر رہنے میں پاتے ہیں اب آرام حواس
 حیرت افزا ہے مرا حال مگر کون سنے
 مجھے قیامت کی ہیں میدان جو کچھ کر لگا خدا کر لگا
 جو خاک ہونگا تو خاک سے بھی سہم لگا اٹھا کر لگا
 مری صحن کچھ نہیں کسی سے تو پھر مرا کوئی کیا کر لگا
 یہاں تو پیہم ہی ترو دیسی تغیر ہو کر لگا
 یہ درد جسے دیا ہو ہم کو وہی ہمارا ہو کر لگا
 ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا
 اتنا بس بھی مرا فطرت کو گوارا نہ رہا
 کتنے دن کی تعلی تھی کہ دالہ نہ رہا
 شدت یاس سے میں آپ بھی اپنا نہ رہا
 بھسکو خود و دلوں عرض تمنا نہ رہا
 عاقلوں میں مری گنتی ہو یہ سودا نہ رہا
 شوق مجموعہ ہوش خسرو افرا نہ رہا
 دیدنی بھی ہے مگر دیکھنے والا نہ رہا

| | |
|---------------------------------------|--|
| دیکھنے کی تو ہر بہ بات رہا کیا اس میں | آپ اکبر سے برٹ پوچھتے ہیں کیا نہ رہا |
| ۳ | غم کیا جو آسمان ہر جگہ سے پھرا ہوا |
| ۵ | مغرب غور دین سے کمرانگی دیکھ لی |
| ۶ | شیخ کو بھی اس بُت کافر نے اپنا کر لیا |
| ۷ | دیکھ کر رنگ فنا خون جب گہر مینا پڑا |
| ۸ | خانہ امید آتا ہے نظر اُجڑا ہوا |
| ۹ | کیا کسی بزم طرب میں ہوں میں اکبر شریک |
| ۱۰ | بزم ہستی میں مے پیش نظر کیا کچھ نہ تھا |
| ۱۱ | بے تعلق منزل ہستی سے گزرا دل مرا |
| ۱۲ | تنہائی اور شب غم - ہم اور دل ہمارا |
| ۱۳ | وِثاق آپ کی کھلتی ہے مجھ پر ملنے جلنے سے |
| ۱۴ | اطبا کو تو اپنی فیس لینا اور دوا دینا |
| ۱۵ | خدا کا نام گو اکثر زبانوں پر ہے آجاتا |
| ۱۶ | نہیں ہر کام زبان کا کچھ اب دعا کے سوا |
| ۱۷ | بکھی کریں گے نہ وہ میر دل سے ہمدی |
| ۱۸ | کروں کیا غم کہ دنیا سے ملا کیا |
| ۱۹ | یہ دونوں مکے میں سخت مشکل |
| ۲۰ | رہا مرنے کی تیاری میں مصروف |
| ۲۱ | وہی صدمہ رہا فرقت کا دل پر |

- ۱۷ وہاں قابو ملیاں بت پرستی
درا سوچو کہا کیا تھا کیا کیا
- ۱۸ تمھارے حکم کے تابع ہیں ہم سب
تھیں سمجھو برا کیا اور بھلا کیا
- ۲۰ اتنی اکبر بیکس کی ہر خوشی
یہ چرچے ہوئے ہیں جا بجا کیا
- ۲۱ عبت ہو نظم بلینے فطرت جو رخ نہیں حسن عاکا
۱۷ حدیث عقبی اگر غلط ہو تو کیا نتیجہ ہر ارتقا کا
- ۲۲ مرے دل سے امتیاز دی و نہ دلا ٹھ گیا
۱۸ حشر بھی ماضی نظر آیا جو پردا اٹھ گیا
- ۲۳ بتوں کی طرح سے کل شاعری رد کی مملو ہو
۲۰ شکست اردو جو پائیگی تو میں سمجھ بگابت ٹوٹا
- ۲۴ اکبر کے کفر کا نہ رہا قدر دان کوئی
۲۲ اُس بت کو شیخ جی نے مسلمان کر لیا
- ۲۵ حق کی ہر کم محبت، ہو صرف خود فرستی
۲۳ عزت ہی ہو مناسب راضی جو دل ہر تیرا
- ۲۶ ملنے سے یہ خرابی پیدا ہوئی بالآخر
اب مقرر ہے بچھڑ شتاق تھا جو میرا
- ۲۷ صاحب لفاظ کو دفتر سے بھی سیری نہیں
۲۵ صاحب معنی کو صرف اک لفظ کافی ہو گیا
- ۲۸ جان فانی کی حالتوں پر بہت توجہ عبت اکبر
۲۶ جو ہو چکا ہو وہ پھر نہ ہوگا جو ہو رہا ہو وہ ہو چکے گا
- ۲۹ مصیبت مجھے اُس بت الفت ہو گئی اکبر
۲۶ کہ جس کو بتنگدے میں بھی کوئی اچھا نہیں کہتا
- ۳۰ متحد احساس سے ہلکو معرہ کر دیا
۲۸ ٹکڑوں کو ریزے کیے پیڑوں کو ذرہ کر دیا
- ۳۱ ناموں کو ہادیوں کے بے انتہا جھنجھڑا
۲۹ یاروں نے بت شکن کو بت ہی بنا کے چھوڑا
- ۳۲ کسی مرنے سے یہ نہ سمجھو کہ جان پس نہیں ملے گی
۳۰ بغیر ان کریم سے ہر کسی کو کچھ مے کے چھین لینا
- ۳۳ ترک دنیا کے خیالات کو دھوکا پایا
۳۱ غور جب ہم نے کیا سانس کو دنیا پایا
- ۳۴ دام تقریر تیان حذر لے اہل نظر
۳۱ بخدا میں تو ہر لفظ کو پھندا پایا
- ۳۵ جھکے ہر بیچ میں دام بلا میں اکبر
ایک عالم کو اسی زلف کا شیدایا
- ۳۶ زویشون کی شویش ہو کر اسکا اثر غائب
۳۲ پلٹوں کی صدا سنتا ہوں اور کھانا نہیں آتا

خدا کے فضل سے بی بی میان نون ہند ہیں کیا حجاب آسکو نہیں آتا۔ انہیں عصا نہیں آتا
 جو کچھ تم کہہ رہے ہو مجھے وہ کہنا نہیں سیکھا یہ سچ کہتے ہو اُس نے مطمئن ہونا نہیں سیکھا
 ہستی بے ثبات نے جان بشر کو کیا دیا نفس سے حرص گئی ہوش نے مین بنا دیا
 نفس نے کہہ دیا غلط عقل نے بھی ملائی ہان منزل ذوقِ روح کا دل نے اگر تبا دیا
 چشمِ خرد سے عارضی حسن جنوں پسند کو عقل نے آنکھ بند کی اُس نے حجاب اٹھا دیا
 حالِ دل میں سنا نہیں سکتا لفظِ معنی کو پا نہیں سکتا
 عشقِ نازکِ نزع ہے بید عقل کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا
 ہوشِ حادث کی ہو ہی پہچان کہ خودی میں سنا نہیں سکتا
 پونچھ سکتا ہے ہمنشینِ آنسو داغِ دل کو مٹا نہیں سکتا
 بھکو حیرت ہے اسکی قدرت پر علم اس کو گھٹا نہیں سکتا
 آتشیں روئے تباں دیکھ کے واعظ نے کہا کارا کیر ہی ہے دوزخ سے لگاؤ کرنا
 ہے دو روزہ قیام سراسے فنا نہ بہت کی خوشی نہ ہو کم کا گلا
 یہ کہان کا فنا نہ سود و زیاں، جو گیا وہ گیا، جو ملا وہ ملا
 نہ بہارجی نہ خزاں ہی رہی کسی اہل نظر نے یہ خوب کہی
 یہ کرشمہ شانِ ظہور میں سب اکبمی خاک اڑی کبھی پھول کھلا
 نہیں رکھتا میں خواہشِ عیش و طرب ہی ساتی دیکھ کر بیتِ طلب
 مجھے طاعتِ حق کا چکھا دے مرا نہ کباب کھلا نہ شراب پلا
 ہے فضول یہ قصہ زید و بکر ہر اک اپنے عمل کا چکھے کاثر
 کہو وہیں سے فرصتِ عمر ہے کم جو دلا تو خدا ہی کی یاد دلا

- راز ہستی کو کوئی آج تلک پانہ سکا
پا گیا کچھ تو کسی غیب کو سمجھانہ سکا
- ناہگفتہ ہی رہا غنچہ خاطر میرا
ساخت یہی تھی کہ دنیا کی ہولکھانہ سکا
- حسن گل سے ہر سوزنا کا مو کو سکو
وہ بھی دودنک زیادہ کبھی آئرانہ سکا
- بزم جاناک تصور سے رہا میں قاصر
دور کی بات تھی انہیشہ وہاں نہ سکا
- کیا جرج ہو پڑھوں جو یہ صر عین بڑا
دین خدا حسین ہے دنیا ہے کربلا
- فلک کویش مجھے دی فلک ڈوڈا کر سکا
اُسے ستم تو مجھے صبر آزما تھا
- اُس ستارے نے بکڑنے ہی کو جب بننا کہا
رقع شہر کے واسطے رہنے بھی آمنا کہا
- میں کیا کہوں سے اور کیا کروں گلا سکا
مجھے ہنوز پتا ہی نہیں ملا سکا
- اگرچہ دل کو ہر سودا سے برانہ کہو
کسی کی زلف لٹکا ہے سلسلا سکا
- انہیں حسرت ہو اکبر کاش میرا ہم نوا ہوتا
میں کہتا ہوں راسو جو ہو باہی تو کیا ہوتا
- غریب کس نے بحث پر دگی کی بہت کچھ کر لیا
نقاب لٹ ہی مئی سے کہہ کر کہی لیکھا کر لیا
- رہا تو مردوں حال بدتر جیسا بھی کہے تو وہ جیسا
نئے طریقوں کے حامیوں کہا بہت کچھ کر لیا
- یہ چاہے کہ نہید کج کافی نہیں لکھنا کا بند قائل
شراب ہی خلق سے نہ آتری شیخ جتنا ہے پھر لیا
- میں نام سعی کا اپنی خدا نہ رکھوں گا
جو بن پڑیگا مگر وہ اٹھانہ رکھوں گا
- ادائے نکر تو بھونکا فرض عدا
امید آہ لیکن ڈرانہ رکھوں گا
- نئے طریقوں مقصد شرع کا فرمانہ ہو سکے گا
ادھر جو پردہ نہ ہو سیکے گا ادھر ہی تقویٰ نہ ہو سیکے گا
- تمام دنیا ہی روش میں چھوٹے بیٹھے گئی تھی کو
جو ایک خون بھی ہو گا زندہ تو اس سے نہ ہو سیکے گا
- دوا ترقی کی میں نے دیکھی بھلا دیکھ ہی گذارش
مرض ترقی کی لگا اس کے میرے اچھا نہ ہو سیکے گا
- جدائی نے میں بنایا بھلو خدا نہ تو میں نہ ہوتا
خدا کی ہستی ہو مجھ سے ثابت خدا نہ تو میں نہ ہوتا

| | | |
|----|---|--|
| ۵۲ | خدا ہی کی قدرت کا ہر عمل ہے | تفکر میں کیوں جان پنی ہو کھوتا |
| ۵۵ | ہوا جو کچھ اکیر سچہ ٹھیک اسکو | ضروری نہ ہوتا تو ہرگز نہ ہوتا |
| ۵۵ | نظر کو ہر ذوق محروقت کا کرب تو شوقِ خطر اپنی | سول پید جو ہونگے دل میں نہیں ہونگے جواب پیدا |
| ۵۶ | کرو نہ کچھ فکرِ حجام و ساقی بہار آنے تو دوجین میں | گلوں چٹکی کا رنگ مستی ہو اگرے گی شراب پیدا |
| ۵۶ | نہ اس کو ٹوٹنے کا موقع نہ شوق گستاخی کا | اداس میں کچھ لگاؤ میں بین نگاہ سے ہو عتا پیدا |
| ۵۶ | ہر اک لائق ہر اسکی زینت ہے تری تن کی قدرت | کہ آنکھ کو اشک سے ہو بھرتی گیر میں تی ہو آب پیدا |
| ۵۶ | یہ منزلِ حصالِ دولت نہ دیکھی تینا میں سکورا | ہو سن حایہ کی تشنگی کو نظر کرے گی سراب پیدا |
| ۵۶ | اک تماشا ہے یہ قربِ ضعف یہ بُعدِ حیل | مدتیں گزریں اسی میں اب مرا اور اب مرا |
| ۵۶ | دفع کر دونا تحہ پر ہر دوسد ہار و دوستو | یہ نہ پوچھو تم کہ میں کیوں نہ مرا اور کب مرا |
| ۵۶ | اسکو پروانہ نہ کہہ دن کو ہوا جو پا ئمال | وہ ہے پروانہ جو بیش شمع وقتِ شب مرا |
| ۵۶ | بہت دھوا رہے شاید تہ راہ طلب ہونا | نظر کا حد میں رہنا شوقِ دل کا با ادب ہونا |
| ۵۶ | تعجبِ نقلابوں کا ہے کیا اس و گردوں میں | یہاں تو رات دن شب کا دن روک کر شرب ہونا |
| ۵۶ | ترچنے کا سلیقہ کیوں کیا تھا تاباں میں لے | تعجب کیا ہو اب بہرِ مصیبت منتخب ہونا |
| ۵۶ | حوص دنیا کا اثر ہے یہ غالب نہ رہا | دیکھ کر حالتِ مطلوب میں طالب نہ رہا |
| ۵۶ | کہیں اس عہد میں دل نظر آئے نہیں ایک | اثرِ معنی یک جان و دو قالب نہ رہا |
| ۵۶ | کہہ چکا ان سے بہر حال ہوں راضی بہ رضا | اب کوئی موقعہ اظہارِ مطالب نہ رہا |
| ۵۶ | ہوش نے کر لیے اعتراضِ مطالب پیدا | نقش سے ہو گئے اظہارِ مطالب پیدا |
| ۵۶ | خوشی سے شیخ کالج کو مسجد اب نہیں چلتا | جاں و ثنی نہیں چلتی وہاں نہ رہ نہیں چلتا |
| ۵۶ | کونسلوں میں سول کمنے لگے | قومی طاقت نے جب جواب دیا |

- معانی کی نظر سے جو تری صورت کو دیکھے گا نہ وہ دوزخ کو دیکھے گا نہ وہ جنت کو دیکھے گا ۶۵
- دو نکازرا سمجھ کے جواب کی بات کا رخ دیکھتا ہوں سلسلہ واقعات کا ۶۶
- اے دوست مجھے تو ہی خدا ہی پہ بھروسا دشمن کو مبارک ہو مری گھات میں رہنا ۶۷
- اُس نے دو مصیبت کو درخت نہ دل پر جو بند ہے غفلت میں وہ عبرت میں کھلیکا ۶۸
- محفل ہی میں خاموش ہو رہا بند ہے اکبر تنہا کبھی لئے گا تو خلوت میں کھلے گا ۶۹
- کیا علم کی لذت سے بھی بڑھ کر ہے کوئی چیز یہ حال تو بس محفل حیات میں کھلے گا ۷۰
- خدا طالب نہیں تم سے مقفل بات کرنے کا وہ اُس خوش ہو جس کو شوق ہی خیرات کرینکا ۷۱
- خلاصہ یہی ساری شریعت اور حکمت کا وہی بندہ ہو اچھا شوق ہو جس کو عبادت کا ۷۲
- احساس جو ہوتا ہے روایات سے پیدا ہوتا نہیں اصلی اثر اُس بات سے پیدا ۷۳
- کام اس ملک میں ہو سلف کو مرث سے کیا زہر کو ہضم کرے کوئی پرمٹ سے کیا ۷۴
- ناحق جو وہ مجھ سے کد کرے گا اللہ مری مدد کرے گا ۷۵
- دعویٰ تو مرا ہے صرف توحید کیونکر کوئی اسکو رد کرے گا ۷۶
- دنیا کی طرف بلانہ اے شیخ نیکوں کو یہ وعظ بد کرے گا ۷۷
- جسے حکومت کا نشہ ہو گا فلک سدا اُس کا گریگا جو صبر طاعت کا کام لیکھا خدا اسی کی مدد کریگا ۷۸
- اکبر نہ تھا تھا جانے میں زہمت بھی ہوئی اور زربھی گیا
- کچھ نام خدا سے اُنس بھی تھا کچھ ظلم بتاں سے ڈر بھی گیا
- پروانے کا حال اس مفل میں ہے قابلِ رشک اے اہل نظر
- اک شب ہی میں پید ابھی ہوا عاشق بھی ہوا اور مر بھی گیا
- کب سے جو بت بچلے بھی تو کیا کعبہ ہی گیا جب دل سے نکل

افسوس کہ بت بھی ہم سے چھٹے قبضے سے خدا کا گھر بھی گیا
جو گونج رہا تھا خوشیوں سے اس قصر پہ کل رویا میں بہت

کوئی مستنفس تھا نہ وہاں باہر بھی پھر اندر بھی گیا
کیا گزری جو اک پردے کے عدد و رو کے پولس سے کہتے تھے

عزت بھی گئی دولت بھی گئی بی بی بھی گئیں زیور بھی گیا
اکبر کے جو مرجانے کی خبر ساقی نے سنی تو خوب کہا

مرنا تو ضروری تھا ہی اُسے زندوں کے لیے کچھ کر بھی گیا
کیا خبر کونسا قانون نہ اویکا مجھے تھا بھچھر لازم ہو مذہب کی طرف داری کا

مال گاڑی پہ بھروسا جو جنجین اکبر
اٹکو کیا غم ہو گناہوں کی گرانباری کا

سعادت ہو تری دھن میں دی بے خبر ہونا
تسے ہونیکے آگے کچھ نہیں ہونا ہے ہر ہونا

تعجب خیر ہے انشاے ہستی پر لطف ہونا
خبر کا شوق رکھنا ابتدا سے بے خبر ہونا

زمین زیر قدم پاکر بشر نے پاؤں پھیلانے
نہ رکھایا داسے چرخ کا بالائے سر ہونا

قیامت ہو مر جوش طبعیت انکی کم عمری
مرا بے چین ہونا اور انکا بے خبر ہونا

پریشاں ہو کے کھوجانے میں اک معنی ہیں اکبر
نہیں تو بات کیا ہو عاشق زلف مکر ہونا

سیہ خانہ وہی ہو اور وہی سوز غم فتنہ
مرے کس کام آیا آپ کا رشک قمر ہونا

مشاد و رنگ حدت میں غم دی کا نقش اکبر
اگر ثابت کیا چاہو تم اپنا مقبر ہونا

جلوہ عیاں ہے قدرت پروردگار کا
کیا دلکشایہ سین ہے فصل ہبہا کا

نازاں ہیں جوش حسن پہ گلہائے دلفریب
جو بن دکھا رہا ہے یہ عالم اصعبا کا

میں دیدنی بنفشہ و سنبل کے پچ و تاب
نقش کھنچا ہوا ہے خط و زلف یا رکا

اب

۸۱

۸۲

سبزہ ہو یا یہ آب زمرہ کی بوج ہو
 مرغاب باغ زمرہ سبھی میں چھو میں
 پرواز میں ہیں تیریاں دوسریں
 بوج ہواؤں زمرہ خند لبست
 اک ساز و نواز ہر مضرب و تار کا
 اتر چکے رونق موسم بڑھالی ہو
 غازہ بنا ہوئے عروس بہار کا
 افسوس سناں میں بھی اکبر دس
 سوہان رخ ہجر ہے اک گلہ دار کا

- ۸۳ کل کی امیدوار ہے دنیا عالم انتظار ہے دنیا
 ۸۵ خیر کھتی ہو حقیقت سے ہوش پر میسے بار ہے دنیا
 ۸۶ خلقت کی یہ جوں ہیں لیکن نہیں اس نظر کا آتش شکر کتنا ہے جنوں نے کب اور کونکر کا
 ۸۹ اغراض جو یہ نفسانی کھو دیتے ہیں نور ایمانی موقع ہی نہیں ملتا دلوں پر ان کو اپنے جوہر کا
 ۹۰ پیدا کیا ہو جسے امید ہو اسی سے کچھ شک نہیں ہو ایں بس نہ ہی مارا
 ۹۱ سمجھا تھا میں کہ وقت جو آیا لگد گیا کتنا ہو فلسفہ کہ کبھی میں ٹھہر گیا
 ۹۲ کتنا ہو جسکو وقت تیرا ہی طہور ہو دامن عمر تیری ہی ہستی سے بھر گیا
 ۹۳ کمال شوق سے لپٹا ہوا ہوں دنیا سنا جو پہنچے اے آپ کی کمر سمجھا
 ۹۴ ہو اختیار خود کو اختیار تم سمجھ لو لیکن ہوئے یقیناً بے اختیار پیدا
 ۹۵ دست اجل آخر گڑی ہو بات اکی مٹی نے کر لیا تھا اک اعتبار پیدا
 ۹۶ ہزاروں ہی مصائب جھیل کر اپنی ہو قیمت نہ تھا کچھ سہل دنیا سے مرا بس نہ ابرو جانا
 ۹۷ نہ ہو شہور تو دنیا طلب غوغائے ہستی میں یہ کچھ اچھا نہیں رسوا سر باز ابرو جانا
 ۹۸ سوا دل کے کہ اسکی زندگی رہ سکتی ہے قائم یقینی آگے ان اہل عصاف کا ہو بیکار ہو جانا

| | | |
|-----|--|--|
| ۹۴ | انکو مرا عریضہ پہنچا ضرور ہوگا | لیکن جواب کیسا مانع غرور ہوگا |
| ۹۵ | کرو سکوت نہیں وقت اعتراض اکبر | فضول بحث سے اپنوں کو تم نے غیر کیا |
| ۹۶ | افسوس ہو کہ زندہ ہوں کینا پر احوال | کیا مختصر جواب یہ ہوتا کہ مر گیا |
| ۹۷ | زبان سے بے تعلق دل کو بزم یار میں کیا | تعب خیز ضبط اس محرم اسرار میں دیکھا |
| | ادھر تسبیح کی گردش میں پایا شیخ صاحب کعبہ | برہمن کو ادھر اچھا ہوا تار میں دیکھا |
| | مگر عشق حقیقی کا کوئی رشتہ نہ تھا دل میں | فقط نفسانیت کا پتہ و خم ہزار میں دیکھا |
| | وہ بانٹکا قاتل آئینے کی کچھ پروا نہیں کرتا | کبھی دیکھا بھی اپنا عکس گتہ تلوار میں دیکھا |
| | زمانے نے مجھے لگے بھی دنیا پیش کر دی تھی | مگر میں نے تو اپنا فائدہ انکسار میں دیکھا |
| | صفت مسجد میں جو آئے نظر عزت کروا سکی | یہ سمجھو تم اسے اللہ کے دربار میں دیکھا |
| ۹۹ | طرز عمل پہ ہنسنے کبھی غور کیا کیا | جو نفس نے کہا وہ کیا اور کیا کیا |
| | بسمے گناہ گار کی قوت جو چین لی | بیشک خدا نے رحم کیا جو کیا کیا |
| ۱۰۰ | راہ خدا میں صبر کی منزل کی دھوم ہو | میں بھی کرونگا قصد گردل ٹھہر سکا |
| | آئینوں کو کئے ہو گئے نتیجے بہت بُرے | پتہ جاؤنگا میں اُسے اگر جلد مر سکا |
| ۱۰۱ | قوت ہی تعلق کی نہ رہی ہر طرح مراد دل توڑ دیا | دنیا کو کرونگا ترک میں کیا دنیا ہی مجھ کو چھوڑ دیا |
| ۱۰۲ | دنیا کو بت بنائے رہا تادمِ اخیر | کیا احتساب اُس نے کیا توڑ کیا گیا |
| | کوئی مجھے تو پوچھ کر کیا لیگیا وہ سا | بالکل فضول بحث ہو یہ چھوڑ کیا گیا |
| ۱۰۳ | کیا عجب ہو گئے مجھ سے مرے دسازِ جدا | دور فو تو میں گلے سے ہوئی آوازِ جدا |
| | و جدیا روں کو ہر آن میں حیراں ہوں نہیں | سُرسے آوازِ جدا راگ سے ہے سازِ جدا |
| | آسمان کی نہ یہ چالیں ہیں جادو کے یہ رنگ | سب اس گس فتاں کے ہیں اندازِ جدا |

- ۱۰۳ انکی آنکھوں کی لگاوٹ سے حذر لے اکبر
پولٹیکل سروس ہرگز نہ سا کرنا *
دین سے کرتی ہر دل کو یہی غمت ازجدا
وہ چغدری چو چاہے بلبل کو بار کرنا
- ۱۰۵ موسم جو ہو مخالف ہرگز نہیں سب
مٹی کو آگیا ہر دعوں کو پھانسیا *
سقا کو قرین آہنگ ساز کرنا
سب کے گلے پڑا ہر دستان سالیسا
- ۱۰۶ ہوش خرد کا نزلہ تکلیف دہا ہر
پنہ دل کی بھی خبر تو لو کہ اُسے کیا کہا *
خاشا ماں دونوں نے سمجھا اہین انداز سے
کیا بتاؤں کیا کہا سیکم نے مرس نے کیا کہا
- ۱۰۷ مودے نے تو کر لیا سو ڈے سے اقرار وفا
یہ مجھے اُس بت سنکر میں تو بولا ہی نہیں
برن سے لیکن یارح تحبس نے کیا کہا
وہ بالا خر حبس گیا دقت میں جس نے کیا کہا
- ۱۰۸ کہہ گئے واعظ فسانے یہ بھی اکبر غور کر
رہتا بہت ہر شوق دیل قیاس کا *
تجھ سے فطرت کی زباں میں تیرے حسن نے کیا کہا
مالک مگر نہیں ہوں میں اپنے حواس کا
- ۱۰۹ گل چو چرخ میسے ہی حصے میں لپٹا
منقشہ قرون کو کجائی کا جوش آیا تو کیا *
دنیا پڑی تھی پروہ بھی پر پر پڑا
چار دن کے واسطے مٹی کو ہوش آیا تو کیا
- ۱۱۰ عارضی ہیں موسم گل کی یہ ساری مستیماں
دور آخر بزم دنیا کا ہے جام خون دل
عیش میں محفل میں بنکر بادہ نوش آیا تو کیا
بیکر خاکی کو اس عالم میں ہوش آیا تو کیا
- جان کو نفس آغوش میں نہ دیا
لوے فردا تو ہوئی دفعہ ہوش نہ دیا
عشق نے دل کو مے ہوش میں نہ دیا
زنگ شبنم مگر جوش میں نہ دیا
یہ تو بدلا نہیں لکھتے ہی بے ہر گئی
زور کچھ طبع دفا کوش میں نہ دیا

پہری سے اُنکا دل بے ربط نکلا
جنوں سمجھے تھے جس کو خط نکلا
بتانِ دہر سے مجھ کو متع ہو نہیں سکتا
خلو صر مکان سے باہر تصنع ہو نہیں سکتا
محیطِ دہر میں کتنا خطوں کا ہے غلط راہی
جو رخ ہو جانبِ مرکز تقاطع ہو نہیں سکتا
اس قدر زیست سے نیرا کیا تھا غم نے
ملک الموت نے پایا مجھے مشتاق اپنا
دربِ سن سن کے کھنچا جاتا ہے دل سکی طر
کر ہی لیگا وہ مجھے شہرہ آفاق پنا
دل گیا۔ صبر کیا۔ ہوش گیا۔ جان گئی
شرودے عشق حساب اتو ہو بیاق اپنا
پاکر خطاب ناپج کا بھی ذوق ہو گیا
سر ہو گئے تو بال کا بھی شوق ہو گیا
جمد یہ ہے کہ زمانے کو موافق کر لے
سب کو اتنا ہزبانے کے موافق ہونا
عزتِ عقل ہی ہو جا جو وہ حادِ عشق
شا دونادہر ہو مگر عقل کا عاشق نہا
معذور ہوں میں حضرت کو اگر ہے مجھ سے بھلا بے باکی کا

نیک کی کا ادب تو آساں ہے مشکل ہے ادب چالاکی کا
وہ میرے پیش نظر تھے فلک نہ دیکھ سکا
چھٹے تو پھر میں اُنھیں آجکے دیکھ سکا
تنگ دنیا سے دل اس دورِ فلک میں گیا
جس جگہ میں نے بنایا گھر سڑک میں گیا
آسماں کو تو غلط ثابت کیا سائنس نے
عرش باقی تھا سو وہ بھی بد شک میں آ گیا
فریبِ سمع و بصر میں کہ قوائے دل کا ہلاک ہونا
کسی سمجھا اسے ترقی کس نے سمجھا ہے خاک ہونا
خدا کی ہستی کو یاد رکھنا اور اپنی ہستی کو بھول جانا

نظر اُسی پر ہے اور باتوں کو میں نے بالکل فضول جانا
جنوں ہم ایسوں کو کیا تعجب بہا رکا ہے سماں ہی ایسا
صبا کا اٹھکھیلوں سے چلنا خوشی سے کیلوں کا پھول جانا

- جہان فانی کی انجمن میں یہی تسلسل ہمیشہ دیکھا
- ۱۲۰ شیبِ حسرت میں کل یوں مجھے سرگرم سخن تھا * گئے وہ دن کہ میں دنیا میں غش پہنے کے قابل تھا
- ۱۲۱ ایک ساعت کی یہاں کہہ نہیں سکتا کوئی * یہ بھلا کون بتائے تھیں کل کیا ہوگا
- بڑھتا ہی جاتا ہے سوزِ غمِ فرقت یا رب آج یہ حال ہمارا ہے تو کل کیا ہوگا
- ایک دن اور قیامت کھسک آئیگی ادھر اور کیا عرض کروں آپ سے کل کیا ہوگا
- ۱۲۲ یہ فکر چھوڑ کہ دنیا کا حال کیا ہوگا * اسی کو سوچ کہ تیرا مال کیا ہوگا
- کھلا دیوانِ مرا تو شو بہتیں نرم میں اٹھا مگر سب ہو گئے خاموش جب مطیعِ کابل آیا
- ۱۲۳ زمانہ جانبِ نصاف چل ہی رہا تھا * زبانِ بند کردہ حال چل ہی جا رہا تھا
- ۱۲۵ کیا کروں ظہار اپنے حال کا * آئینہ ہے آپ کے اقبال کا
- ۱۲۶ حدیثِ عافیت کیسی امیدوں کا محل کیسا * ہجومِ یاس میں دل کیلئے طول مل کیسا
- تعبِ جوشِ زندگی پر نہ کراس پر لکڑش میں جہاں یہ حسنِ صورتِ ہر وہاں حسنِ عمل کیسا
- یہ مروجِ فیض ہے تہذیب کی یا اسکا طوفان ہے کنواں موجود ہو گھیر میں پھر بانیِ کامل کیسا
- ۱۲۷ رکھ مرگ کو محبوبِ نامل نہیں اچھا * اس ہستی ناقص کا تسلسل نہیں اچھا
- تحقیقِ جوہر پیشِ تباں جی سے گذر جا زندگی کے بھی حق میں یہ تحمل نہیں اچھا
- خاموش رہا میں گلِ تصویر کے آگے ہر چند چاغل کہ یہ بے بس نہیں اچھا
- یہ ٹھیک نصیحت ہو کہ ہے ہم پہ عملِ فرض یہ وعظِ غلط ہے کہ تو کل نہیں اچھا
- ۱۲۸ دنیا کے تعلق کو بہت غور سے دیکھا * جزو اسکا ضروری ہو مگر کل نہیں اچھا
- شرحِ صاحبِ جمع بندی میں کیوں لکھے ہیں ہند کا اسلام ہی کھیوٹ میں داخل ہو گیا

- ۱۱۹ نہ پائی دل نے راحت اس قدر نرم اجبائیں
ہوئی جس درجہ کلفت کپ میں ایسے سولوگ
- ۱۲۰ واقع کبھی خوشی سے مراد دل نہ ہو سکا
تو بین سہہ کے دیر میں پاتے ہی کچھ عروج
- ۱۲۱ مرزا سودگی نفس کا کتنا ہی اچھا ہو
وہ کیا پابند آئیں ہو پڑے جس نظر تیری
- ۱۲۲ شمول توں نہیں آبریں سائیکر قطرے میں
نظر اپنی خودی پر کیسے کہتا ہے یہی اکبر
- ۱۲۳ دل زخمی سے توں ہمنشین کچھ کم نہیں نکلا
ہمیشہ زخم دل پر زہری چھڑکا خیالوں نے
- ۱۲۴ ہمارا بھی کوئی بہرہ دہی اس وقت دنیا میں
تجسس کی نظر سے، سیر فطرت کی جوا اکبر
- ۱۲۵ فرائع طبع ہنکو اپنے ہی غم سے نہیں ملتا
کیا ہے فراق ترک کیا سوائے بھکودیا نہ
- ۱۲۶ مجھے آتا نہیں اچھی طرح اظہار غم کرنا
رہ عرفاں میں جس خط و اہم کا نامنا سبک
- ۱۲۷ بساط دل تو یہ اور اس پہ یا اللہ غم اتنا
نہ ہوں نازاں مجھے جہاں سمجھ کر یہ بت ظالم
- ۱۲۸ خیالات عدوئے ہوش کا سودا ہو اکبر کو
- ۱۲۹ انھوں نے جب تجھ میں مے افشار پھولا
یہ تم کس واسطے لکھا یہ تم کس واسطے بولا
- ۱۳۰ لیکن یہ غم ہی کیا ہو کہ غافل نہ ہو سکا
افسوس ہے کہ دل متحمل نہ ہو سکا
- ۱۳۱ حریت لذت بیتابی دل ہو نہیں سکتا
مرتب بہر منطق ہوش بے مل ہو نہیں سکتا
- ۱۳۲ دُرِ تاباں تو بن سکتا ہی دل ہو نہیں سکتا
یہ ٹکڑا ہوش کا ہستی میں کمال ہو نہیں سکتا
- ۱۳۳ تڑپنا تھا مگر قسمت میں لکھا دھم نہیں نکلا
کبھی ان بہدروں کی جیب مرہم نہیں نکلا
- ۱۳۴ پکارا ہر طرف منہ سے کسی کے ہم نہیں نکلا
کوئی ذرہ نہ تھا جس میں کہ عالم نہیں نکلا
- ۱۳۵ کسی سے ہم نہیں ملتے کوئی ہم سے نہیں ملتا
دل اپنا اس سے ملتا ہے جو عالم سے نہیں ملتا
- ۱۳۶ مگر کچھ منحصر بہر نہیں اس کا کرم کرنا
پسند طبع اکبر ہے نہ خوش رہنا نہ غم کرنا
- ۱۳۷ نہ تھی طاقت زباں میں بگے بس کہ ہم اتنا
خدا کا نام لیتا ہوں ابھی باقی ہے دم اتنا
- ۱۳۸ حریص بخود ہو گا کوئی دنیا میں کم اتنا

- ۱۳۶ یاس ہی یاس تھی بخت کا پیغام آیا میں سمجھا کہ جینا مرگس کلام آیا
- ۱۳۷ عقبی کا یقین تھکے ہوئے تاج کو کم اتنا دنیا کے حوادث پہ ہوتا الم اتنا
- ۱۳۸ غور سے دیکھو زمین و آسمان کو منکرو چل بھی سکتا ہے خدا کے انتظام آنا اثر ا
- ۱۳۹ سفتے ہیں کبر کو جو عشق دہان تنگ بہت کام اتنا چھوٹا اور حضرت کا نام آنا اثر ا
- ۱۴۰ چلنا جو میں چاہوں تو قدم اٹھ نہیں سکتا لکھنے کی ہر خواہش تو قلم اٹھ نہیں سکتا
- ۱۴۱ ہو غم فغاں کا تو زباں ہل نہیں سکتی چپکا جو رہوں بارالم اٹھ نہیں سکتا
- ۱۴۲ امتیاز حسرت و رنج و الم جاتا رہا غم ہوا اتنا کہ اب احساسِ غم جاتا رہا
- ۱۴۳ بزم دنیا میں کہاں سامانِ جنت کو نہا گم ہوئی مہرِ سلیمان جامِ حجم جاتا رہا
- ۱۴۴ جس سے تھا خود دھاری اربابِ حاجت کا بنا وہ سلیقہ تھے اے اہلِ کرم جاتا رہا
- ۱۴۵ نقلِ مغرب میں چھوڑی ایشیائے اپنی اصل گھٹ گئی شانِ عربِ حسنِ عجم جاتا رہا
- ۱۴۶ نقشِ صورت ہی کی تریس پر رہی جسکی نظر اس سخن سے حسنِ معنی ایک قلم جاتا رہا
- ۱۴۷ کہاں ہیں ہم میں اب ایسے سالک، کہ راہِ ڈھونڈھی، قدم اٹھایا
- ۱۴۸ جو ہیں، تو ایسے ہی رہ گئے ہیں، کتاب دیکھی متلم اٹھایا
- ۱۴۹ اگرچہ راحت کا بھی تھا موقع، مجھے تھا لیکن خیالِ نرسدا
- ۱۵۰ سبک نہ ہونا تھا چشمِ دل میں، اسی سے بارالم اٹھایا
- ۱۵۱ فلک کی گردش کے رنگ ہیں یہ، کہ ہم جھکے ہیں تو نکلے آگے
- ۱۵۲ خدا کی قدرت کے ہیں کرشمے، عرب نے نازِ عجم اٹھایا
- ۱۵۳ ہمیشہ ہوتے ہیں دنیا کی راحت الم پیدا وہ کیا شادی کہ جس شادی ہو اس کا نام پیدا
- ۱۵۴ فلک سے گو کہ مجھے شکوہِ مظالم تھا مگر میں خود طلبِ عافیت سے ناوم تھا

- ۱۴۲ کچھ جو دار پہ منصور راہ ہی تھی غلط خدا بنے تھے تو چھپنا بھی انکو لازم تھا
- ۱۴۵ ہمیشہ کہتا تھا ہر بات پر نمیدانم کچھ اسمیں شک نہیں اکبرؒ ہی عالم تھا
- ۱۴۶ سخت طینت ہو تو نیک انجام کیوں ہو لگا انشراح صدر ملا سلام کیوں ہو لگا
- ۱۴۷ فلک سے شکوہ جو رستم کیا زمیں چکر میں جب خود ہو تو ہم کیا
- ۱۴۸ ہمیں دنیا میں بحث بیش کم کیا زیادہ خود نہیں وہ تو ہم کیا
- ۱۴۹ تھا زور کبھی خود بینی کا کرتے ہی تھے کیا ہم ہم کے سوا اب اپنی زباں پر کچھ بھی نہیں ہے
- ۱۵۰ ہو جوش شرک شوق اگر زینتی دل کی زینت ہو غارہ رخ گل کا کون بنے اس گلشن میں شبنم کے سوا
- ۱۵۱ غفلت سے ہو کارِ دل میں خلل، گو آتی ہے سر کیا اجل مجھکو تو کوئی مصلح نہ ملا داغوں کے سوا اور غم کے سوا
- ۱۵۲ محافل میں بہت ساں ہو برسوں پہنچ خیم کا لگے مشکل ہو داغ خط کے لیے دودھ بھی کم کھانا
- ۱۵۳ جو مرغ صبح کی آواز کو بانگ اداں سمجھا اُسے بیدار دل نے دہر کا راز نہاں سمجھا
- ۱۵۴ جو اپنی زندگانی کو فقط اک امتحاں سمجھا اُسی نے راحتِ تہیف کا راز نہاں سمجھا
- ۱۵۵ تھی فقط غفلت ہی غفلت عیش کا دن کچھ نہ تھا ہم نے سب کچھ اسکو سمجھا تھا وہ لیکن کچھ نہ تھا
- ۱۵۶ طالبِ دنیا کو وقت ترے کیوں آتی نہ یاس تھا جو ظاہر ہو گیا وہ ختم باطن کچھ نہ تھا
- ۱۵۷ بنی فطرت اُسی کی بہن جو بت حسین نکلا نظر نے راز جوئی کی نتیجہ کچھ نہیں نکلا
- ۱۵۸ آتشِ غم سے چلنے لگے اشعار میں دمعِ دل کہنے لگے معنی روشن پیدا
- ۱۵۹ گھٹنا جاتا ہر مری نظروں میں مقدور مرا بڑھتا جاتا ہر شمار کے حسدِ دیداروں کا

- بحث میں عفو و سزا کے یہ لڑے مڑے ہیں
بے خطر بھرتا ہوں بازار جہاں میں ہر روز
فطرت اٹھی ہر شفاعت کو ملائگ میں خوش
جہاں میں حال مرا اس قدر زبوں ہوا
غریب دل نے بہت آرزوئیں پیدا کیں
وہ اپنے حسن و واقف میں اپنی عقل سے سیر
امید چشم مروت کہاں رہی باقی
نگاہ گرم کرشم میں بھی رہی ہمیشہ
جدا رہتا تو ہوں تھے مگر دل خوش نہیں رہتا
خوشی تو ایسی کوئی نہ دیکھی، کہ اُس کی مستی زیادہ رہتی
مگر غم ایسا ہوا مجھے اب، کہ حشر تک ہوش میں ہوں گا
گلوں کی فرقت کے دافع اب تک ہے ہیں سینے میں اے گلستان
چمن میں میں خاک اڑا چکا ہوں تو بھول کس دل سے جتن لگا
پاے رقتا رہتا ہو جاتے ہیں ہم میں پیدا
اُن نگاہوں سے تعلق کی یہ جلدی کیا ہے
حضرت دل ابھی کچھ خون تو کر لیں پیدا
غوغائیوں سے اسکے سوا اور کہیں کیا
تاریخ میں سب کچھ ہے یہ بتلاؤ تمہیں کیا
عمر طویل مل یہ ہر چناں ہو گا جنیں ہو گا
نہیں ہو دور وہ ساعت کہ تو زیر زمین ہو گا
یہ بت مجھے نہیں دیتے امان شکر خدا
خدا کی راہ میں جاتی ہو جان شکر خدا
اجل کے شوق میں پرواے زندگی نہ رہی
نظر میں پہنچ ہے سارا جہان شکر خدا

| | | |
|--|--|-----|
| برائے مشقِ ستم پالیا مرے دل کو بٹو | عجب نہیں جو کرے آسمان شکرِ خدا | ۱۶۲ |
| وفانہ کی بُت بیدین نے ہمسے لے اکبر | غلط ہی تھا وہ ہمارا گمان شکرِ خدا | ۱۶۳ |
| معنی کو چھوڑ کر جو ہوں نازک بیاباں | وہ شعر کیا ہے رنگ ہو نفلوں کے خون کا | ۱۶۴ |
| نہ رازِ آسماں جاننا نہ کچھ حالِ زمیں جاننا | رہنِ بخشش بہت اور درحقیقت کچھ نہیں جانا | ۱۶۵ |
| دو ابو غیر نے بھیجی ہے وہ ہرگز نہ کھاؤنگا | اگر ہے زندگی باقی تو اچھا ہو ہی جاؤنگا | ۱۶۶ |
| موسمِ گل ہی سہی۔ چاکِ گریباں اتنا | کل کچھ اس سے بھی سوا آج توجہی ہاں اتنا | ۱۶۷ |
| برہی زلفِ مصیبت کی ہر حسنِ رخِ عشق | قد رواں دل ہو تو پھر کیوں ہر پریشاں اتنا | ۱۶۸ |
| مری آہوں کو وہ فرعونِ طعنیت کچھ نہیں سمجھا | مگر جب کو سمجھتی اُس نے موسیٰ آفریں سمجھا | ۱۶۹ |
| جو بعدِ مرنے کے لگیا کچھ سمجھ سکا یہ کہ مر گیا ہوں | تو زندگی سے نجات پانے کی میں توبیدِ خوشی کروں گا | ۱۷۰ |
| خلقت کے لیے وضع قانون ہی اچھا | جو چل نہ سکے اس پہ وہ مجنون ہی اچھا | ۱۷۱ |
| کیا سختی موسم جو ہو مطلب کے موافق | ان برفِ فروزون کیلئے جون ہی اچھا | ۱۷۲ |
| دعوتِ بھی بہت خوب ہو احباب کی خاطر | لیکن جو اڈیٹر ہو تو مضمون ہی اچھا | ۱۷۳ |
| منطق کو فائدہ کیا ان سینہ کا دیوں کا | مطلب میں پناہ جس ہر مذہب میں ادیوں کا | ۱۷۴ |
| بساطِ جس ہو کم انساں ہو اہو نا تو اں پیدا | اسی کم مانگی نے کر دیے کب اور کہاں پیدا | ۱۷۵ |
| اگر موجِ نفس میں آئیں موجِ جوشِ معنی کی | جوابِ زندگی ہی سے ہو بحرِ بیکراں پیدا | ۱۷۶ |
| کہاں آئیں خوں جو رآئی میں نہیں وقف | میں جب پیدا ہوا تو ہو چکا تھا آسماں پر | ۱۷۷ |
| اور خیال نہیں مصلحانِ نیشن کا | کہ فرطِ ضعف نہیں وقتِ آپریشن کا | ۱۷۸ |
| مجھی پر جب گذرتی ہو تو اب انکار کیا معنی | جو کوئی دوسرا کہتا تو مشکل سے یقین آتا | ۱۷۹ |

- ۱۴۳ عیات اب مجھ سے کہتی ہو کہ میں مجبور ہوں نہ
کسی پر بار ہو کر مجھ کو رہنا خوش نہیں آتا
میں کب کہتا ہوں ادا عظمت میں را زدین سجھا
فقط اتنا ہی سجھا ہوں کہ تو بھی کچھ نہیں سجھا
- ۱۴۴ گرا ظما عجز عقل میں بھی ایسی لذت ہے
کہ خوان فکرم پر پیر اسکو رشک آجیس سجھا
روشن ذہن بشر کی مدعی مطلق نہیں سجھا
ترقی سے رہا محروم عادت کو یقین سجھا
- ۱۴۵ فنا کے دور میں اس سال سے کیا ہوگا
چنیں سے ہو گا خفاں پھر خفاں کیا ہوگا
ایمان جیت کر بھی ایمان ہی رہے گا
شیطان بار کر بھی شیطاں ہی رہے گا
- ۱۴۶ تہمید میں مبن جیب لگنے لگے جیب دھوئی سے پتلون آگا
پیر پیر پر اک پیر ابیٹھا ہر کھیت میں اک تانوں آگا
- ۱۴۷ اے فلک ل کی ترقی کا جو سامان ہوتا
طاعت حق کا ستارہ بھی درخشاں ہوتا
جان لیتا جو شہستان فنا کا انجم
صورت شمع ہر اک یزم میں گریاں ہوتا
- ۱۴۸ غنچہ مہربا کے گرا شلف سے افسوس نہ کر
بکھل بھی جاتا تو ہی تھا کہ پریشاں ہوتا
ناصحانا لہ و زاری یہ ملامت ہے عہد
چپ بھی ہوتا تو مرارا نہ پنہاں ہوتا
- ۱۴۹ کس مہر سی کا کلا کچھ نہیں مجھ کو اب سہر
حال ہی کیا تھا کہ جس کا کوئی پُرساں ہوتا
چمن دہریں مایوس رہا میں اکیت سہر
کاش اک پھول بھی تو زینتِ داماں ہوتا
- ۱۵۰ دنیا کا حسن مجھ سے لاعلم ہے تو باشد
افسوس کیا کہ مجھ کو شبہ طمان نہ جانا
رضائے حق یہ رہنی رہ یہ حرف آرزو کیسا
خدا خالق خدا مالک خدا کا حکم تو کیسا
- ۱۵۱ خزاں پھرتی ہو آگھو نہیں چمن کا کیا فرائے
فنا جب ہو گا ہر غم تو لطف رنگ تو کیسا
مئے گل رنگ سے جس مسلم ناداں کو غم بست
خدا جانے رنگیں کی ہوتا چہ ہو کیسا
- ۱۵۲ گھٹا کر دین کو عزت تری بڑھ سکتی ہو کیونکر
طریق کفر میں لے دوست حفظ آبرو کیسا

| | | |
|-----|--|---|
| ۱۸۰ | اُس کو نہ پاسکا مگر اس غم میں روسکا | یہ بھی ہے اُس کا فضل کہ اتنا تو ہو سکا |
| ۱۸۱ | مکوشش یہ تھی خودی کو میں گم کر دوں عشق میں | وقت یہ ہو گئی کہ نقطہ عقل کھو سکا |
| ۱۸۲ | ہنس کے دنیا میں مرا کوئی کوئی رو کے مرا | زندگی پائی مگر اُس نے جو کچھ ہو کے مرا |
| ۱۸۳ | جی اٹھا مرنے سے وہ جسکی خدا پر تھی نظر | جسے دنیا ہی کو پایا تھا وہ سب کھو کے مرا |
| ۱۸۴ | تھا لگا روح پہ غفلت سے دوئی کا دھبہ | تھا وہی صوفی صافی جو اسے دھو کے مرا |
| ۱۸۵ | اب غم کا بھی حق مجھ سے ادا ہو نہیں سکتا | ہوں مضحل اتنا کہ بہت رو نہیں سکتا |
| ۱۸۶ | افسوس کہ راحت تو مجھے مل نہیں سکتی | اور جان بلا حکم خدا کھو نہیں سکتا |
| ۱۸۷ | خود سے انکشافِ رازِ ہستی ہو نہیں سکتا | یہ امر اس راز کی عظمت کو لیکن کھو نہیں سکتا |
| ۱۸۸ | جو چہ آرام وہ بستر تو دروازہ شکستہ ہے | مصیبت دیکھئے نیندا رہی ہر سو نہیں سکتا |
| ۱۸۹ | مرنے والا مر گیا اور رونے والا رو چکا | و اسے بہستی اگر مقصود ہستی ہو چکا |
| ۱۹۰ | اب جنوں سے کام لو گامیں رہ تحقیق میں | عقل کے چمچے تو اتنا وقت اپنا کھو چکا |
| ۱۹۱ | جان بچنے کی نہیں وقت جب آئے گا | دوستی بھی ملک الموت سے ہو جائے تو کیا |
| ۱۹۲ | تازگی طبع کی ممکن ہی نہیں ہجر کی شرب | قصہ سنکر یہ تکلف کوئی سو جائے تو کیا |
| ۱۹۳ | مرتبہ دنیا میں اس سے بھی سوا ہو آپ کا | یا دریکھے گا کہ میں بھی ہوں دعا گو آپ کا |
| ۱۹۴ | شیخ صاحب میں ضرورتِ نقطہ مجبور ہوں | ورنہ میرا بھی عقیدہ ہے وہی جو آپ کا |
| ۱۹۵ | ہم کو اپنے الیم پر ناز کا ہے کیا محل | بے حد ارزاں ہو گیا ہر اب تو فوٹو آپ کا |
| ۱۹۶ | آپ کے درشن بھٹور کے بھی حصے میں نہیں | بس لیا جاتا ہر فوٹو ہی سے فوٹو آپ کا |
| ۱۹۷ | اپنی ہستی پر عبث ہو آپ کو اگر وثوق | اسکا مالک اور ہی ہر نام ہر گو آپ کا |
| ۱۹۸ | اچھے تو اس صدی میں نہیں ہر کو کچھ غرض | سقراط بولے کیا اور ارسطو نے کیا کیا |

- ۱۸۹ بہرِ خدا جناب یہ دیں ہر کو اطلاق
صاحب کا کیا جواب تھا یا پوئے کیا کہا
لگا دو ٹوں سے یہ دل بُجھا نا فریب دیکر تباہ کرنا
- غضب ہی ہم کو سمجھ نہ آئی اُنھیں کو آیا نگاہ کرنا
ستم سے وہ دل مراد کھائیں اور اپنے عشقوں کی داد چاہیں
عجب تماشا ہے دل کا رونا زبان کا واہ واہ کرنا
یہ داغ پر داغ دل کے اندر یہ ناتوانی یہ جانِ مضطر
- ۱۹۰ مرے مشاغل کی کچھ نہ پوچھو آداس رہنا اور آہ کرنا
شکل تسکین مرے دل کو مرے اللہ دکھا
راہیں سب بند ہوئیں اپنی طرف آہ دکھا
چمکے وہ مہر کہ گم ہوں یہ چراغِ اوہام
نورِ عرفاں سے ہو ملو وہ شبِ ماہ دکھا
آنکھ کو صورتِ فانی نے کیا ہے پُرفوں
چشمِ باطن کو مرے معنیٰ و خواہ دکھا
- ۱۹۱ خدا کا چاہنا ہی چاہنا میں کچھ نہ چاہوں گا
جہاں تک ہو سکے گا بندگی کا حق بناؤں گا
ہند میں بُت کر چاہنا ہی پڑا
برہمن سے بنا ہنا ہی پڑا
اس قدر رو رہو تو ضبط کہاں
دل کو آخر کرا ہنا ہی پڑا
- ۱۹۲ آپ کے ہاتھ میں میں ہاتھ نہیں دے سکتا
داؤ دیتا ہوں مگر ساتھ نہیں دے سکتا
کل مدح مری وہ کرتے تھے، اور بنوم میں شہِ منہ تھا
میں کچھ بھی نہ تھا اور تھا بھی اگر، اس وقت میں تھا جب نہ تھا
تھا کیا ہی سماں تھی کیا ہی وہ شبِ سینے ہی میں تھے اسبابِ طرب
ہر حرکتِ دل اک نغمہ تھی ہر تارِ نفس سازندہ تھا
گو دیر میں طالبِ میرے تھے بُت کہتے ہی میں پایا میں نے مفر

اس وقت تو صورت اچھی تھی خطرے کا عمل آئندہ تھا
افسوس ہے اُسے قدر نہ گئی اور دل کو مرے بریا دیکھا

بامعنی تھا پائندہ تھا اک گوہر تھا تابندہ تھا
مانا کہ معذرت سے وہ رو بہ راہ ہو گا

بیدا و بخت کو اکیر سہتا ہے بے تردد
کوئی تو ہے کہ جس سے وہ داغ خواہ ہو گا

جیسی دل میں تڑنگ آجائے
عشق و مستی کا قاعدہ کیسا
رکھ اپنی نظر سوے مٹو لہ
تو تو نہیں نہیں سے فائدہ کیا

گرم و سرد و ہر سے سالک کبھی رکتے نہیں
چلتی رہتی ہیں ہوائیں مانگہ کیا بیا کھ کیا

تو ہی ہو مار مرے دل کا اٹھانے والا
لے جنوں اب میں نہیں آ پیس گئے والا

ہوش آڑا دیتا ہوا ان خاک کے تیلو نکا جمال
خود وہ کیا ہو گا انھیں ہوش میں لے والا

دماغ دل ہی کا سمارا ہو فقط لے اکیر
قبر پر کوئی نہیں شمع جلائے والا

پنے ٹھخانے کا دروازہ کرو بند کیسے
اب نہیں کوئی سوا موت کے آنے والا

زمانا میرے زخم دل کو ہرگز ہی نہیں سکتا
ہیوں شائد مگر آرام سے اب جی نہیں سکتا

بشر کو زندگی میں غفلت امید فرما ہے
مگر دم بھر پڑی اپنے قصہ سے وہ جی نہیں سکتا

خدا ہی سے بالآخر کام چرچا تار لے اکیر
نہیں ہوتا کسی کا کوئی اور بھوی نہیں سکتا

عشق میں حسن بیاں وجہ تلی نہوا
لفظ چمکا مگر آئینہ معنی نہ ہوا

دل میں کہتے تھے کہ یہ ہر گاہ وہ ہو گا لیکن
کٹ گئی عمر امیدوں ہی میں کچھ بھی نہوا

غم و تکلیف سے خالی فقط اکیر ہی ہوتی کا
نہ چشم غیر میں ہوا اور نہ سودا خود پرستی کا

یہی حالت ہو گئی آرزو ہوا اہل باطن کو
یہی لذت ہو جس کا رص فلک ہو اور مستی کا

نہی جنگ اب ہے دنیا کے لئے
دین بھی کچھ ہو اگر نفی تو کیا
نفس ہی کی خواہشوں کا ہے نفاذ
روح نے نہی کو ڈگری دی تو کیا
آنرو دولت میں خود واعظ ہیں غرق
دوسروں پر نکتہ چینی کی تو کیا
بزم ساقی کی کہاں وہ مستیاں
چھپ کے اکبر نے اگر پی بھی تو کیا
اگر چہ تلخ ملا جام عرفانی کا
مگر محل نہیں ساقی سے بدگمانی کا
۲۰۷
میں آہ کر نہ سکا ضبط کی ہوئی توفیق
رہو نکا شکر گزار اپنی ناتوانی کا
بعید روح کے خالق سے ہر بلا کی شوق
اگر چہ حق ہو اسے نازل تو انی کا
سو خدا کے کسی کا خیال آنہ سکا
غموں نے کام دیا دل کی پاسبانی کا

۲۰۸ یہ بات ہی صاف مجھ سے سن لے کتاب میں اسکو کیا پڑھے گا

حدود دنیا کے ہیں معین جو یہ گھٹے گا تو وہ بڑھے گا
خدا کی یاد میں گوجان کو ہر شوق مستی کا
جو اہل دنیا کا رخ کر و گئے سکون خاطر کبھی نہ ہو گا
۲۰۹
شریک غفلت بہت ملیں گے شریک عبرت کوئی نہ ہو گا

یہی ہے نہی کا جزو اعظم کہ دین دنیا پہ ہو مقدم
نئے طریقے میں لیکس لے دوست ہو گا سب کچھ ہی نہ ہو گا
۲۱۲

حال دل خوب کہا ہے یہ زبان کا دعویٰ
دل سے پوچھو تو وہ کہتا ہے کہ کچھ بھی نہ کہا
۲۱۳
ہر بدگماں جو وہ بت پروا نہیں کچھ اسکی
ہر بہمن ہے شیدا اکبر کی کافر کی کا

۲۱۴
حسن دیکھو تباہ کاشی کا
چہرہ ہے چاند پور ناشی کا
چشم تر دیکھ کر وہ ہنس بولی
نکلمہ ہے یہ آب پاشی کا

- آپ کی متن واہ صلّ علیٰ
ہو گیا فیصلہ امتحانوں میں
سارا فتنہ ہے ان حواشی کا
اب ارادہ ہے ہر معاشی کا
- ۲۱۹ پوچھو گے جب فلک سے تم سے یہی کہے گا
ہوں گے جباب بھر کر یوں ہی فنا ہمیشہ
جو تھا نہ رہ گیا وہ جو ہے وہ کیوں ہے گا
موجیں گھٹیں بڑھیں گی دریا نہیں بہے گا
- ۲۲۰ ذکرِ خدا کا ہو گا جن ل کو ذوق کبیر
علامت روحِ شخصی کی ہوئی کس شے سے تھی پیدا
وہ مطمئن رہے گا غم بھی اگر سے گا
علاصت روح شخصی کی ہوئی کس شے سے تھی پیدا
- حوادث یہ کہاں تھے اب ہوئی جن سے خودی پیدا
نکا ہیں ہوں تو دیرانے میں بھی آبادیاں دیکھیں
- ۲۲۱ اگر دل ہو تو ہر پہلو سے کر لے دل لگی پیدا
کچھ نہیں کا رفلک حادثہ پاشی کے سوا
نکھو لاکھ مری آیام جوانی کے سوا
فلسفہ کچھ نہیں الفطرت پاشی کے سوا
- ۲۲۳ غیر انکو کچھ نہ آئے پھانس لینے کے سوا
تھی شب تاریکجے رائے جو کچھ تھائے گئے
مچھو اب کرنا ہی کیا ہو مافنس لینے کے سوا
سب بتا دو نکاتھیں افتادانی کے سوا
- ۲۲۵ تھی شب تاریکجے رائے جو کچھ تھائے گئے
جو ہے بلند باطن بستی سے وہ پئے گا
ہر چند شیر عاجز اور طالع بے غنا ہو
گو پستیوں میں پائے افزونی مراتب
- ۲۲۸ یہ آسے کرتی ہے روشن وہ مٹاتا ہوا سے
مخاورات کو بدلیں براہ ریل جناب
رات سے پوچھو کہ بہتر شمع ہے یا آفتاب
نکٹ بدست کہیں اب بجا یا بے کاب
- ۲۲۹ پہلے تھا نور عرفاں خالق سے لو لگی تھی
وقت پہ اب ہیں نازاں سو روگدار حضرت
قومی مباحثوں سے روشن ہوا دماغ اب
قبل سکے شمع تھے وہ ہیں محلِ شمع اب

| | | |
|-----|---|--|
| ۲۳۲ | زندگی مرنے کے کام آئے تو خوب | تزع میں انسان مسکھ پائے تو خوب |
| ۲۳۳ | ٹوٹی تسبیح کے دانے یہ مسلمان ہیں اب | پنجہ شمع سے نکلے تو پریشاں ہیں اب |
| ۲۳۴ | جو مجھے کہنا ہو دل ہی میں اُسے کہہ لو گا اب | ضبط کی تکلیف جو کچھ ہو اُسے سہہ لو گا اب |
| ۲۳۵ | ہر سائنس کھلی جی ہے جان آفریں کی جانب | ہر دم خیال رکھ حق کا اگر ہے طالب |
| ۱۳۶ | چند سے جب پوچھتے ہیں راہ دیر لے کی آپ | عاشقانہ آپ کی وحشت نہیں ہے بے جناب |
| | دعوے سے قبل دیکھ تو لیجے کہاں ہیں آپ | بالا لے عرش ہیں کہ تہ آسماں ہیں آپ |
| ۲۳۸ | ہر نفس کے لیے ہر نگریاں سزاے موت | کیا جرم ہے یہ حال تو جانے خدائے موت |
| | وہ زندگی کہ جو نہیں ہوگی برائے موت | کہتی ہے عقل موت یہ ہے ہر سر زندگی |
| | اسکا نتیجہ ہو نہیں سکتا سوائے موت | دنیا کی زندگی تو ہر اک جزو موت ہی |
| | جب ڈھل چکے تو ساپنے کو جائز ہوئے موت | ساپنا یہ زندگی ہے فقط روح کے لیے |
| | نعمت بنائیں موت کو کیوں ہو جفاے موت | کیسی ٹھنی حلی اسی کا ہے لازم ہمیں خیال |
| | اللہ کر دے طبع کو راز آشنائے موت | ہوتا ہے غم ضرور مگر کچھ ہے مصلحت |
| ۲۳۹ | در حالش از بنی لے وائے بزرگا ہمت | ما ضیست کہ نہ نقشے مستقبلاست چہ |
| ۲۴۰ | عبرت زدہ را کار بہ آنوز و گان نیست | بگذارد بہ حال خود مے بزم تعلی |
| ۲۴۱ | جو دیکھتے تو ہیں آرام جو حیات پرست | اگر چہ ذکر شہادت پہ جان دیتے ہیں |
| | بہار باغ نے پیدا کئے نبات پرست | وہ تیری ہے یہ بیل وہ گونج بھونے کی |
| ۲۴۲ | الزام بہ گردوں منہ از ماست کہ راست | ایں فتنہ کہ بر پاشد و ایں شور کہ بنخواست |
| ۲۴۳ | کیا اثر رکھتی ہے اسوقت مسلمان کی بات | وعظ کہنے کو تو مزہ جو ہیں کہیں |
| | ابھی جاتی ہے زباں پر کبھی ایمان کی بات | کسی دیتا ہوں تم کو میں عین دل دیں ✓ |

- ۲۴۳ شرط انساں کو سلیقہ ہر سخن گوئی میں
باغباں سے ہو مخاطب کرے پھول کی بات
- ۲۴۵ عقلمندی نہیں دیوانہ و سب اہونا
نہ کرو رد یہ ہر اک بندہ مقبول کی بات
- ۲۴۶ پروفیسروں سے ہمیں کچھ نہیں حاصل کبر
دل عاشق میں سماقی نہیں اسکول کی بات
- ۲۴۷ مغربی ذوق ہو اور وضع کی پابندی بھی
اونٹ پر چڑھ کے تعیض کو چلے میں حضرت
- ۲۴۸ معترض بھی کوئی حق گو کبھی ہو جاتا ہے
مگر اس بزم میں سچ ہو کہ جی ہاں ہی بہت
- ۲۴۹ وعظ تقویٰ نہ کہو رحم کرو اکبر پر
چشم بد دور را بھی طاقت عصیاں ہو بہت
- ۲۵۰ حال ماضی نشد مستقبل ماحال ماست
ہستی دارم کہ ہر دم گم بہستی اخلاست
- ۲۵۱ مشرب مراقبات مذہب مرا طریقت
یلے اگر تو خادم رکے اگر تو خفست
- ۲۵۲ عقل ز ادب عشق صوفی میں بس اتنا فرق ہو
اسکو خوف آخرت ہو اسکو ذوق آخرت
- ۲۵۳ از کینٹی طبع جلسہ ندایم اکبر
شعر انداز پس من مریعہ قہر بہت
- ۲۵۴ بھائیو تم کبھی ہندی کے مخالف نہ بنو
بعد مرینکے کھلے گا کہ یہ تھی کام کی بات
- ۲۵۵ بسکہ تھانامہ اعمال مرا ہندی میں
کوئی پڑھ ہی نہ سکا لگئی فی الفو نجات
- ۲۵۶ جی کے مرنے میں کیا ہر ناز کی بات
مر کے جینا ہر امتیاز کی بات
- ۲۵۷ چاہتی تھی زباں کرے تو صبح
دل پکارا کہ یہ راز کی بات
- ۲۵۸ اس سے بڑھ کر کون ہر راہ فنا میں بیقرار
حصر کی حد سے ہو باہر تیری زقار وقت
- ۲۵۹ اٹھتی ہیں تجھ سے یہ آہیں دل نا شا و عبث
سننے والا نہیں کوئی تو ہے فریاد عبث
- ۲۶۰ چرخ کتنا ہے ضروری ہو ٹپنے کے لئے
دور نہ گزری ہوئی باتوں کی فریاد عبث
- ۲۶۱ شیخ آنو کے لیے آتے ہیں میلان کے بیچ
ووت ہاتھوں میں ہو اپنی تلخ تلخ ان کے بیچ
- دہی قسمت ہی قانون اور اسپر ہی بیٹ

- ۲۶۱ عابدوں کے دم سے ہر یہ رونق دربار صبح
نعرہ تکبیر سے ہے گرمی بازار صبح
- ۲۶۲ جھانکتا ہر اسکی جانب دور سے مہربیں
خوش نصیب نگین وہ ہیں جن پر تھلین ار صبح
- ۲۶۳ یوں تو ہر شے پہ اسی نظر آتی ہے
کس پر سی میٹ کی شے نہیں مہرب کی طرح
- ۲۶۴ مولوی گو کہ میں شمس العلماء پھر بھی ہیں سست
رینگتے پھرتے ہیں پروانہ بے شب کی طرح
- ۲۶۵ جسم میں تو کبھی تھا شوق سے میحان روح
یا تعلق جسم سے اب ہو گیا سو بان روح
- ۲۶۶ عقل انسان کیوں عاجز ہوتے ادراک میں
روح ہی کو یہ نہ بچھی اور توہی جان روح
- ۲۶۷ گراں نظریہ ہو مسجد کا باادب بحدہ
وہ بے خطر ہے جو ہے نرم میں باں گتلاخ
- ۲۶۸ دلوں کا زور نہ باقی ہے خدا کی طرف
اسی سے لگت میں جائز رہی باں گتلاخ
- ۲۶۹ زبان ہر نا توانی سے اگر بند
مرے دل نہیں معنی کے در بند
- ۲۷۰ ہماری سیکسی کب تک چھپے گی
خدا پر تو نہیں راہ خبر بند
- ۲۷۱ یہ یاد و بے یار ان نظر بند
کیا ہم نے بھی اب ملنے کا در بند
- ۲۷۲ دلوں میں رہی کی کچھ کمی ہو
نہیں ہو راہ پر آہ اثر بند
- ۲۷۳ بہت مشرق نہیں تھلاخ سماں
کمر ہی جب نہیں کیسا کمر بند
- ۲۷۴ کمنو کا مرثیہ اس غم میں ایسا
کھلے معنی دکھائے جکا ہر بند
- ۲۷۵ خیال حشیم قنات میں ہوا محو
مراد لب ہر سینے میں نظر بند
- ۲۷۶ بہ کار دیں ہم آمادہ دل پر جوش من با
مسلمان می شوم سلمان جہ در آغوش من با
- ۲۷۷ زبان بند ہے اس عمدہ پر نگاہ کے بعد
سکوت ہی مجھے رہتا ہو اب تو آہ کے بعد
- ۲۷۸ رکا ہوا ہو جو سا کس لا الہ کے بعد
خدا کو مان ہی لیگا زوال چاہ کے بعد
- ۲۷۹ شگفتہ پایا طبیعت کو بعد کار ثواب
دلیر دل کو نہ پایا کبھی گناہ کے بعد

| | | |
|---|---|-----|
| تھکے عارضِ روشن نے کھول دیں آنکھیں | میں کہہ ہاتھ اکاب کیا ہو مہر و ماہ کے بعد | ۲۶۹ |
| ہو منظم جان کا پروردگار خود | حیرت میں ہر عیادت بے اختیار خود | ۲۷۰ |
| عزت اکبر نہ منسل برہمن دروید بود | قشقہ بودش برہمن لیکن زدست غیر بود | ۲۷۱ |
| مارا ازین چہ کار جبہ برمن چہ می رود | دریاب از نگاہ کہ برمن چہ می رود | ۲۷۲ |
| ہوئے گلشن طبع تو دلکش است اکبر | کہ از گل بخت بویے یار سے آید | ۲۷۳ |
| بہ ظاہر تھا براق راہِ عرفان | چہ دم برداشتم لیدہ برآمد | ۲۷۴ |
| گو رہتے ہیں ممبر ہی فانی پر شاد | لیکن نہیں اپنی نا توانی پر شاد | ۲۷۵ |
| کو نسل میں بڑھایے ہیں طاقت اپنی | عاقبت میں کمر می بھوانی پر شاد | ۲۷۶ |
| علم ہم از عشق یک اظہار بود | چشم بر زلف و دہان یار بود | ۲۷۷ |
| مرنے والے ہی کو عزائیں آتے ہیں نظر | دوسرے دیکھیں تو برپا ہو بڑا دکھ فساد | ۲۷۸ |
| پادری سے دہلے پہلے تو کیا شیخ کو عذر | دیکھتے ہیں کاتب سے تو ہے اتوار کے بعد | ۲۷۹ |
| میری بھد میں تو یہی آیا نظر کے بعد | تفتیش علتوں کی یہاں ہو اثر کے بعد | ۲۸۰ |
| کچھ روک جتنا کی کسی سے نہ ہو سکی | ترکیب سوچتے ہیں مگر کب خبر کے بعد | ۲۸۱ |
| غافل یہاں کے لذت و آرام پر نہ ہو | دنیا میں ہلے ہلے بہت ہو مرنے کے بعد | ۲۸۲ |
| اک اضطراب دل کو مرے کر گیا خراب | کیا پوچھتے ہو حالِ زمین ز لرزے کے بعد | ۲۸۳ |
| بھٹکو تو اکبر کا یہ مصرعہ رہا کرتا ہو ورد | جمع ہیں اولاد آدم ہند کے گھوٹ کے گرد | ۲۸۴ |
| نہ تھا وجد میں بلبل ہو میری خوش بیانی پر | گریباں چاک گل بھی ہو مرے رنگِ معانی پر | ۲۸۵ |
| تری چوٹی جو پہنچی اڑیوں تک بس پہنچ گیا | یہ پابوسی تو واجب تھی بلائے آسمانی پر | ۲۸۶ |
| جتنا نہیں یقین کوئی میرے ہوش پر | کاموں کی یاں بنا ہو فقط دل کے جوش پر | ۲۸۷ |

- کیونکر دلیل دیکھ سکے اُس جمال کو جس کا خیال برق گراتا ہے ہوش پر
تو وضع پر اپنی تمام رہ قدرت کی مگر تحقیق نہ کر
- ۲۹۱ دے پائے نظر کو آزادی خود بینی کو زنجیر نہ کر
گو تیرا عمل محدود رہے اور اپنی ہی حد مقصود رہے
- رکھ ذہن کو ساتھی فطرت کا بند اُس پہ در تاثر نہ کر
باطن میں ابھر کر ضبط فغاں، لے اپنی نظر سے کاریاں
- دل جوش میں لا فریاد نہ کر تاثر دکھا تقصیر نہ کر
تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
- ان خام دلوں کے عنصر پر بنیا دنہ رکھ تعمیر نہ کر
- ۲۹۲ پینا وہ ہے کہ مستی ہو ادب معرفت پر جینا وہ ہے کہ جو ہو امید آخرت پر
کیا ہو بناے الفت آخرت سببت کیا میں خاک بیکسی پر وہ تخت سلطنت پر
- ۲۹۳ قیامت ہو یہ ضبط فغاں ہو اسلئے محکو کین ناں نہو میری مصیبت اپنی شدت پر
زبان چشم و دل در دست پائے کام لایسے کہ روز عشر نازاں ہوں اپنی اپنی حالت پر
- ۳۹۴ اثر اسکا ہو کم ہم بادہ وحدت کے مستوں پر عیونے فتح پائی ہو تو نم سے بت پرستوں پر
بہت مشکل ہو نوع و نسل پچا اسکے عشقوں کے نئی آنکھوں کے آگے آتی ہو دنیا نئی ہو کر
- ۲۹۵ ناز اس ظاہر طہارت پر نہ لے مغرور کر حرص دنیا خود بخش ہو یہ نجاست و در کر
- ۲۹۶ تھماے حکمت لیجا تے ہیں بند رہے کیونکر یہ بحث اچھی ہو اس حضرت آدم بنے کیونکر
- ۳۹۷ گلا جو رنگ کا تو بہت کچھ روچکا کبیر تسلیم خرم کر زور بازو چکا اکبر
- ۳۱۱ نہ پوچھو کیا اثر اس مصرعہ اکبر کا ہے ہم پر ہر اک کے علم کا ہے خاتمہ دانش علم پر

| | | |
|-----|---|---|
| ۲۱۲ | فلسفی بھی نوحہ گریں ہیں کے مقسوم پر | پائے ہیں معلوم کی بنیاد نامعلوم پر |
| ۲۱۳ | مجھ کو جائز نہیں یہ عرض کہ بیدار نہ کر | انکو زیبا ہے یہ ارشاد کہ منہ بیا د نہ کر |
| | شیخ کہتے ہیں کہ یہ فکری پریشانی بھی ہر فرض | ماستر سمجھتے ہیں اللہ کو بھی یاد نہ کر |
| | وحشت انگیز ترقی ہر تہ چرخ اس وقت | تو گول لاندہ بن اور عسر کو برباد نہ کر |
| ۲۱۵ | حسنِ سنبل سے جو ہر زلف بتاں کا سودا | چھوڑو سیرِ حرمِ کفر کی امداد نہ کر |
| | خواہ رنہاں مری زباں کی | زمیں بھی سن رہی ہر کان بنکر |
| | جو غالب بن گئی ہر یہ تو مٹی | یہ کیا شوری جو چمکی جان بنکر |
| | پے شوق بقا تھا خانہ کول | فنا کیوں بس گئی ارمان بنکر |
| ۲۱۶ | وہ دولت کیا رہی دودن جو تجھے متصل ہو کر | ترقی تو وہ ہر بجائے دل میں جزو دل ہو کر |
| | ہوئے نفس کے تابع ہیں جنکے جسم لے اکبر | انہیں کی روح رہتی ہر بدن میں مضجعی ہو کر |
| ۲۱۷ | نک کہ منزل ہو گئی ان کا گذرنا دیکھ کر | زندہ دل میں ہو گیا اوروں کا مرنا دیکھ کر |
| | آسمان کی چھت بہت نچی سرخوت کو ہے | کیرے کہہ دو کہ دنیا میں ابھرنے دیکھ کر |
| | زیست بے وقعت ہوئی ہر سیر شوق زیست | موت حیراں ہر مرام نے سے ڈرنا دیکھ کر |
| ۲۱۸ | قصہ تو جائز ہے لیکن پناہ نہ ابودیکھ کر | ہاتھ اٹھانا چاہیے انسان کو بازو دیکھ کر |
| ۲۱۹ | بھروسہ باغِ ہستی میں نہیں کچھ نخلِ قیامت کا | نفس کیا ہر ہوا کی بیل ہر دھوکے کی ٹیٹی پر |
| ۲۲۰ | بتلائے بحث کو رازِ حسد کی کیا خبر | معنی بے لفظ و لفظ بے صدا کی کیا خبر |
| | پایا اک ہنگامہ ہم بھی ہو گئے اسمیں شریک | ابتدا کا علم کیسا انتہا کی کیا خبر |
| ۲۲۱ | ظاہر ہوئی کیڈی دکان کی اک لکیر | آخر اسی لکیر کے سب ہو گئے فقیر |
| | ہرگز جو فطرتی تھے انھیں بے نہیں قرار | چکر میں خود چھٹے ہیں ہمارے امیر و پیر |



- ۳۲۸ ختم لیکن ہو کے رہ جاتا ہے میری ات پر
۳۲۹ میں اٹھ ہی آتا ہوں الفاظ عاجزی کہہ کر
۳۳۰ فطرت کی یہ سازش دیکھو ذرا اصرام نہ دے پھنس جانے پر
- یہ سوچ چڑی طائر کی نظریوں دام سے پہلے والے پر
۳۳۱ مشکل ہی کیا ہو کرنا پائے بتاں یہ روکر
۳۳۲ میں کیا پاؤں کا اکبر تنگد میں حاضری کر
۳۳۳ یہ بت رہا کینگے تھوڑی سی داد کا فری دکر
۳۳۴ کہاں تک ہل دینا سے کرو گے معذرت اکبر
۳۳۵ یہی بہتر ہو چلہ دراک جواب آخری کبر
۳۳۶ جب مسرت منحصر ہو سعی کفر آمیز پر
۳۳۷ صبر کرنا چاہیے حالات درد انگیز پر
۳۳۸ ہستی میں ہے ہستی وحدت میں فنا ہو کر
۳۳۹ عالم کو میں کیوں دیکھوں عالم سے جدا ہو کر
۳۴۰ فتولے خرد جو ہر دہل کی تو صدا یہ ہے
۳۴۱ فانی ہے جدا ہو کر باقی ہے خدا ہو کر
۳۴۲ مزا ہے عالم حیرت میں پاک طینت کو
۳۴۳ عجیب نور برستا ہر چشم نرگس پر
۳۴۴ فرورغ دل جو ہو منظور ہم ہستی میں
۳۴۵ اشارہ شعلے کا دیکھو اور ہوا کی سن ڈھپیر
۳۴۶ چشم بد دور تپ تو ہیں آپ ہی اپنی نظیر
۳۴۷ اکبر خدا کو مان زمان مکان کو چھوڑ
۳۴۸ عرفاں کا ذوق اگر ہو تو کب و کہاں کو چھوڑ
۳۴۹ پابند کرنے ساعت وساعت کا ذہن کو
۳۵۰ دار فنا میں حسرت نام و نشان کو چھوڑ
۳۵۱ رنگے مانہ رے کی کثرت سے نہ چا
۳۵۲ سارا جہاں بوٹ کر تو سائے جہاں کو چھوڑ
۳۵۳ مسجد نے کہا میرا فسانا بھی ہو اک چیز
۳۵۴ کالج لے پکارا کہ زمانا بھی ہو اک چیز
۳۵۵ واعظ کی بلاغت بھی بڑی خیر ہو لیکن
۳۵۶ سچ بات یہ ہو دل میں سما بھی ہو اک چیز
۳۵۷ جیسی حالت پیش آتی ہو زمانے میں جسے
۳۵۸ ذہن انسانی میں یہ سیاہی اتر آتا ہو عکس

| | | |
|--|--|-----|
| یہ مواقع ہیں کہ ہو جاتے ہیں وجہ اختلاف | آئینے کا رخ جہاں بدلا بدل جاتا ہو گس | ۲۴۶ |
| چیتنی اکبر کو مجموعہ اعمال خویش | بعد ازاں بنگریا و آخرت در حال خویش | ۲۴۷ |
| ہر یہ رفتار جہاں کو نسی حالت کی طرف | بیس جواب سکایا ہی ہو کہ قیامت کی طرف | ۲۴۸ |
| وضع و روش اطفال کی ہر قوم پر بارگراں | رسوں کا شکوہ اک طرف نہ رہے رکنا اطفال | ۲۴۹ |
| کہتے ہیں لڑکے بھی لگ کر کالج سے فرصت ہو کہاں | یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اطفال | ۲۵۰ |
| نشاط طبع پہ مٹی خوبے بیاں موقوف | دل نگار نے کی شوخے زباں موقوف | ۲۵۱ |
| الاماں از خم دل لے شدت سوز فراق | المدولے مرگ مجھ پر زندگانی اب ہے شاق | ۲۵۲ |
| روشنی طبع وہ مجھ میں کہاں ہے دوستو | شمع مَرودہ ہوں مجھے پہنے دو اب بالاطاق | ۲۵۳ |
| یہ سوز داغ دل یہ شدتِ رنج واکم کبتک | ہمارے ہی لیے یہ جو رگروں ہے تو ہم کبتک | ۲۵۴ |
| یہ دفتر ختم ہو ہی گا بھلا ہی دیکھا دہرا سکو | یہ جس کبتک نظر کبتک زباں کبتک قلم کبتک | ۲۵۵ |
| جو ہیں بل بصیرت کہتے ہیں کثر یہ اکبر سے | غینمت ہو ترا دم ہند میں لیکن یہ دم کبتک | ۲۵۶ |
| نگاہ اولیں کے دام میں بھی ہر اک دنیا | نصیب ہر نظر گب ہو پچھا حد حیرت تک | ۲۵۷ |
| من از تیغ جفا چرخ گرداں گشتہ اسمبل | مخاں مارا بہ نرم عیش خود لے منعم غافل | ۲۵۸ |
| ترا سراست شمشاد است مارا آہ و فریاد است | ترا باغ نیست اندر وہ مراد غنیمت اندر دل | ۲۵۹ |
| کوئی سنتا نہیں تیری تو اس کہنے کا کیا حاصل | کوئی منزل نہیں پیش پھر تے کا کیا حاصل | ۲۶۰ |
| اشارہ چشم شوقِ مشرقی سے ہر یہ مغرب کا | جو قوت ہو تو بسم اللہ منہ تے کا کیا حاصل | ۲۶۱ |
| کھلتا بہت سکوت سے رنگ بہار دل | لیکن آٹھ سکے کا خموشی سے بار دل | ۲۶۲ |
| کچھ نہ سمجھا شبِ فراق کا حال | کھل گیا یار کے مذاق کا حال | ۲۶۳ |
| اعتبار آپ کو نہ آئے لگا | کیا کہوں اپنے اشتیاق کا حال | ۲۶۴ |

۳۶۷ فکر پر دنیاے فانی کی خلاف شان دل
 ۳۶۸ یار نے پوچھا میں کیا ہوں دل سے کلی صیدا
 ۳۶۹ سر ترا شاہنشاہ کاٹا ان کا پانوں کو
 ۳۷۰ شیخ کو بیخ کر دیا مومن کو مومن کو
 ۳۷۱ واعظ ایں نہ جنوں ست نہ کافر شدہ ام
 ۳۷۲ کر دیں جو بیکسیوں سے ذرا غرور کم
 ۳۷۳ دکھا رہی ہے یہ ترکیب حسن طبع سلیم
 ۳۷۴ عقل ندریب سے دوستی رکھے
 ۳۷۵ زبان علم کی گو متبع ہے وقت کلام
 ۳۷۶ کبھی اسلام لائے تھے کہ ہو دین قائم
 ۳۷۷ بت پوچھتے ہیں مجھ سے کیوں اللہ اللہ فرم
 ۳۷۸ مولوی ہو ہی چکے تھے نذر کالج اس قبل
 ۳۷۹ لکچر روضون لکھتے ہیں تصوف کے خلاف
 ۳۸۰ صبح کے وقت ہنس ٹیری اک میم
 ۳۸۱ جب وہ بوئے بجائے کو کروں کوں
 ۳۸۲ اب جسم میں باقی ہو مسرت کا لہو کم
 ۳۸۳ اس دار فنا کی بھٹوں میں کیا صرف زباں کیا صرف قلم
 ۳۸۴ دنیا کو بقا کیا اے کہ بستر گئے دن کی خوشی کو دن کا اطم
 ۳۸۵ دم بھر میں نشاط طبع فنا اک آن میں ناز چاہ ہوا

کیا بزمِ طرب کیا شانِ شہی کیا بربط و دفت کیا طبل و علم

کوئی موقع نہیں ہے بنے کا سب کو معلوم ہو کہ میں کیا ہوں

ہو گئی ہے امیدِ مرگ قوی کل کی نسبت تو آج اچھا ہوں

دست بستہ پاشکستہ دلِ فسر وہ لب پہ مہر کچھ نہ کچھ کرتا ہر ہر اک لے خدا میں کیا کروں

یہ دلِ بیناب جھکو کر رہا ہے کیوں تباہ ہو گئی اک بات تھا حکمِ قضا میں کیا کروں

نزع میں پیکِ اجل سے کہہ رہا تھا اک صہیں تو قضا لایا ہر سر پر اب ادائیں کیا کروں

شکوہ بیدا کرتا ہوں تو کہتا ہے فلک خود بخود مجھ سے شکستہ ہو جفا میں کیا کروں

حسنِ فانی کے لیے میرا در دل و انہیں نازِ عکس بے بقا آنکھوں سے اب اٹھنا نہیں

یہ شاعرِ رنگِ شب کو گیسو بیلے بھی کہتے ہیں یہی حسنِ تصور ہو جسے سودا بھی کہتے ہیں

بتوں کے ناز پر اس عہد میں لزمِ ہر خاموشی ہر اکہ میں مل نکو تو دل چھا بھی کہتے ہیں

جہاں کی گھڑی کی ہوتی تھی وقت اسکو کہتے تھے گئی چوری تو ہم سمجھے زمانا اسکو کہتے ہیں

میں اپنے آپ میں ان شاعرِ غمیں فرق پاتا ہوں سخن آنسے سنو رہا سخن سے میں سنو رہا ہوں

نہیں ہو گئے پائے ثبات کو لغزش ہوئے دہر سے میں و میدم گھٹلتا ہوں

بسانِ سمعِ فروغ اپنا ہر ہر اک پر عیاں مگر بھی کو نقطہ ہے جس کہ جلتا ہوں

کوئی منوں نہیں ہو سکیسی میں جان کھو ہوں جو روئے میسے مرنے پر انھیں کو اب میں ہوں

یہ شانِ بے نیازی اور یہ ہنگامہِ فطرت نکلا کیا مرگِ ہاشم کا وہی کیا تھا ہمیں کیا میں

جان دینا منع ہوا اور دل سے غم ٹلتا نہیں سانس لیتا ہوں مگر کام اس کچھ چلتا نہیں

تپ نہونے سے نہ سمجھو یہ کہ میں احت میں ہوں دل میں نگائے بھی ہیں گو بدن جلتا نہیں

یہ بتِ خود میں خلل اکبر کے جو چاہیں کہیں کفر کے سانچے میں تو با تفضل وہ ڈھلتا نہیں

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

- ۴۰۰ تمھارا اور ان پھلوں کا مجھ پر نہیں کچھ احساں اے درختو
خدا اگاتا ہے آگ رہے ہو خدا کھلاتا ہے کھا رہا ہوں
- ۴۰۲ مجھ سے رکتی ہو تو پس شیدا دنیا کیوں ہوں
یاس کا جب دور ہے محو تمنا کیوں ہوں
- ہمنشین خلق کی ہوا تو وحشت آفریں
اک زمانے میں سودا تھا کہ تنہا کیوں ہوں
- خوب مصرعہ ہو مگر سکی زباں سے ہوا دا
یا رہوں غراز سے دنیا میں میت کیوں ہوں
- اب ہی بیماری اکبر سدا شغل زندگی
جب فقط مرنا ہی باقی ہو تو اچھا کیوں ہوں
- ۴۰۳ بوڑھوں کے ساتھ لوگ کہاں تک فاکریں
لیکن موت آئے تو بوڑھے بھی کیا کریں
- ۴۰۴ میں جسکے خامہ قدرت کا نقش تیرا فرما
وہی جانے کہ وہ کیا ہی وہی جانے کہ میں کیا ہوں
- کوئی سنتا نہیں ہی تو پھر سکی شکایت کیا
میں ہی کیا کر سکا ہوں جتنا کہ سب کی سنتا ہوں
- جناب حضرت اکبر کی کوئی نبض تو دیکھے
یہ کہنے کو تو ہر حالت میں کہہ دیتے ہیں چھا ہوں
- ۴۰۶ قدرت کا رنگ کچھ نہ ڈھونڈھ اسکی ماہیت
تصویر کو ٹوٹنے میں کچھ مزا نہیں
- ۴۰۸ آخرت کے لیے کافی ہو فقط ذکر خدا
سوشل اغراض کو کچھ پیر بنا رکھے ہیں
- اس موت کے آگے اے اکبر مشغولی دنیا کچھ بھی نہیں
سب کچھ جسے ہم سمجھتے تھے ابھی دم بھر میں جو دیکھا کچھ بھی نہیں
- تدبیر کی کوئی حد نہ رہی اور بالآخر کہنا ہی پڑا نکو۔
- ۴۱۱ اللہ ہی کی مرضی سب کچھ ہے بندے کی تمت کچھ بھی نہیں
اس گلستاں میں بہت کلیاں مجھ پر پائیں
- کیوں لگی تیش خان میں کیوں لگے مرچھا گئیں
ہم آرد کو عربی کیوں کریں آرد کو وہ بھاشا کیوں کریں
- ۴۱۱ بحثوں کے لیے اخباروں میں مضمون تراشا کیوں نہ کریں

آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک کھاڑا قائم ہے

جب اس سے فلک کا دل پہلے ہم لوگ تماشا کیوں نہ کریں

کیوں کچھ سوچتے ہیں کیا چاہتا ہوں میں کیا دیکھتے نہیں کہ مرا چاہتا ہوں میں

تجھے ہم شاعر نہیں کہیں اکبر منتخب سمجھیں بیاں بسا کہ دل مانے زبان لسی کہ سب سمجھیں

نتیجے ترک خود داری کے سب پر ہو گئے ظاہر ترقی خواہ ملت جنت سمجھے تھے تو اب سمجھیں

شیخ جی بھی وہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں اب تو ہم مصلحتاً اُن کا ادب کرتے ہیں

طلب جاہ یہ وہ کرتے ہیں کس کو مجبور پرست تو یہ ہو کہ ہمیں لوگ غضب کرتے ہیں

یہ انقلاب بھی ہو اور انتخاب بھی ہیں میں دیکھتا ہوں کہ جس بھی میں جتا بھی ہیں

ہو میرے دل کو خدا ہی کی جنتوں کی طلب کہ وہ وسیع بھی ہیں اور بے حساب بھی ہیں

عجب اصول ہیں ندان عشق کے اکبر گناہ کرتے ہیں اور طالبِ ثواب بھی ہیں

ہٹل میں جو وہ مطلوب رہے اسٹیج یہ یہ مرغوب رہیں

اُن کے بھی توانی خوب لے انکی بھی ردیفیں خوب ہیں

تمکو مبارک یہ ہو جس جو ہم کہیں سب کہیں ہم کو تو ہوا میں مفرسب کی سنیں یا رب کہیں

سورج تو ہو لیکن نہاں ظلمت کے اندر ہر جہاں تقویم میں تم دن پڑھو ہم ص کے اندر نہ کہیں

آج کل اس خمن کے کچھ عجیب اسلوب ہیں میں ج کہتا خوب ہیں وہ چپ بھی کرتے خوب ہیں

جو شیخ کی ہے یہ خود فروشی کروں کہاں تک میں عیب پوشی

یہ اتنی دنیا سے گر جوشی حرم میں وہ ہیں کہ شاپ میں ہیں

زمین کی کوئی کرے نہ چوری بڑھی ہے انجینیہری کی ڈوری

اسی کے پیوند ہوں گے آخر ابھی تو مصروف ناپ میں ہیں

- ۴۲۵ گو بہت اونچی ہو پرواز حریف
شیخ بولگم نہیں میں چپ میں
ان کی مرغی بولتی ہے کپ میں
- ۴۲۶ کسی سے وہ محبت ہو محبت جسکو کہتے ہیں
پھر اس اسی فرقت ہو کہ فرقت جسکو کہتے ہیں
مصیبت ہی نہیں دیکھی مصیبت جسکو کہتے ہیں
- ۴۲۷ بونے شگفتگی سے گربات کی نہیں
خوہش مجھے اب نے ملاقات کی نہیں
میسے سکوت سے مجھے بے حس نہ جائے
الفاظ کی کمی ہے خیالات کی نہیں
- ۴۲۸ اس کے سوا کہ شکر کا موقع نہیں ملا
مچھلک شکایت اُسے کسی بات کی نہیں
شعر اکبر میں کوئی کشف و کرامات نہیں
دل پہ گزری ہوئی ہو اور کوئی بات نہیں
- ۴۲۹ دل کو اک غم نے گھیر رکھا ہے
کیا کسی سمت التفات کروں
ہمنشین مجھ سے کچھ نہ پوچھ اس وقت
جی نہیں چاہتا کہ بات کروں
- ۴۳۰ کیوں گفتگو کسی کو ہو اس ٹھیکٹا میں
شیخی زبان میں ہو حکومت ہے بات میں
حسن فانی جو بھائے اُسے بت کہتے ہیں
گذران فصل دلاویر کو رت کہتے ہیں
- ۴۳۱ کیا عذر قوم کو ہے ترقی کی بات میں
رغبت کے ساتھ خود یہ وہ لیل کے ہاتھ میں
تعلیم و حُران سے یہ اُمید ہے ضرور
ناپے دھن خوشی سے خود اپنی برات میں
- ۴۳۲ سیر ہو کر سیر سے اس دار کائن کی اکیر
اب یہاں سے لیے کوئی نئی بات نہیں
بے برگد میں مغرب کی رفاقت اسکو کہتے ہیں
ہوئے مدفون تکیے میں صالت اسکو کہتے ہیں
- ۴۳۳ سمجھ میں صا آجائے فصاحت اسکو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اسکو کہتے ہیں
مایوس ہوں مریض عم لا علاج ہوں
کل بھی جیا تو کیا وہی ہو نگا جو آج ہوں
- ۴۳۴ افسردہ ہو کے کہتی ہے گل کی زبان حال
صرصر کیا کہوں کہ میں نازک مزاج ہوں

اس زندگی میں ترک تعلق کا ذکر کیا **۲۴۸**
 جب تن میں جان ہر تہہ تن احتیاج ہوں
 مذہبی تلقین اور ایسے شدائد الامان **۲۴۹**
 ایک نام حق کے ساتھ اتنے زوائد الامان
 ہر شیخ یہ کہتا ہے عقائد میں تو یہ ہیں **۲۵۰**
 توحید یہ کہتی ہے زوائد میں تو یہ ہیں
 بے بصرہ ہیں جو بحثوں میں یہاں خرسند ہیں **۲۵۱**
 جنگی اکھیں کھل گئیں ان کی زبانیں بند ہیں
 وہ اپنی حد سے باہر قائم یہ اپنی حد میں **۲۵۲**
 یہ عمدہ فرق میں نے پایا ہے نیک و بد میں
 تیری ہی حد میں تیری ساری سترتیں ہیں
 مشکل ہے بحث کرنا میرے سخن کے رد میں **۲۵۳**
 وہ اپنے حد سے باہر قائم یہ اپنی حد میں
 بوزن کو نقص پر کس بات کی میں داد دوں **۲۵۴**
 ہاں یہ جان نہی مداری کو مبارکباد دوں
 الگ خیال سے یہ دنیوی مظاہر ہوں **۲۵۵**
 نماز کا ہی مہر جب حواس طہا ہوں
 مخالفین کو ہم کہہ تو دیتے ہیں کافر ہیں **۲۵۶**
 مگر یہ ڈرتے ہیں دل میں ہیں نہ کافر ہیں
 حواس ظاہری کے دام میں وہ دام حایر **۲۵۷**
 مگر یہ صید خود صیاد و اطمینان خاطر میں
 مرا اسلام ہی کیا ہو کہ حکم کفر دوں اکبر **۲۵۸**
 وہی کافر ہیں جو اللہ کے نزدیک کافر ہیں
 بادۂ عرفاں کہاں یہ بحث کا دفتر کہاں **۲۵۹**
 کفر پر اس انجمن میں کون کیا کیونکر کہاں
 خانہ تن کے بھی اجزائیں ہر سیم انقلاب **۲۶۰**
 کیا بتائیں ہم کسی سے ہو ہمارا گھر کہاں
 جنگو جینا ہی بنین بجلی ہوس کے ابر میں **۲۶۱**
 پانوں لٹکائے ہوئے بیٹھے ہیں یاں تو قبر میں
 چند مومن بھی اسیر زلفِ دنیا ہو گئے **۲۶۲**
 چاندنی تو ہر مگر لپٹی ہوئی ہے ابر میں
 ہاتھ پائی شاہدِ غریب سے ہم کرتے نہیں **۲۶۳**
 بابووں ہی کو مہرا ہے بوسہ بالچر میں
 گو مجھ میں ہر بلاغت گو شعر با اثر ہیں **۲۶۴**
 لیکن مے مصائب مجھ سے بلیغ تر ہیں
 کس طرح چائے کا پینے آپ کو لے فلسفی **۲۶۵**
 فرق کیا لازم نہیں ہے ناظر و منظور میں
 آپ کی ہرگز نہیں کے آگے کیا بس ہو مرا
 لیکن اتنا تو ذرا سن لوں کہ آخر کیوں نہیں

ان کے گھر کی آگ بجلی میں بھڑکنی خراب
 اس قدر دلکش ہو دیگیا طبع اکبر ویر میں
 ہم کیوں یہ بتلائے میتابی کفن میں
 ذرے جو گل بنے تھے وہ بن گئے یگوئے
 دنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق
 ہمنے سنا بہت کچھ حالِ جہانِ فانی
 پیدا کیئے فلک نے نادیدنی مناظر
 غم خانہ جہاں میں وقعت ہی کیا ہماری
 کیا مشرقی کفن بھی وہ ترک کر سکیں گے
 اکبر کے شعر سنکر کہتے ہیں اہلِ باطن
 اپنی مرضی کے موافق دہر کو کیونکر کروں
 چل بسے چھوٹے بٹے تھا جسنے لطفِ زندگی
 وصل کی شب حسبِ موسم ہو ہی جائیگی سحر
 ددِ بے مہری ہو امیدِ محبت کس سے ہو
 داغِ دل پر نظر یاس نہ کر لے کہیں
 تجھ پہ گلزار کھلائے گا یہی داغ کبھی
 یہ جتنے ذرے جہانِ فانی کے اتنی شکلوں میں جلوہ گر ہیں
 خدا کی ہستی کے سبب ہیں شاید اور اپنی ہستی سے بے خبر ہیں
 تغیر اتنا کہ گم تعین۔ تعین ایسا کہ اپنی ہی دھن

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

کمال ایسا کہ سب ہیں حیرت جمال ایسا کہ سب نظر ہیں
حواس کچھ نیک کام کر لیں کہ حبیب و دامن کو اپنے بھرن لیں

مرے معافی کی حد نہیں ہے اگرچہ الفاظ مختصر ہیں

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں

زندہ ہوں مگر زیست کی لذت نہیں پاتی ہر چند کہ ہوں ہوش میں ہشیانہ نہیں ہوں

اس خانہ ہنستی سے گذر جاؤ نگاہے کوٹ سایہ ہوں فقط نقش بہ دیوار نہیں ہوں

افسردہ ہوں عبرتِ دوا کی نہیں حاجت غم کا کچھ یہ صنعت ہے بیمار نہیں ہوں

وہ گل ہوں خزانے جسے برباد کیا ہے اچھوٹ کسی دامن میں وہ خار نہیں ہوں

یار رب مجھے محفوظ رکھا اس بت کے ستم سے میں ملکی عنایت کا طلبگار نہیں ہوں

گو دعویٰ تقویٰ نہیں درگاہِ خدا میں بت جس ہوں خوش ایسا گنہگار نہیں ہوں

افسردگی و ضعف کی کچھ حد نہیں اکبر کا فر کے مقابل میں بھی دیندار نہیں ہوں

جرح کیا وقعت نہیں میری جو نرم غیر میں عزتِ مسلم ہو اسکی کس پسند میں دیریں

تار برقی سے ہوا معلوم حالِ زارِ روس شورِ برپا ہے کلیسا میں حرم میں دیریں

آسمانی توپ چلتی ہو کہیں صدیوں کے بعد لیکن اڑ جاتی ہیں ساری غفلتیں و دیریں

چرخ نے پیش کشین کہہ دیا اطمینان میں قوم کا لچ میں اور اسکی زندگی اخبار میں

حواس سب ہو گئے معطل اور آنکھ بھی بند کر چکے ہیں

محسوس گزرتا ہے صرف باقی زمانہ گذر کر چکے ہیں

کا رگر اس بت کی تدبیریں بالآخر ہو گئیں گو ہوں مسلم خواہشیں میری بھی قرعہ ہو گئیں

بتِ حاصل کی موافق اپنی رائے نقشہِ نخت میں اب سرشار ہیں

- پوچھے کوئی حضرت والا سے یہ
اب میں سرگرمی کی کوئی سعی کرتا ہی نہیں
- آپ فاتح ہیں کچھ ڈگری دار ہیں
بعد ان یوسیدوں کے دل بھرتا ہی نہیں
- سلسلہ ہے بیکراری کا ہمارے زندگی
سانس کتنی ہی نہیں دل ٹھہرتا ہی نہیں
- منزل صبر و رضا کو سمجھے تھے آباد ہم
لیکن اس جانب اب کوئی گزرتا ہی نہیں
- افعی حرموں و ہوا پر عترتیں ہیں بے اثر
ٹوٹتی ہیں لالچیاں سمجھت مرتا ہی نہیں
- یا سب خواباں مشرق کو ہوئی عشاق سے
استقد رافسر وہ ہیں کوئی سنتا ہی نہیں
- اس سرود قد پر اکبر مدت سے مر رہا ہوں
اللہ راست لائے گوشتش تو کر رہا ہوں
- نمبر اول کا دعویٰ چوتھیں باہم لڑیں
خوش نصیبی یہاں تو دوسرے نمبر نہیں
- جان مردہ ہی بدن افسردہ ہو مانند خاک
میں رہا ہوں گا کبھی لیکن اب اپنی قبر میں
- مجھ پر بدل جانے پہ یہاں اقبال و حشم کے دور بھی ہیں
- یکتا کی کا دعویٰ خوب نہیں اللہ کے بندے اور بھی ہیں
- توت سیر جو حاصل ہو تو دیوار نہ بن
پتہ غیب میں رہنا ہو تو تلوار نہ بن
- دل کی خاطر تو ہر لازم تجھے بکنا بھی
صرف آنکھوں کا فرا ہو تو خریدار نہ بن
- آتش شوق تباں میں نہ جلا دل اپنا
کافر کی کا سبب گرمی بازار نہ بن
- بت پرستی میں بھی کھجور کے پہلو پہ نظر
ہا رہن۔ دیر سے رشتہ ہو تو زنتا رہ نہ بن
- دل سے کہہ سکتے ہیں ان شمع بھڑی نہ مجھے
وقت سے کہہ نہیں سکتے کہ شربتا رہ نہ بن
- دست قدرت میں ہو یہ خاک چمن لے اکبر
اسے کیونکر یہ کہوں پھول ہی بن جائے نہ بن
- ہر ہمسے چرخ بر سر کیس غور کیا کریں
بیٹھے ہیں ہر چھوٹے ہوئے اور کیا کریں
- ہر صبر میں تو دیر وہ فرصت کی بات ہو
اللہ یہ بتائیے فی الفور کیا کریں

| | |
|--|---|
| اپنے جو تھے مشیہ وہ سب اٹھنے لگے | کرنا پڑا سکوت بسر طور کیا کریں |
| پایہ کوئی کھلا نہیں گھر میں لگی ہر آگ | اب بھاگنا ضرور ہو غور کیا کریں |
| وہ تھے آئیں ملت لاکھوں ہی کو ایک زخموں | * یہ کیا جو ایک کو دو اور دو کو چار کئے ہیں |
| یہ پردوں کا شمعوں سے پٹنا اور جل کر رہنا | محبت کی روش یہ بھی ہر یوں ہی پھاڑتے ہیں |
| بڑھانا شوق کا منظور ہو یا مضحکہ خیز | نزاکت کا جو مجھ سے اس قدر اظہار کئے ہیں |
| ترقی کی تماشگاہ میں سوقت لے لے آگ | وہ منظر میں کہ جھک کر ہوش سے نیرا کرتے ہیں |
| حشر تک کھل نہ سکے راز اسے کہتے ہیں | * جب تو پھر چہی کرونا ز اسے کہتے ہیں |
| وجہ عارف کی حقیقت کچھ سنا دوں آپ کو | گو کہ میری اسل کیا اک بندہ پناہیوں |
| ناجستی ہر روح انسانی بدن میں شوق سے | جب کبھی یا جاتی ہر پر تو کہ میں کیا چیز ہوں |
| کچھ اعتبار نہیں مجھ کو اپنے ہونے کا | * یقین میں میں نہیں ہوں فقط قیاس میں ہوں |
| ثواب کہتا ہوں جاؤ گا کیران کی درد | چھپا ہوا میں عزیزوں کی بھوک پیاس میں ہوں |
| خدا شناس تو ہونا نہیں ہے سہل اکیر | * یہی بہت ہی جو دنیا شناس ہو جاؤں |
| جہاں درشن تھا لے ہوں میں ہونی مانو گا | الہ آباد کا قیدی نہ پابند بنائیں ہوں |
| کسی پوچھتا میں کیوں تفتو کس کو کہتے ہیں | * خود اپنے دل کو دیکھا اور سمجھا اس کو کہتے ہیں |
| مے دل کا نہ سمجھا حال کچھ بھی ڈاکٹر مسخ | * تو پھر دعویٰ یہ کیا ہر میں ہی گنگ سوا ہوں |
| وہ دل کا رنگ نہیں گو حرم کے طوف میں ہوں | مقام شوق میں تھا اب محل خوف میں ہوں |
| موت ڈرنا ہوں گو موت کا شائق بھی ہوں | * یعنی شہرہ کہ ایسے شوق کے لائق بھی ہوں |
| ہو نہیں سکتا بیان حال دل لفظ میں | جوش بھی ہر طبع میں اور شعر میں لائق بھی ہوں |
| زیادہ گوئی سے اب ہم اسی سے کہتے ہیں | * جو خوب کہتے ہیں اکیر وہ کہ بھی چکے ہیں |

- ۴۹۴ خشک ہو بالکل شجر امید کا
شغل اپنا کیا بتاؤں آپ سے
گل میں مخری ہو نہ سبزی برگ میں
جی رہا ہوں انتظارِ مرگ میں
- ۴۹۸ مسرت جھکواپ شوارہ دنیا کی محفل میں
جھکا کر سر کو سجد میں اپنے دل میں پہنچے ہیں
خوشی کی قابلیت ہی نہیں باقی رہی ال میں
نہ پوچھو وہ کہاں ابھی ہیں کمنزل نہیں پہنچے ہیں
- ۴۹۹ ذوق ہوئے کوچہ قاتل کو کیا کروں
اظہار اضطراب کا شائق نہیں ہوں میں
مہلک ہی یہ شوق مگر دل کو کیا کروں
پہلوئیں لیکن اس دل سبیل کو کیا کروں
- ۵۰۰ قطع نظر گلوں سے نہیں مانع جنوں
مقبول ہوں شاذ ہیں قابل تو بہشتیں
بوئے بہار و شورِ عناد کو کیا کروں
آئینے کے مانند ہیں کم۔ دل تو بہت ہیں
- ۵۰۱ وہ کم ہیں ٹرپنے میں جنھیں ملتی ہے لذت
علم میں حاصل کیا لیکن قیادت یہ ہوئی
یوں آپ کی شمشیر کے بسمل تو بہت ہیں
صرف سکھانے میں لیت ہو عمل میں کچھ نہیں
- ۵۰۲ زیست کا عنصر بنے خود آہ سوزاں تب تک لطف
لوگ کہتے ہیں کہ میں آپ نہایت قابل
ورنہ لے اکبر تری نظم غزل میں کچھ نہیں
میں اسی سوچ میں رہتا ہوں کہ کس قابل ہوں
- ۵۰۳ لڑت ہو روح کو تن خاکی سے میل میں
فتحِ نمکست پر نظر کیا ہے آپ کی ہوں
فطرت نے مسرت گواہی قیدی کو جیل میں
اپنی تو دل لگی ہو فقط پاسِ فیصل میں
- ۵۰۴ وہی زندہ دہلیز قتل و جھوٹ ہے کہ آہستہ میں
زنت اٹھا رہا ہوں میں قیصر کے غول میں
۵۰۵ باطن بہت ہیں ایسے جو تلوں میں نہیں ہیں
خدا جانے مر گیا وزن ہوا کی گاہ میں نہیں
- ۵۰۶ تفرق کے یہ جو طوفاں ہیں بیا کچھ کم تو ہوں
ہم کو کرنا چاہیے سب کچھ مگر ہم تو ہوں

دیکھ لیگا خود کہ کس عالم میں لیجا تا ہر دل
 جام کی صورت جو ساقی خود ہوں گردش میں تو کیا
 جھکو جتنے ہیں مگر اتنے کسی کو غم تو ہوں
 شان محفل تکنت ہی میں ہر پہلے جم تو ہوں
 خدا کے نام کا ہے احترام عالم میں
 اسی کا نام نہ کیوں مرکزِ زبان ہو جائے
 نہ صرف آپ میں، ہم میں تمام عالم میں
 کہ اختلاف سے خالی ہو کام عالم میں
 خدا پرست کو کافی ہے مثل ابراہیم
 یہی مشن تھا جنابِ رسول اکرم کا
 زوالِ شمس و قمر صبح و شام عالم میں
 اور آج انھیں کا تو روشن نام عالم میں
 حسین آغازِ نور کھتا ہے یہ عیشِ دنیا
 تعلق کی نہیں لیتے ہم ایسے ہیں ہم ایسے ہیں
 مگر ہم جتنے ہیں بڑا دنیا سے کم ایسے ہیں
 مگر میں کیا کروں اسکو خدا شاہدِ علم ایسے ہیں
 سینے میں پیش ہر دل میں غم ہیں
 جن میں اللہ دوستی ہو
 حقیقت کیا مریستی کی کی تپے سے بھی کم ہوں
 بحمد اللہ مریستی نہیں ہر بافطرت پر
 کتنے ہی بے وقار ہوں مرزا کو غم نہیں
 جس سے بیگم نے کہا کل تو کہاں اور ہم کہاں
 بیتِ لولی پھر کے غلو تو ذرا اسکول سے
 اولاد مرزا ہر طرف بدنام ہیں
 گردِ شگردوں کے آگے کس کا زور
 ناچیز ہر سکون تو تلاطم بھی کچھ نہیں
 ہم کچھ نہیں یہ سچ ہے مگر تم بھی کچھ نہیں

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۸

۵۳۱

- کیا نور تھا نگاہِ جنابِ خلیل میں * شمس و قمر بھی کچھ نہیں انجم بھی کچھ نہیں
 ۵۳۲ شکم ہوتا تو میں اس عید میں پھولا ہوا رہتا * سراپا دل بنا ہوں اس سبب کشتہ ہوں
 ۵۳۳ نہ واعظ کی کوئی سنتا نہ پڑھتا نہ مصنف کی * زباں کہتی ہی ہتی ہر قلم چلتے ہی رہتے ہیں
 ۵۳۴ جو تھک کر بیٹھ جاتا ہوں زمین کہتی ہی یہ مجھ سے * تیرے رکنے سے کیا ہوتا ہی ہم چلتے ہی رہتے ہیں
 ۵۳۵ نئی تعلیم میں تقویٰ کا وہ اکرام کہاں * ناز بے حد میں مگر غنیمتِ اسلام کہاں
 ۵۳۵ نئے زمانے کی ہنسی کے عجیب موعوم بن رہے ہیں * کہ خدمتِ دیر کی بدولت جو ہم موعوم بن گئے ہیں
 ۵۳۶ مفتی شرع نہ ہوں لیڈر اس نام تو ہیں * مجھے مسجد نہ سہی کپ کے کلف نام تو ہیں
 ۵۳۷ گنہ گار یا جھٹیل اس بت بنے وہ ناقوس * سازِ ملت میں تو اب سہی اسلام کے ہیں
 ۵۳۸ نہ نظر آئے ہمیں پر جو نشانِ سجدہ * تو سمجھ لو یہ مسلمان فقط نام کے ہیں
 ۵۳۹ یہ اختلافِ صورتِ فطرت کی مستیاں ہیں * یہ انکشافِ معنی ذہنوں کی ہستیاں ہیں
 ۵۴۰ دیوانہ چمن کی سیر میں نہیں ہنسا * عالم ہر ان گلشنِ غنچوں میں ہستیاں ہیں
 ۵۴۱ ساقی سے بے خبر ہیں مستانِ بزمِ ہستی * یا بے ہشی ہر طاری یا خود پرستیاں ہیں
 ۵۴۲ اس منزلِ فنا کو اکبر نے خوب دیکھا * جتنی بلذریاں ہیں نظروں کی پستیاں ہیں
 ۵۴۱ ہر خوب پر شکوہ سمجھیں سکویا آہیں کہیں * میں ہوں سنتِ بادۂ غم لوگ جو جاہیں کہیں
 ۵۴۲ جو طریقے کامیابی کے بتاتے ہیں یہ بت * میں یہ سب امِ ہلاکت آپ آہیں کہیں
 ۵۴۳ وہ چیزیں نفس کو جتنے مسرت ہو نمایاں ہیں * جو اخلاقی نتیجے دل پہ گذرینگے وہ نہاں ہیں
 ۵۴۴ جس طرف اٹھ گئی ہیں آہیں ہیں غم * چشم بد دور کیا نکلا ہیں ہیں
 ۵۴۵ ذرہ ذرہ ہے خضرِ شوق تو ہو * چلنے والے کو لا کھرا ہیں ہیں
 ۵۴۶ ماسٹر کی شیختیں دیکھو * اب تو کالج ہی حنا نقا ہیں ہیں

۵۴۶

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۶۱

روح ہوتن میں مگر دل میں میرے جان نہیں
 داغ ہی داغ ہیں با در کوئی آریا نہیں
 سخت مشکل ہو مسلمان کو اس وقت فروغ
 اور قناعت کی جو کہنے تو وہ آسان نہیں
 ہیں سخت مصیبت میں آرام کہاں پائیں
 دنیا سے ملیں کیونکر چھوڑیں تلخ کہاں جائیں
 جب خدمتِ دل میں رہنے کو خالق نے زبانیں دیں مٹھیں
 اچھے ہیں وہی دل لے اکبر اللہ کی باتیں جسنے مٹھیں
 اس بزم میں مجھ سے کہتے ہیں سب موقع کے مطابق بات کہو
 اور ہم نے یہ دل میں ٹھانی ہے یا دل کی کہیں یا کچھ نہ کہیں
 صورتِ گل بہترین گوش ہوں میں محفل میں
 کہ جہاں بلبل و قمری ہیں غزل انوں میں
 بے موت میں ضرور کوئی راز دلنشین
 سب کچھ سنا کچھ بھی نہیں یہ تو کچھ نہیں
 طالبِ علموں کو لیجاؤ کمینشی میں نہ تم
 کہیں ایسا نہو یہ قوم پہ عاشق ہو جائیں
 فرقت میں شوق دید گل لے باغبان نہیں
 راحت کہاں نظر کو جب آرام جان نہیں
 کتنا ہی غم ہو رہی ہے امید بہتری
 شکر خدا کہ قلب مراد گسا نہیں
 اصرارِ شوق ہے کہ کیئے جاؤ عرض حال
 ایمانے ناز ہے کہ چلی جائے ہاں نہیں
 بنگلوں ہی کی چھتوں پہ کریں عراب گاہ
 دو درجہ دیدیں کوئی شے آسمان نہیں
 جو خوش کریگا چاہے گا جھکے بھی خوش کو
 اسکو سمجھ کے تو کوئی مسرت قبول کر
 ہو گیا ہوں اس قدر افسردہ ذرا روز نہیں
 چلے یہ ہیں چھوڑ کر مجھ کو لڑا کا نہیں
 اب کیا دنیا سے دل لگے گا
 آنکھیں جھپٹ لگی ہوئی ہیں
 پڑ جائیں ابھی آئے اکبر کے بدن میں
 پڑھکر جو کوئی پھونکے اپریل مئی جوں
 اس شرط پر جسے فلک سے صلح آخر ہو گئی
 قبریں مہیا وہ کرے تزیین اٹلی ہم کریں

| | | |
|-----|--|--|
| ۵۴۲ | وہی جگہ ہے مگر دیر کی وہ شان نہیں | بتوں میں حسن نہیں برہنہ میجران نہیں |
| ۵۴۵ | نہ لکیرا اس سے بچتے ہیں مکان | ہو رہا ہے نفسا فہم فہم |
| | کہتی ہیں گلشنِ علیہ ہما زان | تو پھر دے آگے اتو میل میں |
| ۵۴۶ | موقع کی سازشیں ہیں مطلب کی عین ہیں | دنیا کو غوب دکھیا جتنی مجتہدین میں |
| | اس میں فہم شاہِ وردن کو رہن میں | البتہ جو تعلق دینی خیال سے ہے |
| ۵۴۷ | بہا رہی نہیں باقی تو پھر جنوں کہاں | وہ رنگ بزم نہیں ہے تو زکیا ابھریا |
| ۵۴۸ | لیکن کھانا نہ ایتک کھیں کئی کہاں ہوں | عزت ہوش میں ہوں نذر دل زبان میں |
| | پہلے فسانہ جو تھا اب اپنی داستاں ہوں | پیری سے اب علیٰ رضی لب پر ہر ذکرِ ماضی |
| ۵۴۹ | آخر میں بولٹھا میں سنگ آستاں ہوں | ہر بت کہ جسکو سمجھا آنکھوں سے صد سستی |
| ۵۵۰ | یاں ل میں یہ ٹھنی ہو مر جاؤں اور نہ جاؤں | وہ چاہتے ہیں سکودم دیکے میں بلاؤں |
| | اور مجھکو فکر یہ ہے اپنا جنوں چھپاؤں | انہما عقل میں ہیں بابِ گرم کوشش |
| | پھر میں فسانہ غم کیونکر آغیں سنائوں | سازِ طرب ہلا کر نیچے ہیں سننے والے |
| | بیجا تو پڑا ہوں ممکن ہو مہی جاؤں | میری طرف کیوں وہ مایوس ہو رہے ہیں |
| ۵۵۱ | محنت کا اب ہے کامِ گلستاں ہند میں | باقی نہیں وہ رنگِ گلستاں ہند میں |
| ۵۵۲ | پاؤں جو اجازت تو دم چنکواؤں | لکھا تھا کہ مشتاق ملاقات ہوں بے حد |
| | افسوس کہ میں آپ کا مشتاق نہیں ہوں | آیا یہ جواب آئے جب چاہیئے لیکن |
| ۵۵۳ | جیسے تو تالیاں ہیں ہائے تو کالیاں ہیں | دنیا کی یہ قدیمی کو تہ خیالیاں ہیں |
| ۵۵۴ | سیاسیات کے نغمے ہیں دیس کی دھن میں | کسی کو بحث نہیں آج پاپ اور پن میں |
| | نہ احتیاط ہو مجھ میں نہ حسنِ ظن ان میں | وہ بدگماں مرے جوشِ نگاہِ شوق سے ہیں |

عزت ہی ہر مٹا کیوں ل میں یہ نہ ٹھانوں ۵۷۷
 دنیا مجھے نہ جانے دنیا کو میں نہ جانوں
 میری نصیحتوں کو سنکر وہ شوخ بولا ۵۷۸
 نیٹھو کی کیا سند ہے صاحب کہیں مانوں
 کہوں کچھ اُن سے اثر ہو تو اعتبار آئے ۵۷۹
 سنا تو میں نے بھی یہ ہر کہ خوب کہتا ہوں
 دستِ پالستہ ہوں میں ہر کوئی گن کیا کروں ۵۸۰
 دوسروں کے بس میں ہوں فکر تمدن کیا کروں
 آگ برساتے لگی جیساں گلستاں کی ہوا
 خواہش نشوونما کے نخل و گلبن کیا کروں
 سہربانی سے مجھے گودام کی کجی تو دی
 لیکن اب گیہوں نہیں باقی فقط گھن کیا کروں
 دیر میں کل گارہی تھی اک زنِ ہرہر جیس
 جب پیاسا پی پی ملے جھک کر تو اب میں کیا کروں
 عقل روتی ہے کہ یہ کتنی سلطنتی ہی نہیں ۵۸۱
 سنی سنائی کہانیاں ہیں زبان کی خوش بیانیاں ہیں
 وہ جاں فشانی کہاں ہے باقی جو ہیں وہ بس گلِ فشانیاں ہیں
 نہ تجربے کی فغاں کا سامع نہ ذوقِ عقبی کا کوئی طامع
 نئی نگاہیں نئے مناظر زمانہ ہے اور جوانیاں ہیں
 یہ بت ہیں بالکل ذلیل و احقر جنہیں بصیرت نہیں ہے اکبر
 انھیں سے اُن کا غور ہے یہ انھیں سے یہ لن ترانیاں ہیں ۵۸۲
 ہرگز نہ چپیں بے دینی سے اور شرک کی ضد پر تن جائیں
 اللہ کے جتنے بندے ہیں ہے فرض کہ بھائی بن جائیں
 اللہ و نبی کی مرضی ہے یعنی یہ مسلمان آپس میں
 دشمن بھی ہیں وہ دوست نہیں روٹھے بھی جو ہیں وہ من چائیں
 ہر چند کہ اُن پر تنگی ہو کنت ابھی ہوا کا رخ بدلے

| | | |
|-----|--|--|
| ۵۸۶ | انکشافِ رازِ ہستی عقل سے ممکن نہیں | مناعت کو مقدم گردانیں اور نیک عمل پر ٹھن جائیں |
| ۵۸۷ | قابلِ رویشِ دانشمند یہ ہنوں نہیں | ہر زبان ہر گفتنی کو اسطے موزوں نہیں |
| ۵۸۸ | بے گمانگی نہیں ہو بس اتنی دوستی ہے | میں انکو جانتا ہوں وہ مجھکو جانتے ہیں |
| ۵۸۹ | دیکھ کر مجھکو وہ کہتے ہیں کہ لپچھے تو ہے | زندہ ہیں مانس لپچھے جاتے ہیں اچھے کیا ہیں |
| ۵۹۰ | خوب اکبر نے یہ اڑائی تان | دین ہر آنکھ اور مذہب کاں |
| ۵۹۱ | غم خانہ جہاں سے آگاہ ہو چکا ہوں | داغوں سے دل بھرا ہو کتنو کو روئے کو |
| ۵۹۲ | کیا خوشی سے ہم آہ کرتے ہیں | کیون وہ ایسی نگاہ کرتے ہیں |
| | پھرتے ہیں نگاہ دنیا سے | آنکھ کو رو بہ راہ کرتے ہیں |
| | خوشی سے واہ کرتا ہوں غم سے آہ کرتا ہوں | محل حیرت کا ہو پیش ہی اندر کرتا ہوں |
| | قناعت ہو مرغی لذت دیانت ہو مری عورت | نہ حص مال رکھتا ہوں نہ زینت آہ کرتا ہوں |
| ۵۹۳ | دنیوی کاموں کے گو میں قاعدے | مناعدوں کا فائدہ کوئی نہیں |
| | جو مشیت اُس کی ہے وہ مناعدہ | بحث کیجئے مناعدہ کوئی نہیں |
| ۵۹۴ | جیسا موسم ہو مطابق اُسکے میں یوں نہ ہوں | پایے میں بلبل ہوں غولائی میں پر ہوں |
| | حال میرا پوچھتے ہیں کیا یہ مستقبل طلب | کشتہ ماضی ہوا ہوں قصہ آئندہ نہ ہوں |
| ۵۹۵ | اب اپنے دل کو بجز غم کے کوئی راہ نہیں | خدا کا شکر یہی ہو کہ عرس نہ کتا نہیں |
| | اب اپنے دل کی عقیدت پر رحم آتا ہے | یہ دیکھتا ہوں کہ وہ آپ کی گاہ نہیں |
| | مے سکوت یہ عصمت نہ کیجئے اللہ | فغان ہو جرمِ خموشی تو کچھ گناہ نہیں |
| ۵۹۶ | دن گذرتے ہی چلے جاتے ہیں | لوگ مرتے ہی چلے جاتے ہیں |

جانتے ہیں کہ غفلت سے ہیں کام

چرخ سے کچھ امید تھی ہی نہیں

چاہتا تھا بہت سی باتوں کو نگو

جسراتِ عرضِ حال کیا ہوتی

اس مصیبت میں دل سے کیا کہتا

آپ کیا جانیں مت دریا اللہ

شرک چھوڑا تو سب نے چھوڑ دیا

نہ ہی بحث میں نے کی ہی نہیں

پوچھا اکبر سے آدمی کیسنا

جلوہ ساقی دے جان یہ لیتے ہیں

دل میں یاد انکی جو آتے ہوئے شرماتی ہو

دور تہذیب میں پر یونکا ہوا دور نقاب

خود کشی منع خوشی گم یہ قیامت ہو مگر

لذتِ وصل کو پروانے سے پوچھیں عشاق

دیر میں عاشقوں پہ ظلم یہ ہو

جب تمہارا خیال آتا ہے

بھلو کچھ پوچھنا ہو اکبر سے

بزرگیوں کے مقابلے میں فلک کے پرچھے تنے ہوئے ہیں

یہی سبب ہے جناب اکبر کو طفلِ نادان بنے ہوئے ہیں

پھر بھی کرتے ہی چلے جاتے ہیں

آرزو میں نے کوئی کی ہی نہیں

مگر افسوس اب وہ جی ہی نہیں

نظرِ لطیف اُس نے کی ہی نہیں

کوئی ایسی مثال تھی ہی نہیں

جب مصیبت کوئی پڑی ہی نہیں

میسری کوئی سو سائی ہی نہیں

منالو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں

ہنس کے بولے وہ آدمی ہی نہیں

شیخ جی ضبط کرس ہم تو پئے لیتے ہیں

ورد اُٹھتا ہے کہ ہم آٹھے لیتے ہیں

ہم بھی اب چاک گریباں کیٹے لیتے ہیں

جینا ہی کتنا ہو اب خیر جسے لیتے ہیں

وہ مزا کیا ہو جو بے جان دیے لیتے ہیں

بعد مرنے کے بھی جلاتے ہیں

ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں

یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

بزرگیوں کے مقابلے میں فلک کے پرچھے تنے ہوئے ہیں

یہی سبب ہے جناب اکبر کو طفلِ نادان بنے ہوئے ہیں

یہی سبب ہے جناب اکبر کو طفلِ نادان بنے ہوئے ہیں

- ۶۰۸ مے اشعار گمیں آپکے سننے کے قابل ہیں اسی ٹکڑا رکے ہیں پھول جو چنے کے قابل ہیں
فلک کی گردش سے آج ہم کیا خراب و خستہ بڑے بڑے ہیں
- ۶۰۹ اچھوٹے گئے ہیں اگر کریں کیا جہاں بسے تھے وہیں ٹپے ہیں
نہ پائمانی سے ہے حفاظت نہ حرم حرکت کی ہم میں طاقت
ہوئے ہیں سایہ اگر گریے میں بنے ہیں دیوار اگر کھڑے ہیں
حرم کی صاف میں شریک ہو کر نماز پڑھنے کا شوق خصیت
بتان ترسا کی جلوہ گاہوں میں دست بستہ مگر کھسٹے ہیں
- ۶۱۲ چال دنیا کی تھیں محسوس ہو دشوار ہو
یہ زمیں چلتی ہو تیزی سے مگر ہمتی نہیں
دل کے جو دشمن ہیں انکے شوق میں جہتی ہو
جان کا مالک جو ہو اس کے نظر ہمتی نہیں
- ۶۱۳ زندگی کہتی ہو دنیا سے تو اپنا دل لگا
موت کہتی ہو کہ ایسی دل لگی اچھی نہیں
۶۱۴ چاہتے ہو تم کسی کو چاہتا ہو وہ تمہیں
زندگی یہ ہو نہیں تو زندگی اچھی نہیں
۶۱۵ اسکی باتوں سے سمجھ رکھا ہو تم نے اسے خضر
اسکے پانوں کو تو دیکھو کدھر جا رہے ہیں
۶۱۶ اٹھے تو بہت ہیں بہرہ واپس بھی لکین کو
شیطان کا حامی کتنے ہیں شکر کے ساتھ نہیں
۶۱۷ انکے دل میں جو کچھ آتا ہو وہ کہہ جاتے ہیں
ہم بھی سن لیتے ہیں منہ دیکھ کے بھجالتے ہیں
۶۱۸ کھانے پینے سے جو ہوتی زندگی مرنا ہی نہ
سچ یہ ہو زندہ فقط اللہ کی مرضی سے ہیں
۶۱۹ خدا کی یاد میں دنیا سے دوستی منہ جو موٹے ہیں
وہی انسان اچھے ہیں مگر افسوس ہوتے ہیں
۶۲۰ جہاں سستی ہوئی محدود لاکھوں پیچھے ہیں
عقیدہ عقل عنصر رب کے سب کس میں ہیں
۶۲۱ گم ہیں نظر سے نور حقیقت کی ہستیاں
اندھیر میں جو اس کی ظاہر ہستیاں
۶۲۲ کوہیں تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

لے اس شعر پڑا کر اقبال صاحب نے انگریزی میں ایک نکل لکھا ہے اور غلام سقر بیگن اس طرز بیان میں مصنف کو ترجیح دی ہے

| | |
|-----------------------|---|
| جستجو ہلکو آدمی کی ہے | وہ کتابیں عبث منگاتے ہیں |
| ۶۲۸ | دہرے نشتر غم دل پہ مرے مارے ہیں |
| ۶۲۹ | فلسفی تجربہ کرتا تھا ہوا میں رخصت |
| ۶۳۰ | کھدیا میں نے ہوا تجربہ مجھ کو تو یہی |
| ۶۳۱ | دل بیتا ہے کیا کیا دکھائے ہیں مجھے عالم |
| ۶۳۲ | اوروں پہ جبک و عطا تو پہلی صدی میں ہیں |
| ۶۳۳ | ستم کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں |
| ۶۳۴ | آج جو کفر سے مصروف ہیں سرگوشی میں |
| ۶۳۵ | عشق پاتا ہی نہیں موقع فریاد بجا |
| ۶۳۶ | ہمارے باغ میں پیراب کہاں لی لگاتے ہیں |
| ۶۳۷ | ہمارے دست مابند توبوں کے بالے بندے ہیں |
| ۶۳۸ | بلشعہ اشد ہی بہتر ہے اللہ کے وعدے ہیں |
| ۶۳۹ | مستی موسم میں کہتا ہوں پہیا پی کہاں |
| ۶۴۰ | فلک مشتاق ہی وہیم نئی دنیا بسانے میں |
| ۶۴۱ | دوستوں کے ساتھ اگلی گرجو شہی اب کہاں |
| ۶۴۲ | باخیاں کا تو نہیں الجھانے کا رکھتا ہوں خیال |
| ۶۴۳ | فوج خدا نہیں تو دعا ہی کے ساتھ ہیں |
| ۶۴۴ | تم بہتری کی منکر و بزم غیب میں |
| ۶۴۵ | دل وہ ہے جو فریب نظر کو سمجھ سکے |
| ۶۴۶ | عزت میں ہم تو اپنی تباہی کے ساتھ ہیں |
| ۶۴۷ | آنکھیں وہ ہیں جو دلف نگاہی کے ساتھ ہیں |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۶۶۶ | حضرت ہمنو زنا زودا ہی کے ساتھ میں لیکن عمل فریب و دعا ہی کے ساتھ میں محاسب کی جفتا آجائے قاضی کیا کریں | ۶۶۶ | تڑپنا کے ہو گئے عازم نیاز مند علمی ترقیوں سے زبان تو چمک گئی میکدے میں بکرم تقویٰ کو راضی کیا کریں |
| ۶۶۷ | ہسٹری تو ہو چکی ایام ماضی کیا کریں بہت ہی اللہ اللہ کم مگر اللہ والے ہیں | ۶۶۷ | حال ہی سے مدد یا حتیٰ یا قیوم ٹپو زبان شمع طوبی اور دل غفلت کھائے ہیں |
| ۶۶۸ | مجھے تو اب کوئی لذت نہیں ہے جینے میں جان حاضر ہو مگر راہ خدا ملتی نہیں | ۶۶۸ | امید دل میں نہیں سانس ہی ہے سینے میں جوش خاطر کو سبیل حق نہ ملتی نہیں |
| ۶۶۹ | زندگی جیتکت جھٹکتے زندگی کے ساتھ میں زندگی حالت سے ظاہر ہے خدا ہو یا نہ ہو | ۶۶۹ | کون پاسکتا ہو کروہات دنیا سے نجات درد تو موجود ہے دل میں دوا ہو یا نہ ہو |
| ۶۷۰ | با اثر گلشن میں شریک صبا ہو یا نہ ہو آپ کے نزدیک یا معنے صدا ہو یا نہ ہو | ۶۷۰ | بھومتی ہو شمع گل کھلتے ہیں غنچے دبدم وجد میں لائے ہیں جھکوا بلوں کے زفرے |
| ۶۷۱ | اسکا کچھ مقصود کوئی مدعا ہو یا نہ ہو اس میں ہو اک بات آنر کی شفا ہو یا نہ ہو | ۶۷۱ | کرو یا زندگی نے بزم ہستی میں شریک کیا رسول سحر بن آمارو کتا ہو بخشیں |
| ۶۷۲ | گھیر ہی نہیں پوکس والے سرا ہو یا نہ ہو قوم کی حالت میں کچھ اس جلا ہو یا نہ ہو | ۶۷۲ | مولوی صاحب چھوڑینگے زباں بخشش سہری سے آپ کو دوا بخش ہو جائے گی |
| ۶۷۳ | یہ گیسو ہوں تو شبہ دم کا ہو یا نہ ہو ولے بر حالش جسے امید فردا بھی نہ ہو | ۶۷۳ | مقرر کیوں ہو اگر کچھ نہیں دوا غم میں ہوتا ہی ہو کچھ امید نہ دے سکوں |
| ۶۷۴ | آپ کی مرضی یہ ہے شاید کہ انسا بھی نہ ہو اسکے دل سے پوچھے جسکو کہ چھاپ بھی نہ ہو | ۶۷۴ | عمر فریاد سے ہوں زیر لب کہتا ہوں آہ رہ گئے وہ پوچھ ہی کر حیدر اسکو ہے گلا |

| | | |
|-----|---|--|
| ۶۷۹ | حال کس کہوں پوچھنے والا بھی تو ہو سب کچھنے کے نہیں عالم دل کے نقشے دل ہی باقی نہیں دوست مضامین کیسے بندگی میں تو ہر وہ لطف جو شاہی میں نہیں کون کہتا ہے جنوں میں مجھے کامل اکبر | کن امیدوں پہ جیوں کوئی سہارا بھی تو ہو کبھی گزرتے ہو اُن دھڑکے کبھی کبھی اٹھتی ہو آپ موتی کے طلبگاہیں دریا بھی تو ہو دل سے کوئی مگر اللہ کا بند رہی تو ہو مگر انصاف کہے گا کوئی اتنا بھی تو ہو |
| ۶۷۸ | اڑا جاتا ہے رنگ عاشقی گلزار دنیا سے اگر ملا نہیں ملنے کا آسرا ہو تو اجل کو دیکھ کے زیرِ فلک قرار آیا چھٹوس صدی کی بدیاں کب تک گنا کر گئے | عجب کیا بلبل تصویر بھی اک ذوق تھا ہو ہمیں سی پتی تسکینِ دل خدا ہو تو مصیبتوں کی بالآخر اک تنہا ہو تو تم بیسویں صدی کی نیکی کا جسا نرا لو |
| ۶۸۱ | نیت کو اپنی دیکھو اعمال اپنے جانچو فسیحہ میں خدا خدا کیے جاؤ ہرگز نہ قصا کرو منسا زیں بجھو یہ وقت امتحان ہے | دورخ بنو نہ سب پر جنت کا راستا لو مایوس نہ ہو دعا کیے جاؤ موتے مڑتے ادا کیے جاؤ ہوں بھی جو تم وفا کیے جاؤ |
| ۶۸۲ | کتنا ہی ہو وقت بے جانی امیدِ شفا خدا سے رکھو یہ نہیں کہتا کہ ایسا ہی ہو اور ایسا نہ ہو دل مید و بیم نہ داسے نہو زیر و زبر | تم پیروی جیسا کیے جاؤ کیوں ترک کر دو کیا کیے جاؤ یہ دعا ہر ان جواوٹ کی مجھے پروا نہ ہو ہر سی کافی حصول مدعا ہو یا نہ ہو |
| ۶۸۳ | ہرگز سمجھ نہ ستمقل میں انقلاب کو ہوں میں پروا نہ مگر سمع تو ہو رات تو ہو | رکھ راہ راست بھونکنے سے ان کلاب کو جان دیے کوہوں موجود کوئی بات تو ہو |

دل بھی حاضر تسلیم بھی خم کو موجود
 دل تو بے چین ہو اظہار ارادت کیلئے
 دلکش بادہ صافی کا کسے ذوق نہیں
 گفتنی ہے دل پر درد کا قصہ لیکن
 داستانِ نعم دل کوں کہے کون سنے
 وعدہ بھی یاد دلاتے ہیں نگلے بھی بہت
 عدم نشوونما سے نہ کہو تخم کو بد
 کوئی داعی نہیں فطرت سے بلاعت اسوا
 نظر اللہ پر رکھو نہ پریشاں اکبر
 قوت نشوونما اس میں بھی ہر اہمیں بھی ہے
 وہ لے اکبر سے دنیا جسے دل پر سر دہو
 پھول جب کھلا گیا پھر کیا تکلف کی منگ
 جب بہار آئی تو ہر گل اپنی شوخی میں ہر
 پانوں پھیلاؤ نہ اتنا بے خطر لے خود سرو
 قابل دریافت راہ ہستی پر واندہ ہے
 خود کشی کی ہم تھیں نہیں اکبر صلاح
 میں تو اٹھتا ہوں تو کلمات علی اللہ کہہ کر
 ذلت و بے کاؤ گز گئے لے حرص
 ایسی نرمیوں کے چھلنے کی رکھتا ہو امید

کوئی مرکز ہو کوئی قبیلہ حاجات تو ہو
 کسی جانب سے کچھ اظہار کرامات تو ہو
 باطن افروز کوئی پیر حسرات تو ہو
 کس سے کہئے کوئی مستفسر حالات تو ہو
 بزم میں موقع اظہار خیالات تو ہو
 وہ دکھائی بھی تو دیں اُسے ملاقات تو ہو
 وقت بالیدگی نخل نباتات تو ہو
 مگر انسان میں کچھ فہم اشارات تو ہو
 لے مصلے کو ذرا صرف مناجات تو ہو
 خواہ شاخ پر تھر ہو خواہ شاخ بید ہو
 عیش و آثر کا طلب گار اس کا کیوں رد ہو
 ہم بغل اس سے ہوا ہو یا چین کی گرد ہو
 ہر گل رنگیں ہو دلکش سرخ ہو یا زرد ہو
 خوف حق کم ہو تو قانون فنا ہی سی ڈرو
 کیوں اسے یہ حکم فطرت ہے جلو تر پور ہو
 لیکن اپنی زندگی دنیا پہ ظاہر کیوں کرو
 نہیں ہوتا جو کوئی میسر اند دگا نہ ہو
 یا ضرورت سے زیادہ کی طلب گار نہ ہو
 کیا شجر سمجھا ہے اُسے برگ کے انبار کو

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

| | |
|---|-----|
| ترکیب دعا کیلئے پیروں کے ہو پیرو | ۶۹۴ |
| محفوظ رہو شرک سے ہادی کو بھی مانو | |
| یہ چاہتا ہوں طبیعت کو انتشار نہ ہو | ۶۹۵ |
| یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ بڑے رہو | ۶۹۶ |
| لیے شمع ہم غریب شمع جو ہر دم ہمارے پاس | |
| ممتاز راستی سے ہوئے ہیں جن میں | |
| بے مثل بلوغ اسکو سمجھو | ۶۹۷ |
| بابا ثروت عمل کی سیر ہو یاد میں ہو | ۶۹۸ |
| آٹھ جاؤں سامنے سے جو کچھ شک ہو آپ کو | ۷۰۰ |
| بار دل پاتا ہوں اپنی ہستی غمناک کو | ۷۰۱ |
| بے تیزی جس کی ہو اور نقش عسوات ہے | |
| طاہر دنیا نسیم عشق سے بیگانہ ہے | |
| ہر خطہ جسکی یا تمھیں ہے جب کا خیال آتا ہو | ۷۰۳ |
| دروں کو ملا کر دروس صنائی کی عزت پاتے ہو | |
| قاصدِ حاجت سے وہ کھیلے تھے بولو | ۷۰۴ |
| روٹی لے جو سکھ سے کافی ہے اللہ اللہ | |
| شوق بھلی سے سوا نیز ہے کامل بھی ہو | ۷۰۵ |
| ناز دنیا کا اٹھانے کی ضرورت تسلیم | |
| ہم شری کی کیا ضرورت دین کی تعلیم کو | ۷۰۸ |
| جب وقت دعا ہو تو خدا ہی کو پکارو | |
| میرا تو یہی قول ہے سن لو اسے یا رو | |
| کسی پر بار نہیں کوئی مجھ پر بار نہ ہو | |
| کہتا ہے اب یہ ہر رخ کھلاؤ پڑے رہو | |
| مشکل ہے یہ نگہ کہ ہمیں بے لگے رہو | |
| یہ بھی گھر ہے حکم کہ بوسنی کھڑے رہو | |
| فطرت کی زبان اس کو سمجھو | |
| سب سے پہلی شرط یہ ہو اتفاق آپس میں | |
| آئینہ اوٹھیں مبارک ہو آپ کو | |
| جس لذت سے ہو پاس قہر تاراک کو | |
| دیکھتا ہوں کون سے صفحہ ادراک کو | |
| نفس کیا ہے جس سے ہو پاک ہو | |
| دیکھو گئی ہے آئی روح ان ماضی کو | |
| کس قدر کاق حال ہے دل سے ملائے نہیں | |
| خطر رکھ لیا یہ کہ چھپا سناں ہو | |
| ظلمت کہہ ہو دنیا پرشے کو کیوں ٹٹو | |
| دل کی تاثیر میں کیا شک ہو گردل بھی ہو | |
| طبع نازک کو گردن کیا متحمل بھی تو ہو | |
| انجم و شمس سے کافی تھے ابراہیم کو | |

- ۱۰۷ انتظام و قبضہ دنیا نہیں ہے جب سپرد
جسے چھوڑا شوق جاہ مال میں ذکر خدا
۱۰۸ شک وہ ہے اتحادِ ذرہ ہائے گردِ باد
مجلسِ نسواں میں دیکھو غرتِ تعلیم کو
۱۰۹ چھاپے کی تقویت پر لیڈ بنو نہ کہ پر
اُن کا مرِ تعلق ہو اس سے صاف ظاہر
۱۱۰ قاعدوں میں حسنِ معنی لگ کر دو
حدیثِ فقہ پر حکمِ شیخ بننا خوب ہے لیکن
۱۱۱ ساتھی ملے جب ایسے نازک خیالیاں کیا
یوں جلد نہ رخصت ہو جو گلِ مانع سے چرج
۱۱۲ دنیا میں مصیبتِ جانا ہی ہر اک اہل کے آنے کو
تم ملو یا نہ ملو مجھ سے منو یا نہ منو غو
۱۱۳ اہلِ مغرب بھی کہتا ہوں مبارک ہو قید
جہاں کی بات ہو اگر اسے جا کر وہیں دیکھو
۱۱۴ کسی کو بھی کسی کچھ نہیں اس بات میں غفلت
مگر شکلِ قیہ ہر نام سب لیتے ہیں ہرب کا
۱۱۵ نورِ عرکِ منور میں دلِ چشم و دماغ غو
دلِ پیشِ شکل کر دیا دنیا نے اب تکمین کو
۱۱۶ دل وہ اچھا ہو جو محوِ چشمِ یار
غرض لیکن یہ ہوتی ہی جھٹا ہوا دیکھو جن ہو
۱۱۷ آپ تاریک نہ سمجھیں دیر لے کر
سہل کر بھڑا آہی اپنے سچے دین کو
۱۱۸ شعر وہ اچھا کہ جس پر صاد ہو

جو اصل کا روئے وہ فقط واحد فقط اک ہو
 خدا رب کی بہت جانچا بسنے منہ میاں بٹھو
 جو پچی بات بھی کہدی میں دوسری ہر غفلت میں
 پڑھیں اپنی تصنیفوں کو لا کر پیر و دستو
 خوب یہ بات کہی سنے پکارا اس کو
 بد دعا سانپ کو کیا دیتے ہو مارا اس کو
 جس صحبت کے تم اہل نہ ہو
 اس صحبت میں شرکت نہ کرو
 خوب لڑو یا بہم دل کھول کر
 مار ڈالا راویوں نے قوم کو
 نہیں انھری میں لکیر تانیوں کی واروی
 غرا اگر ہو تو عاشقانہ جو شوقی ہو تو مہوئی ہو
 کہو یہ اکیر سے بیٹھ چکا حرم کے اندر خدا کر
 ہر ایک کیش میں نہیں کہ دیر دنیا میں نوی ہو
 شرک چاہے بہائے میرا ہو
 میں نہ چھوڑو گا لاشریک ہو
 تو تحمل کی بہت خوب ہے لیکن انساں
 غلام کو ڈھونڈو دھکے آسکا تحمل کیوں ہو
 تابع ہوں ہا دیان طریق صواب کا
 لیکن طلب کروں گا خدا کی پناہ کو
 اسکے خلاف آپ کی بخشش میں نہا درست
 فرمائیے چراغ کو دیکھوں کہ راہ کو
 نام خدا زبان پر گوہے دعا کے ساتھ
 لیکن نہیں خیال خدا ماسو کے ساتھ
 اس دیر بے ثبات میں نہ کو نہ بھول
 بدلانہ کرتوں کی نگاہ و ادا کے ساتھ
 اظہارِ وجہ کے لئے محفل کی کیا تلاش
 بن خاک راہ پاں کیا رہا کے ساتھ
 وہ بت کرم کے ساتھ ہو یا ہو جفا کے ساتھ
 سن لیجئے بس چند لفاظ کہنا جھکو نہیں
 ہم میں خدا کے ساتھ رہنے کی خدا کے ساتھ
 عیش دنیا کا ہے شوق سیخیا کے ساتھ
 ہر اک کو صبر کی ضرورت کوئی نہیں ہے جو پاست
 عیش دنیا کا ہے شوق سیخیا کے ساتھ
 دل مراد ہر سینے میں غم یار کے ساتھ
 کام بچے گا نہ لے دوست کتب خانوں سے
 کلام بچے گا نہ لے دوست کتب خانوں سے
 مادہ ہی نہیں الفت کا ثبوت بے دین میں
 جھکو کچھ رشک نہیں ہو وہ ہے خیر کے ساتھ

۵۰۔ یہ جاتا جاتا ہے ضعف اپنا زور آہستہ آہستہ
 یہ جاتی ہے پیری سے گورا آہستہ آہستہ
 ۵۱۔ سمجھتا ہوں قدم رکھتا ہوں چورا آہستہ آہستہ
 ہنس رہا ہوں مگر حضور کے ساتھ
 ۵۲۔ شکر ادا کرتے ہیں غور کے ساتھ
 راہ چل دی مگر حضور کے ساتھ
 اب اٹھیں گے صد احوال کے ساتھ
 ۵۳۔ یہ فرض سماں نہیں قبرستان قبرستان اللہ
 وحد کا شجر کثرت کے ثمرستان اللہ
 یہ سبزہ و گل یہ سنبلستان اللہ
 یہ پردہ شب یہ حسنستان اللہ
 اس ق کا خود منظور نظرستان اللہ
 دن را کہا لے اکبرستان اللہ
 ۵۴۔ ہاں بصیرت سے تھی دیدہ نگہ سمجھ
 امتحاں گاہ کو تو عیش کی منزل سمجھ
 خاتمہ جبکہ ہوا فوسوس سے آفس نہ سمجھ
 بہر انجام یہ امرت ہو اسے بس نہ سمجھ
 زندگی تلخ کریں گی انھیں ہنس نہ سمجھ
 ۵۵۔ اسی کی شان ہوا احساناں اس کے ساتھ
 دل بتوتہ ہیں کالج کے میل پان کے ساتھ

۵۰۔ یہ جاتا جاتا ہے ضعف اپنا زور آہستہ آہستہ
 یہ جاتی ہے پیری سے گورا آہستہ آہستہ
 ۵۱۔ سمجھتا ہوں قدم رکھتا ہوں چورا آہستہ آہستہ
 ہنس رہا ہوں مگر حضور کے ساتھ
 ۵۲۔ شکر ادا کرتے ہیں غور کے ساتھ
 راہ چل دی مگر حضور کے ساتھ
 اب اٹھیں گے صد احوال کے ساتھ
 ۵۳۔ یہ فرض سماں نہیں قبرستان قبرستان اللہ
 وحد کا شجر کثرت کے ثمرستان اللہ
 یہ سبزہ و گل یہ سنبلستان اللہ
 یہ پردہ شب یہ حسنستان اللہ
 اس ق کا خود منظور نظرستان اللہ
 دن را کہا لے اکبرستان اللہ
 ۵۴۔ ہاں بصیرت سے تھی دیدہ نگہ سمجھ
 امتحاں گاہ کو تو عیش کی منزل سمجھ
 خاتمہ جبکہ ہوا فوسوس سے آفس نہ سمجھ
 بہر انجام یہ امرت ہو اسے بس نہ سمجھ
 زندگی تلخ کریں گی انھیں ہنس نہ سمجھ
 ۵۵۔ اسی کی شان ہوا احساناں اس کے ساتھ
 دل بتوتہ ہیں کالج کے میل پان کے ساتھ

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۶۵۵ | قدم بہت نہ بڑھا غیر کے قیاس کے ساتھ | ۶۵۵ | وہ خوب ہو جو ہے اپنے ہی حواس کے ساتھ |
| ۶۵۸ | انسان نے انسان سے کی جنگ ہمیشہ | ۶۵۸ | دنیا کے نظر آئے یہی رنگ ہمیشہ |
| ۶۵۹ | دنیا میں لطف نسبت ہو طول مل کر ساتھ | ۶۵۹ | پیری میں ب کہاں وہ خیال جل کے ساتھ |
| ۶۶۰ | کوئی عرب کے ساتھ ہو یا ہو عجم کے ساتھ | ۶۶۰ | کچھ بھی نہیں ہو تیغ نہ جو جب قلم کے ساتھ |
| ۶۶۱ | جو یاے راز حسن ازل سے کہے کوئی | ۶۶۱ | سن صوت سرمدی کو کلام مہیں کو دیکھ |
| ۶۶۲ | ارشاد ہو کہ ترک نہ کر اور نہ ساز پڑھ | ۶۶۲ | معنی یہ ہیں کسی کو نہ دیکھ اور ہمیں کو دیکھ |
| ۶۶۳ | گو سانس چل ہی ہو غول ب نہیں جندہ | ۶۶۳ | مشرق بہ دست مغرب سرودہ بدست زندہ |
| | زور بازو نہیں تو کیا اسپنج | | ہاتھ بھی دے خدا زباں کے ساتھ |
| | کون جانے یہ قبر ہے کس کی | | نام رہتا نہیں نشان کے ساتھ |
| | آپ گنوائیں شہد و فیہ و کباب | | یاں نمک بھی نہیں نان کے ساتھ |
| | اس نے میں غیرت ملت | | رہتی ہو جان کی ماں کو ساتھ |
| ۶۶۴ | جو یہ سچ ہو کہ جو چاہوں وہی ہو | ۶۶۴ | تو چاہوں گا وہی ہونا ہے جو کچھ |
| | ہمسناتے ہیں وہ کیوں نہیں کو کچھ پر | | یہی رونا ہے اب رونا ہے جو کچھ |
| ۶۶۵ | کچھ بتا اللہ کی مرضی کا پا جائے گا تو | ۶۶۵ | حالت موجودہ کا کیا اقتضا ہو اس کو دیکھ |
| ۶۶۶ | لاکھ نظیر میں کھا دوں کہ جو میں جائزیت | ۶۶۶ | ایک لپٹ کھا دیں جو ہو اللہ کے ساتھ |
| | تری خواہ بڑھی شکر ہو لیکن لے دست | | تیری تو کچھ نہ ترقی ہوئی تنخواہ کے ساتھ |
| ۶۶۷ | عاشق کی طبع لاکھوں ہی جو نہیں رزاں | ۶۶۷ | الفاظ کر سکیں گے نہ آن کا محاصرہ |
| | اے عقل عزت حق سے کچھ فائدہ نہیں | | کیوں کرتی ہو زباں سے دل کا مقابلہ |
| ۶۶۸ | اس سخن مقبول بل دل بود ہر آئینہ | ۶۶۸ | جو خودی درجہ جا خواہ خودی دلائل |

- ۶۹ کیا ہو جسے اس عالم کو سید اسکو کیا کہے ✓
 اسی حیرت میں عین کٹ گئیں رہا ہنیش کی
 سرفرازی ہوا دلوں کی تو گردن کا انکی
 مری قرآن انی سے نہوں بڈیاں حضرت
 یہ آنکا کورس کیا کم ہر کہ میں بھی کچھ کہوں
 نئی ترکیب بشیطان کو سو بھی ہر خواگی
 اگر میں تو سب کچھ ہر جو سب کچھ ہر تو جھکا کر
 جو روز افزوں نہیں کس تعلق آپ کا اکبر
 معاذا اللہ دو چرخ کیا کیا رنگ لانا ہر
 نسیم صبح اور بکلیاں تو کھیں اس گلستان میں
 طبع پر عورت کی بدلی ایک ن چھا جائیگی
 دل نئے ہیں ورنہ نائیں بھی کم میں
 شادی کی کیا خوشی ہر غم کا بھی بچ کیا ہر
 آنکھوں نے خوب کیا اور دل نے خوب سمجھا
 معنی کا آئینہ ہے اکبر کا یلیفہ
- ۷۰ خروخا نوش ہر اور دل یہ کتا ہر خدا کہے
 کسے اللہ کہے اور کسکو ماسو کہے
 اگر بندگی بن آئے تو فیض رتقا کہے
 مجھے تفسیر بھی آتی ہے اپنا دعا کہے
 مری جانب کس کلمے کے لڑ کو کوعا کہے
 خدا کی حمد کہے ترک بس جھکو برا کہے
 اسی میں کی خبر لینا ہر کچھ ہر بھی کہہ دھو ہر
 تو پھر یہ شاعری کیا واہ واکا انک شاعر
 جنہیں آتا تھا ہم پر شک با کورم آتا ہر
 ہم ایسے دل گرفتوں کو بھی یاں کی ہنستا
- ۷۱
 شوخی برق فنا انکو بھی تر پاجائے گی
 رفتہ رفتہ نوجوانوں کو سمجھ آجائے گی
 وہ بھی تھی ایک بجلی اور یہ بھی اک ہوا ہر
 کچھ بھی نہیں ہر جو کچھ اللہ کے سوا ہر
 ہنستا بھی اک مرض ہر روز بھی ان کو ہر
- ۷۲
 ایک پاتا ہے ایک کھوتا ہر
 سارے اسپا میں کسکی مطیع
 ایک ہنستا ہر ایک روتا ہر
 جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہر
- ۷۳
 دل کو جنبش نہیں ملتی میں یا میں یہ سود
 جب قدم راہ طلب میں بڑھے لے اکبر
 بے عمل علم کی ٹھکرار سے کیا ہوتا ہے
 بیٹھ کر یا توں بلانے کا نتیجہ کیسے ہے
- ۷۴
 ۷۵

| | | |
|-----|--|--|
| ۴۷۹ | میں نے تو اپنے دل کو روکا ہے | آپ کو بھی کسی نے تو کا ہے |
| ۴۸۰ | جو کہا میں نے کہ پیارا تھا ہے جھکو تپ | ہنس کے کہنے لگے اور آپ کو آنا کیا ہے |
| ۴۸۱ | عام الزام ہے اکبر یہ کہ پیتا ہے کیوں | اسکی پرستش نہیں ہوتی کہ یہ کھانا کیا ہے |
| ۴۸۲ | خدا کی تیری ہریم بھی میں لے خدائے | مصیبتوں میں پکاریں کسے سوا تیرے |
| ۴۸۳ | گذری بہا پھول تاشاد کھس گئے | آنکھیں گھلی ہی رہ گئیں کیا آئے کیا گئے |
| ۴۸۴ | اکبر جگر اوگا رہو سو اہی بہت ہے | عزت کیلئے عشق میں اتنا بھی بہت ہے |
| ۴۸۵ | مطلوب نہیں زینت دنیا کا لظن ارا | اب دیکھ بھی سکتا نہیں دیکھا بھی بہت ہے |
| ۴۸۶ | نشان ظلم مٹا دے مجھے مٹا کے فلک | خدا کے علم کو کیونکر مٹا سکے گا کوئی |
| ۴۸۷ | وہ مستفیضوں کی سنے کو آئے تیغ بہ کف | بھلا زبان شکایت ہلا سکے گا کوئی |
| ۴۸۸ | باد و باران مدد کریں جس کی | وہی پودا یہاں پنتا ہے |
| ۴۸۹ | ہر طرف سے جو ٹوٹتی ہے آس | آدمی ہر کا نام چپتا ہے |
| ۴۹۰ | گری موسم شباب آف آف | یہ سمجھے کہ جیٹھ پیتا ہے |
| ۴۹۱ | شرقت دائمی معاذ اللہ | آدمی مدتوں تڑپتا ہے |
| ۴۹۲ | لو نکلنا پڑا شرک کے ساتھ | آج تو میرا گھر بھی پنتا ہے |
| ۴۹۳ | عبث اس زندگی پر غافلوں کا خر کرنا ہے | یہ جینا کوئی جینا ہے کہ جسکے ساتھ مرنا ہے |
| ۴۹۴ | جو مستقبل کے شائق ہیں انھیں بھینس کر دو | ہمیں تو صرف اب گدرا زما نایا و کرنا ہے |
| ۴۹۵ | گل پڑ مردہ سے غچے کو بہرہ دی نہیں ممکن | ابھی تو اسکو کھلنا ہی ابھی اسکو سنو زما ہے |
| ۴۹۶ | مرا دل مجھ سے کہتا ہے میرے سینے میں اکبر | تعجب ہو کہ رہنا سہل ہے شکل ٹھہرنا ہے |
| ۴۹۷ | خدا جانے وہ کیا سمجھے کہ بگڑے تقدیر بھیر | کہا تھا میں اتنا ہی سچو کچھ عرض کرنا ہے |

- ۷۸۳ فطرت میں کہاں وہ شکلیں ہر جہم دکھا دیتا ہے کبھی فطرت ہی کا جو ان ہم جی ہو لے سکتا ہے کبھی
- ۷۸۶ جہاں کو حادثوں پر ان آئینوں ہی رہتا ہے مگر جو انقضا فطرت کا ہی ہوتا ہے رہتا ہے
- ۷۸۷ نہ کھولے کچھ کسی عکس بے بقا کے لیے صفائے دل پہ نظر رکھ فقط خدا کے لیے
- ۷۸۸ رضا کی شرط یہی ہے کہ کچھ طالب نہ کرو دعا سے ہاتھ اٹھاتا ہوں میں خدا کے لیے
- ۷۸۹ لے تو کیا میں بتاؤں مجھے کیا آتا ہے بس تمہیں پہنچ سمجھنے میں غمرا آتا ہے
- ۷۹۰ کانپ جاتا ہوں سنتا ہوں کسی زندہ بات بعد اس نعم کے مرا جینے سے ڈرنا دیکھئے
- ۷۹۱ بچ دینے کیلئے کیا کچھ نہیں کرتے حریف حضرت اکبر کا اس پر کچھ نہ کرنا دیکھئے
- ۷۹۲ شج جی کی نظر میں ہوں فقط میری نظر نہیں ساری دنیا ہے
- بس یہی وجہ ہے کہ لے اکبر مجھ کو حیرت ہے انکو غصا ہے
- ایک جہتا ہی ایک پھلتا ہے کام دنیا کا یونہی چلتا ہے
- دل تعلق بڑھا کے بچتا یا پانوں پھیلا کے ہاتھ ملتا ہے
- ۷۹۳ غفلت کی ہنسی بھی بھینسا رینگ لٹک رہا ہے دنیا کو بہت کچھ لے اکبر چل ہی اور کھو رہا ہے
- ۷۹۴ حقیقت نیست کی پیری میں ہم سمجھے تو کیا سمجھ بڑا دھوکا دیا ظالم نے دنیا سے خدا سمجھے
- ۷۹۵ ہزار لاکھ صدقے ہیں اسکی سادہ صوفی پر نہیں محتاج فیشن علم نے جسکو سنوارا ہے
- ۷۹۶ گھنٹی نہیں کوئی راہ عمل اور وقت گزرتا جاتا ہے الجھی ہوئی غفلت میں بال و دل ہر کہہ رہا تھا
- ۷۹۷ بایوسی نے محفوظ کیا امیندگی میتابی سے اب تک بھی تھمتے جاتے ہیں دردل بھی ٹھہر جاتا
- ۷۹۸ خدا کا نام روشن ہو خدا کا نام پیارا ہے دلوں کو اسے توت ہے زبانوں کو سہاگرا
- ۷۹۹ خدا ہی جو زمین آسمان کا خالق و مالک اسی کی قدرت و صنعت نے عالم کو سنوارا ہے
- ۸۰۰ تماشا اسکی قدرت کا ہی بے درجہ میری دم ادھر صوفی ہو اکی ہوئی دھرمابی کا دھماکا

اسی کے حکم سے ہر رشتہ کی یکمی مٹی
 اسی کے حکم سے چھل و چھلے کی ہر پلیٹ
 اسی کے انتظام و حکم سے موسم بدلتے ہیں
 زمیں پر سبز و گل کی نمودیں کسی بیاری
 مرنے والے ذرہ نہیں عالم میں اس کے علم سے باہر
 وہی دنیا میں اس کی زندگی موت کا خالق
 دو روزہ زندگی پر جاہ و حشمت پر نہو غل
 یہ جب تک سانس چلتی ہو سمجھتے ہو میں ہم ہیں
 کرو طاعت خدا کی بس ہی محبوب و جنت ہو
 اگر اعمال چھپے ہیں تو باؤ گے بڑے دیرے
 بزرگوں کا ادب اللہ کا در شرم آنکھوں نہیں
 شفیق دل ہی کی سجاوہ تہمت پر نہ دینی ہو
 اس کو جو کلیسا بنا کے چھوڑیں گے
 سرنگے شوق سے مسلم غذا میں سے داخل
 کہا یہ شیخ سے اکبر نے روک اپنی زباں
 ہر مہرستی سکھا ہی تیار خود پرستی
 شہرہ جو دل پر نقش حسن دعا کھینچے
 جان بچے بہت محدہ دیدار فردا ہو
 زان و زبانی خلق سے نجات نہیں کرتے

اسی کے حکم کا تابع فلک پر ہر ستارہ ہو
 زمیں پر بدلیوئے آسنے پانی کو اتارہ ہو
 وہی ہر وقت پر جسے ہواؤں کو بھارا ہو
 فلک پر چاند سورج کا بھی کیا روشن رہا ہو
 جو مرضی اسکی ہو دخل اسیں دیکھو یا رہا ہو
 ہر اک کو اپنی مرضی سے جلایا اور مارا ہو
 فریدوں پر نہ کھنسر و سکندر نہ ہزارا ہو
 اجل جب سر پہ آہنچی تو پھر کیا بس ہزارا ہو
 اسی کی شان کیتانی جہاں میں شکارا ہو
 سمجھ لو امتحاں اس دار فانی میں تمھارا ہو
 انھیں اوصاف کی نسبت مذاہب میں شمارا ہو
 ہمارے صوفی کا رنگ چھا کہ وجد اور بہم تھا
 اس دن کو فریسیے بنا کے چھوڑیں گے
 شراب کو بھی ہر سیا بنا کے چھوڑیں گے
 کہ تجھ کو بھی وہ بھی سا بنا کے چھوڑیں گے
 ہوانے دم بھر جو کی لگاؤ بننا بھی اٹھا کے آگے
 انفس وہ ہو کہ جو سینے سے آہ دکشا کھینچے
 وہی دل خوب جو یہ انتظار جا نقر کھینچے
 گھنچے بند دہن کیوں تی طرف جھکو خدائے

نہ چھوڑا صفحہ دروے زمیں تعمیر غفلت لے
 حرم میں مجھ کو بیٹھا تو اکبر نے کیا اچھا
 ہزاروں نقش عبرت کو فلک نے جا بجا کھینچے
 وہ کیوں بے سود تجھ نے میل لگا دیا کھینچے
 نگاہ اٹھی ہر احساس ماسوا کے لیے
 کہاں ہر ذل سے ملنے ڈرا اندر کے لیے
 رواں ہو کار جہاں کیوں ہماری مٹتی رہی
 عمل خدا کے لیے ہو تو اس کا کیا کہنا
 شب بیکار لٹ میں جو خوف حق سے رہتا رہی
 متاع حسن یوسف ہی نہ وہ شوق زلیخا رہی
 اپنے میمنوں کی نہ کچھ فکر نہ کچھ پروا ہے
 یہ نہ ارشاد ہوا تو پ سے کیا پھیلا رہی
 خزاں آتی ہے اور خاک میں ملنا ہی پڑتا رہی
 جگر کو زخم سے زخم کو آہو سنے بجاتا ہوں
 فنا کے رنگ سے دل خون ہوتا ہے مگر اکبر
 تو بیکسلی پر دینسر پہنچے
 جب بسولا ہٹا تو زہر نہ رہا ہے
 خاصان حق کو حشر میں کیسی تنکا یہ تیں
 عالم ہی دوسرا ہے وہ دنیا نہیں رہی
 ایسے ہوئے ہیں جو تماشائے حسن دوست
 دشمن سے انتقام کی پروا نہیں رہی
 طبیعت سے خیالات عم افزا جا نہیں سکتے
 برا ہو حافظے کا دواع دل مرجح نہیں سکتے
 فلک کیا اس چمن میں شبنم کا مجھ سے طالب ہے
 کہ شاخیں مل نہیں سکتیں مناول کا نہیں سکتے
 کس طرح کہتا کہ جو چاہوں وہ ہونا چاہیے
 کچھ سمجھی میں نہ آیا چاہنا کیا چاہیے
 کہنیا میں نے کہوں اور یہ میں سمجھا کہ کیا
 اس دی کا حشر کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

| | |
|--|-----|
| کیا اثر اس پر مراد ہو گا یہی روزنا ہے | ۸۱۹ |
| نہ پھول پر کہ پیا دودھ تجھے اچھا بھتا ہے | ۸۲۰ |
| حصص دنیا سے نہیں صاحب عزت بری | ۸۲۱ |
| محبت گفتار کو سمجھ نہ اخلاقی سند | |
| شکم پر درہنہ تو باپ سے بیٹے تک تانا ہے | ۸۲۲ |
| خدا ہی ہو نہیں سکے سوا حاجت روا کوئی | |
| ہر وقت ہر جہیز غم طاری ہر روز جسے عاشق کا | ۸۲۳ |
| گورغل اپنا کام کرتا ہے | ۸۲۵ |
| بس یہی کام سب کو کرنا ہے | ۸۲۶ |
| اب رہی محنت بے وراحت کی | |
| سب سے بدتر تو ہونے ہے امید | |
| محل سے چھوڑ کر تنہا زیر ہر | |
| نشہ جنگو چڑھا ہو سخت کا | |
| میکشی میں چندہ دیا کیجئے | ۹۲۷ |
| یہ تو جی ہو جی لگا کر چاہیئے پڑھنا ساز | ۹۲۸ |
| دیکھ میں قتال تو پیدا اور ہر نفس کھیا بحق | |
| بس کہ ورثہ دل سے تیرہ درد کا ہو بھرا | ۹۲۹ |
| نگی لپٹی نہ لگا بھتی تھی تلوار کی جنگ | |
| بسم و جان و گروہ بندی میں | ۹۳۰ |
| یہ تو ظاہر ہوئے بعد بھی کچھ ہونا ہے | |
| تو اپنے دل میں اپنے آپ کو کیسا بھتا ہے | |
| خانا تھا ہر دل و ہر دل کا کونا اور ہر | |
| خوب کہنا اور ہر اور خوب ہونا اور ہر | |
| مگر انسان بننا یہ فرشتہ ہی سکھاتا ہے | |
| خلاف اسکے جو ہر شرک ہی میں تم ہو یا کوئی | |
| سمجھا تو دہی معنی عرا ایمان آئی کا پورا ہے | |
| شیر بھی موت ہی سے مڑتا ہے | |
| یعنی جینا ہے اور مرنا ہے | |
| یہ فقط وقت کا گذرنا ہے | |
| سب سے بدتر خدا سے ڈرنا ہے | |
| پھنے کو تو ابھی سمجھنا ہے | |
| انکے چہروں کو بھی اُترنا ہے | |
| ترقی کے بجائے کیسا کیجئے | |
| یہ جی سن لوجی لگا کر سانس لینا چاہیئے | |
| زندگی کو دوست غفلت میں نہ دینا چاہیئے | |
| یہ تو بربادی اور برباد دغا چاہتی ہے | |
| تو پ کیا چاہتی ہے صرف دغا چاہتی ہے | |
| بتلایاں کا ذرہ ذرہ ہے | |

| | |
|--|---|
| طیب میں پرہیز شرع میں تقویٰ | پاک میں وہی تیرا ہے |
| مرعاسب کا جو نہ سمجھے ایک | غالباً عقل سے معاف ہے |
| تقاضا اضطراب شوق کا بڑھتا ہی جاتا ہے | یہ پارہ شیشہ دل میں ہے چڑھتا ہی جاتا ہے |
| جو ہو کج و برا کتب میں معذور میں اکبر | حق یہ ہے کہ ہم بھی انھیں اچھا نہیں کہتے |
| ہم حضرت عیسیٰ کا ادب کرتے ہیں بجد | لیکن انھیں اللہ کا بیٹا نہیں کہتے |
| جسے اس صنعت پہ بھی جھک جلا رکھا ہے | میں نے جی ان سی قوت سے نکال رکھا ہے |
| اب نہ جنگی علم نہ جھنڈا ہے | صرف تھوڑا اور گنڈا ہے |
| کیا ہے باقی جناب قبلہ میں | کچھ حدیثیں ہیں ایک ٹنڈا ہے |
| سو وہ ڈرا بھی رہی ضبط لوں | ہو زبان گرم قلب ٹھنڈا ہے |
| علم ابتدا کا ہے نہ خیر انتہا کی ہے | دور انقلاب کا ہے حکومت فنا کی ہے |
| جغرافیہ سے حال گورنٹ پو پھیٹھے | ہم تو یہ جانے میں خدا کی خدا کی ہے |
| بحر و عارضی پہ ہے سنکر کی طبع بھی | خواہش کو کیا سمجھتے ہو صورت عاکی ہے |
| جو نر لیں ہیں نفس کی سب ہیں قنایہ | حق پر قیام دل ہو یہ صورت بقا کی ہے |
| اسے جنگی بنائے گی اسے ذوق بکا دیگی | جدھر چاہیگی فطرت ادھر کھجکا دیگی |
| مذہب کسی سے میں نے سیکھا پڑھا نہیں ہے | اتنا ہی جانتا ہوں بندہ خدا نہیں ہے |
| شکستہ دل تو سے نہیں جگر بھی بچ نہ چلا ہے | خدا کی مصلحت وہ تیرے ہی شاگرد اہل ہے |
| کوئی بوجھا تو اپنے حق میں کی برابر تو اسکا ذمہ | نہ کسی نہ کسی مستحق تم نہ بدگی تم پر کوئی بل ہے |
| نہیں جو شیطان تھا بل کہیلہ روح دلی حاصل | کرتے تلواری تو غائب گر چاک ازیر تلا ہے |
| نظر میں مادی طریقت قدم ہو سو طریق وحدت | یہ میں ل میں بھی کہہ رہا ہوں یہی قانون تلا ہے |

فریب ہستی کا گھل گیا ہر نگاہ دنیا کو پا گئی ہو
 کہا ہے ارض سما کو کون سا کس ہم تم کہاں کس سب
 عمل کی توفیق بھی خدا نے سمجھ تو کچھ جھکو گئی ہو
 قدم کی ایک موج ہو زمانا سو یہ بھی اک لہر تھی ہو
 زبان کھولی ہو محفل میں واہ وا کے لیے
 فلما سونی کے مکالموں کی فزینہ خوب ہی کہا ہو
 شکر خالق کی ہر شے جھکو جا ملتی رہی
 غم کے داغوں سے رہی دنیا مگر یہ بھی ہوا
 رفتارا و رسمیت میں سوچ ہو اگی ہے
 بے ساز و بے منفی نیاں وجد آ رہا ہے
 ہر وقت بچ رہا ہے ہر ذرہ گارہا ہے
 بھٹکوا بھی خدا نے بغیرت دی نکو جو مری پروانہ رہی
 پھیری جو نظر غم ہو گئے کم غربت رہی دنیا نہ رہی
 پچ پوچھے تو راحت ہی ملی تینا جلد ہو جانے میں
 میں یہ نہیں کہتا کہ دو کچھ نہیں کرتی
 اچھی وہ آرزو کہ جو دل کا ادب کرے
 خاک کے ساتھ کھلتی ہے روح
 دل میں خاک اڑتی ہو خالی لہجہ و کرب نہ کھٹے
 کیوں میں پوچھوں کہ جناب آپ کا مذہب کیا ہے
 صرف عود کے توانائی نہیں عظمت دل میں
 عیقل ہی ہو محب بھی عود بھی ہوتی ہے
 وہی نگاہ جو کہتی ہو مست زندوں کو
 عمل کی توفیق بھی خدا نے سمجھ تو کچھ جھکو گئی ہو
 قدم کی ایک موج ہو زمانا سو یہ بھی اک لہر تھی ہو
 زبان کھولی ہو محفل میں واہ وا کے لیے
 فلما سونی کے مکالموں کی فزینہ خوب ہی کہا ہو
 شکر خالق کی ہر شے جھکو جا ملتی رہی
 غم کے داغوں سے رہی دنیا مگر یہ بھی ہوا
 رفتارا و رسمیت میں سوچ ہو اگی ہے
 بے ساز و بے منفی نیاں وجد آ رہا ہے
 ہر وقت بچ رہا ہے ہر ذرہ گارہا ہے
 بھٹکوا بھی خدا نے بغیرت دی نکو جو مری پروانہ رہی
 پھیری جو نظر غم ہو گئے کم غربت رہی دنیا نہ رہی
 پچ پوچھے تو راحت ہی ملی تینا جلد ہو جانے میں
 میں یہ نہیں کہتا کہ دو کچھ نہیں کرتی
 اچھی وہ آرزو کہ جو دل کا ادب کرے
 خاک کے ساتھ کھلتی ہے روح
 دل میں خاک اڑتی ہو خالی لہجہ و کرب نہ کھٹے
 کیوں میں پوچھوں کہ جناب آپ کا مذہب کیا ہے
 صرف عود کے توانائی نہیں عظمت دل میں
 عیقل ہی ہو محب بھی عود بھی ہوتی ہے
 وہی نگاہ جو کہتی ہو مست زندوں کو
 عمل کی توفیق بھی خدا نے سمجھ تو کچھ جھکو گئی ہو
 قدم کی ایک موج ہو زمانا سو یہ بھی اک لہر تھی ہو
 زبان کھولی ہو محفل میں واہ وا کے لیے
 فلما سونی کے مکالموں کی فزینہ خوب ہی کہا ہو
 شکر خالق کی ہر شے جھکو جا ملتی رہی
 غم کے داغوں سے رہی دنیا مگر یہ بھی ہوا
 رفتارا و رسمیت میں سوچ ہو اگی ہے
 بے ساز و بے منفی نیاں وجد آ رہا ہے
 ہر وقت بچ رہا ہے ہر ذرہ گارہا ہے
 بھٹکوا بھی خدا نے بغیرت دی نکو جو مری پروانہ رہی
 پھیری جو نظر غم ہو گئے کم غربت رہی دنیا نہ رہی
 پچ پوچھے تو راحت ہی ملی تینا جلد ہو جانے میں
 میں یہ نہیں کہتا کہ دو کچھ نہیں کرتی
 اچھی وہ آرزو کہ جو دل کا ادب کرے
 خاک کے ساتھ کھلتی ہے روح
 دل میں خاک اڑتی ہو خالی لہجہ و کرب نہ کھٹے
 کیوں میں پوچھوں کہ جناب آپ کا مذہب کیا ہے
 صرف عود کے توانائی نہیں عظمت دل میں
 عیقل ہی ہو محب بھی عود بھی ہوتی ہے
 وہی نگاہ جو کہتی ہو مست زندوں کو

کچھ فرض نہیں آپ کا ہر چیز یہ قبضہ
 کر آہ جو تیرہ ہو تر و مطلع امید
 دنیا کی طوالت بیدار خلقت کا تو دنیا قصہ ہو
 کریں کیا یہ تو ان حضرات کو مطلب سکھاتا ہو
 جہاں تو ان عمل کیسا ان اور ہر اک لی طاقت
 انکو تو ہمیں شب کیا کرتے ہیں منسوب
 نہ ماضی اسے غالب نہ مستقبل کا طالب ہو
 مطیع کی یاں مدد نہ کتابوں کا زور ہے
 میرا تو ہر سخن اسی مطلب کے ساتھ ہے
 پولیس خفیہ پے اسناد و جرم ہے ٹھیک
 کوئی نہ آیا مرے پاس پھر کو جب کے لئے
 نگاہ طاہر ترقی عرفان میں سوا نکار کیوں لپکے
 میں طاقت نہیں محدود جانتا تھا خبر نہیں تھی
 تمھاری تعلیم کے مصلح جو جاہل سائیں ان پر
 ہوا ہو خوراک روز کا اکثر یہ ہے ہمارا کلام اکبر
 جو میرے دل کا اجمار دیکھا جو رنگ رکھتا ہو بھایا
 انھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں بات سچی بات انکی
 نقطہ مرا ہر جہل ہر انھیں کا مطلب کل ہر
 خصال کی طبیعت یہی تو قسمت یہی ہے گی

دنیا میں بہت کچھ ہو تو کیا سب کے لئے ہو
 یہ سمع شب افروز اسی شب کے لئے ہو
 ہر شخص فقط غور کرے اس گل میں آیا حق ہو
 کہیں کیا یہ مناسب وقت پر نہ رہ سکھاتا ہو
 تو انکا پوچھنا کیا ان کو انکار سکھاتا ہو
 تخصیص کو ایک کو فلک پر نہیں شب سے
 اسی کو حال کہتے ہیں یہی دل کو مناسب ہو
 میخانہ دل ہو اس کی شرابوں کا زور ہو
 کم میں خدا کے ساتھ خدا سب کے ساتھ ہو
 نہ چاہے کہ وہ ہو اسناد و گپ کے لئے
 جو صورتیں نظر آئیں وہ صرف ہپ کے لئے
 کہاں کے لئے وہ چشم معنی کہ برق چمکے نظر نہ جھپکے
 کہ ہوش جھکوا ہر دل کے نظر بھی جھکوا لی ہر سچے
 مری نظریں صحت ہو کہ چشم خواہاں سے شرم چمکے
 سخن کو کہیں دیا ہو دل جگر نے تڑپ تڑپ کے
 تو پوچھا پھیل کہاں بایا کہا یہ میں کہیں کو جب کے
 انھیں کی محفل سنو اتنا ہو جگہ میز رات انکی
 انھیں کا مضبوط خدک کا غد قلم انھیں کا دروت انکی
 زمانہ بڑھ چکی تو پھر کیا جاری حالت یہی سگی

یہی سیدہ کاریاں گزرتی نور صبح امیر کیسیا
عمل جب اپنے نہیں ہیں چھوڑ کر عیسا
ہزار سال سنسنگ لائے ہزار قانون ہم بنائیں
نیکر عبادت یہ یہ اب کہتے ہیں لڑکے
حد کی تیرگی سے حق بجانب ل کی دشت
مصیبت بہر مومن پر تو عرفاں ہے اکبر
آنگین میں مکرول میں عشق و دشت کی
ہوئے نفس نے محروم رکھا اوج عرفاں
ٹھیکہ ہر مصرعے کا مضمون قافیہ و دشت
جو مضطرب ہو اس کو ادھر التفات ہے
دخل اعظم من اتحقاق جنت ہی میں ہے
کینہ و پیکار میں بھی تو ہر اک خط نفس
گیا خبر تھی کہ گناہوں سے ہو عزت میری
میں عبادت کا تقاضا نہیں کرتا اُن سے
قامت یا رہ حادی جو ہوئی زلف راز
کسکو امتیہ ہو اسکی کہ یہ اچھا ہو گا
دیدہ تحقیق سے دنیا کی حالت دیکھیے
دولت و عزت سے بگاڑ نہیں جانت میری
جمال معنی جہاں میں جہاں موت کا سانہا ہو

یہی ہر زلف تبار کا سو تو میری مہر ہی کی
عد کی قسمت بگڑ بھی جائے تو اپنی قسمت ہی کی
حد کی قدر نہیں کی ہماری حیرت ہی کی
پیری میں بھی اکبر کی ظرافت نہیں جاتی
یہی ہر شب ہو جسکی صبح بھی صبح قیامت ہے
ظہور دایع دل دیا چہ صبح سعادت ہے
پھر سین بحث کیا افتاد ہی تو جو طبیعت کی
توں کے زیر پا دیکھی بلند ہی بی ہمت کی
اٹل لال میں جس وہ بڑا کجنت ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے
فیصلہ جینے کے حق کا دست فطرت ہی میں ہے
زیست کا اصلی فرا لیکن محبت ہی میں ہے
قابل دید ہے توبہ پہ ندامت میری
اتنا ہی کتا ہوں بھی نہیں حالت میری
بل کی یقی ہے کہ دیکھو یہ قیامت میری
کون ہر وقت میں کرتا ہر عبادت میری
نفس کی ہر لذت اور آخر نجات دیکھیے
یہ مصیبت میری دولت صبر یہ عزت میری
گاہ جو یا امر حق کو یہاں مصیبت کا سانہا ہو

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

- عذاب کی نیر یا دتی ہو کہ اس میں غلو ہو کی کچھ
نفس بنا حریص طالب لذات ہے
- ۸۸۶ جیم میں جگہ ملی ہو وہاں جنت کا سامنا ہو
عقل اتنی خدمت فقط ترتیب محسوسات ہو
- ۸۸۷ ان مشاغل میں تو اے اکبر نہیں کچھ اور دل
روح کی طاقت جو غالب ہو تو ہاں ک بات ہو
- ۸۸۸ آئے وہ خیر کف میں ڈر گئے مائے مرگیا
انگی و زرش رہ گئی میری شہادت گئی
- ۸۸۹ باغبان خاموش گل پر عروہ اور گلشن داس
جب ہوا بدلی تو ساری زیرِ نیت گئی
- ۸۹۰ حضرت کی معاشرت بہت اچھی ہے
مشہور ہیں نظامِ راحت کے لیے
- اپنے مذہب میں کیوں بلا تے ہیں بھگے
جنت کے لیے کہ لطف صحبت کے لیے
- ۸۹۱ اس عہد میں شاعر کیلئے قوت نہیں ہے
اس باغ میں طوطی کیلئے قوت نہیں ہے
- نیچر میں جو الی کو تو موجو دہی پایا
سائنس سے سنئے تھے کہیں بھوت نہیں ہے
- مفقوں ہی چکر میں ہیں اب فعل و فعلن
چرخ ہی کا مطبع ہے بہت معتبر اکبر
- ۸۹۲ میجر ہی کا مطبع ہے بہت معتبر اکبر
وہ نام کے ہوتے کام کے ہیں نون کی ضرورت ہو
- ۸۹۳ مذہب کی واسطے نہ شرافت کی واسطے
ہو اب نوجنگ حکم و تجارت کے واسطے
- ۸۹۴ لے ہی گئے گھسیٹ کے مجھ کو پریڈ پر
تیار ہو رہا تھا میں جنت کے واسطے
- ۸۹۵ جوش جنوں میں بھی عمل ذہنِ حسیت ہے
احساس میں ہو فرق تعقلِ درست ہے
- ۸۹۶ ہو رہا ہو ہر طرف قانونِ فطرت کا نفاذ
انقلابِ عالم فانی خدا کے ہات ہے
- ۸۹۷ جو ہوا وہ کیوں ہوا اسکی تو توجہیں بہت
چاہتا جو ہوں وہ کیونکر ہو یہ مشکل بات ہے
- ۸۹۸ کام لیتا رہ امیدوں سے دعا کر صبر کر
امتحانِ زندگانی سو رو آفات ہے
- ۹۰۰ یوں میں مانعِ عالم میں مسد یاری چوٹ گئی
جس پر کیسینا سوکھ گیا جس رخ کو باہر لڑ گئی

- ۹۰۱ ہمارے غلط پر جمع کر کے نہ کر کہ یا سن رہے کے ٹوٹی ہو
 اگر چہ عزت کا بھی ہو طالبِ حق نے بھی غلبہ
 دمِ بحرِ خوش شوقِ دل سے غرقِ انسا و طمان
 ۹۰۲ تفصیلِ غذا میں ہو پیو مہنت یہی ہے
 ۹۰۳ یہ بات تو کھری ہے ہرگز نہیں ہو کھوسنی
 لیکن جناب لیلہ مرستہ یہ شعر بولے
 اس بات کو خدا ہی بس خوب جانتا ہے
 ۹۰۴ مذاقِ بادہ کشی تھا خلافِ حکمِ خدا
 عجیب نسخہ عرفان دیا نصوٹ سنے
 ۹۰۵ وریا میں تو صاحبِ آگن بوٹ میں لائے
 ۹۰۶ تہذیبِ دم بخود ہے طمع کی ٹھیسٹ سے
 ممنون تو میں ہوں ترا سے سب ایہ شجر
 عزت کی تو شناخت نہیں ہے مگر مجھے
 ۹۰۷ جب غم ہو چڑھا لیں وہ تو لیں اکھٹی
 ۹۱۰ اہلِ اللہ سے لگا دٹا ہے
 ۹۱۲ مجھے یہ انقلاب ہر کب خطرے کا باعث ہے
 ۹۱۵ میں کیا کہوں نہ کایت کل کیا تھی آج کیا
 قوت نہیں جس میں کچھ جاتا ہے زینت
 ۹۱۶ مجھے حیات کی ادب اہمیت ہی کیا ہے
- الم کا ایک سلسلہ ہر عالم آمینہ بند کے ٹوٹی ہو
 جو شیخ چھوٹے چھوٹے تائیں اب کبھی چھوٹی ہو
 کلی بھی گل کی چٹک ہے کرن بھی سج کی ٹوٹی ہو
 ۹۰۲ کر ضبط ہو بس سلف کو دھنست یہی ہے
 ۹۰۳ عربی میں نظم بنتی ہے میں صرف روٹی
 بند ہو اٹھیں گے یہ حضرت اس قوم کو ننگوٹی
 کس کی نظروں غائبات کی نظر ہے موٹی
 ۹۰۴ محمدؐ کہ بہت کچھ جڑا اس کی ٹوٹ گئی
 کہ نشہ تیز ہوا اور شراب چھوٹ گئی
 ۹۰۵ میلن لکشن میں گئے دوٹ میں ہمارے
 ۹۰۶ حضرت بھی کام لینے لگے مارپیٹ کے
 سر پر مگر عذاب ہے چڑیوں کی بیٹ سے
 لذت ضرور ملتی ہے کونسل کی سیٹ سے
 ۹۰۷ ملا کی دوڑ سجا کبیر کی دوڑ بھی
 ۹۱۰ دور نہ مذہب میں سب بناوٹ ہو
 ۹۱۲ مری طمع دعاں ک ماہی مگر حوادث ہے
 ۹۱۵ جینا ہی رنج وہ ہے اسکا علاج کیا ہے
 جب تخت ہی نہیں ہو پھر فکر علاج کیا ہے
 ۹۱۶ گمروں نہ تو اسکا علاج ہی کیا ہے

- سنا تھا کل کہ ترقی ظہور پائے گی کل
مقابل تپے پچ سب پچ ہے
۹۱۷ مگر جو غور سے دیکھا تو آج ہی کیا ہے
مگر تو ہی خود پچ پر پچ ہے
۹۱۸ مذہب کی پناہ آخر کو ملی و کفر کی دینے کے نکلے
ہر دم ہی سیلاب اپنی دعا اللہ کا ہونے نکلے
۹۱۹ اسکی حرکت ہے کلید مغربی پر منحصر
دل یہ سینے میں یا پاکٹ کے اندر پاج ہے
نجد کے نغمے کہاں ان ٹھیروں کے سامنے
دیس کو جس نے جھلایا یہ وہی کھاج ہے
ہوم رونی کے میں بھی بھتی ہوتا ہوں آ
آریش کوئی کوئی انگلش کوئی اسکاچ ہے
۹۲۰ دنیا یونہی ناشادیوں میں شاد رہے گی
برباد کیے جائے گی آباد رہے گی
گلچیں کا ستم بھول بھی جاؤں کبھی شاید
صیتا دکی بیدا دگر یاد ہے گی
نامے ستم افراہیں تو رو کون گا زباں کو
دل ہی میں نہاں ب مری فریا دیے گی
۹۲۱ اگرچہ مضمون زندگی میں الم کی تہید بھی بڑی ہو
خدا کے فضل و کرم سے لیکن مجھے تو امید بھی بڑی ہو
طلب کی منزل میں رنج و راحت رہتا ہوں عتدال قائم
بہت ہو رمضان کی بختی مسرت عید بھی بڑی ہو
منہ اپنا غفلت سے مڑا کہ نماز ہرگز نہ چھو اکبر
بہت فوائد ہیں سکرا اندر اور سکی تاکید بھی بڑی ہو
۹۲۲ بتوں کی بات سے دل نکل فریا دہوتا ہو
مگر کہنا ہی پرتا ہو سجا ار شاد ہوتا ہو
مے صیا دکی تعلیم کی ہو دھوم گلشن میں
یہاں جو آج پھنستا ہو وہ کل صیا د ہوتا ہو
۹۲۳ جب حکم ہی ہے کو کشت بے سود کیجئے
کوئے بتاں میں خوب اچھل کود کیجئے
۹۲۴ سینے میں لک گاہ جو کچھ غم نہ کرنا شادی
بیدار تو ہو مشغول تو ہو غم نہ سہی یاد سی
ہر جذبہ گولا مضطر ہو اک خوش تو اسکے اندر ہو
اک جد تو ہو اک قفس تو ہو سچین سہی یاد سی
۹۲۵ وہ خوش کہ روگانی آئے یا قفس میں ہو گنا
میں خوش کہ غائب ہے مرا صیا د سی جلا دسی
جمعیت خاطر ہونہ سکی اسباب الم موجود ہے
کرتے ہیں مگر ہم شکر خدا حسد نہ ہو محسوس ہے

| | |
|---|-----|
| کار دنیا سے ہماری دل کشتی مفقود ہے | ۹۳۱ |
| ربانہ خانہ ہستی میں ل کو لطف کوئی | ۹۳۲ |
| نہ میں کسی پہ ہوں نازاں بل نہ بھڑپہ کوئی | |
| دل نواز حق نما ان کا ہر اک رشاد ہے | ۹۳۵ |
| عشق کو کیوں بے خودی مقصود ہے (جواب) | ۹۳۸ |
| منکشف ہو جائیں سرارِ خودی | |
| شدم آدم ہوا طاعتِ نفس کی | |
| سنتا ہوں مجھے خصلتِ فریاد لے گی | ۹۳۹ |
| دل جائے نظر انکی - دُعا مانگ رہے تھے | |
| ذوقِ ذوق اپنی حد بندی میں ست شاد ہے | ۹۴۰ |
| حافظ کے فیض نے روکا ہر باب اتحاد | |
| واعظِ توحید پر دیتے ہیں فتوے جنوں | |
| میں تو ہمدرد ہوں لیکن کی گرفتاری کا | ۹۴۱ |
| دھونڈھنا چاہیے تھا اکبر کے کس دہاں | |
| نیک منزل تو اکبر راہِ بد کیوں مانگے | ۹۴۲ |
| حرصِ دنیا ظلمتِ دل کی موید ہی رہی | ۹۴۱ |
| تو ہے جب تو یہ شکل ہی تر و در نہ رہے | ۹۴۵ |
| چھاؤنی میں ہیں حسنا تو وہیں لید رہی | |
| سچان نہ گئی کی ہو تھی نہ خوفِ خلد کی دیکھ | ۹۴۶ |
| جذبت اُس شرمیں کہاں کے آئے جو محدود ہے | |
| بس اتنی جو یہ حسرت ہی کے سفر میں ہے | |
| کسی کی گود میں ہوں اور نہ کوئی گود میں ہے | |
| دیدہ صاحبِ نظر میں فیوں پر صا د ہے | |
| حسن بے حد ہی خودی محدود ہے | |
| بے خودی کا بھی یہی مقصود ہے | |
| وہ ملائک کا اگر مسجود ہے | |
| منظور تماشا ہی ہو یا داد لے گی | |
| معلوم نہیں تھا ستمِ ایجا د لے گی | |
| تفرقے کے جوش پر ہر سوار کہا د ہے | |
| شکوہ انگیزاں اک قصہ ہر اک یاد ہے | |
| خود پرستی کا سبق ہو کا فری استاد ہے | |
| قیہ ہستی سے جو شقاق ہیں آزادی کے | |
| اکبر نے ایران بھی ہر متصل آبادی کے | |
| دوست کے لئے کو دشمن سے دیکھوں مانگے | |
| پھر بھی یہ پیرانِ نابالغ کی عرش ہی رہی | |
| یہ تو اس وقت نہ رہ جائے کہ تو نہ دہے | |
| یعنی کیوں ساتھ سلیمان کے ہند نہ دے | |
| اندیشہ بہت گستاخ نہ تو دہم ادب کی حد میں | |

- ۹۳۷ اگر گیارہوں تنگ سرجن سو طیب بید سے دیکھئے کہ تے رہائی زندگی کی قید سے
- ۹۳۸ گو سب کو پوچھیں کہ یہود وہی ہے کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے
- ۹۳۹ انکھوں میں تر آئے ہیں موبوم کے نقشے دل میں یہ سہائی ہے کہ موبود وہی ہے
- ۹۴۰ اللہ ہی کی موح سے پنے گاترا دل سرچشمہ فیض و کرم وجود وہی ہے
- ۹۴۱ گزری جب نہ صوت گز جانا ہی بہتر ہے ہوئی جب زندگی دشوار جانا ہی بہتر ہے
- ۹۴۲ رہ صلاح میں تیز گامی خوب ہے لیکن قدم کو لغزشین جب تن ٹھہرنا ہی بہتر ہے
- ۹۴۳ موانع دیکھ کر اظہار مودی چاہیے لے دل ڈرائیں کھیل میں تچے تو ڈھانا ہی بہتر ہے
- ۹۴۴ بٹھایا ہو تو کب بزم میں جب اپنا ہی سکہ جوہل بدو لے اٹکواٹھ جانا ہی بہتر ہے
- ۹۴۵ بلاتا ہی مجھے تجا نے سے شیخ حرم اکبر نہ جانا کہ کہ جائز ہے کرجانا ہی بہتر ہے
- ۹۴۶ رزق یا محتاج مل ہی جائیگا خواہشوں میں مختصر ہو جائیے
- ۹۴۷ فقر سے شیطاں ڈراتا ہی اگر حصبنا اللہ سے نڈر ہو جائیے
- ۹۴۸ خیر خواہی کر کے سہ ہو جائیے ورنہ مفقود الخیر ہو جائیے
- ۹۴۹ کیا پوچھتے ہو طوق غلامی کو کہ ہر ہے اپنا ہی تعلق ہے یہ اور اپنا ہی گھر ہے
- ۹۵۰ پیدا ہو غلامی زن فرزند کے دم سے پروا، نہو انکی تو پھر آزاد بشر ہے
- ۹۵۱ یعنی وہ چلا جائینگے دنیا کے مطابق عزت نہ محل میں گھٹے اس کا خطر ہے
- ۹۵۲ تم دل کو لینے پھرتے ہو وہ نفس کے حامی رسوا غرض دین کی عزت کو ضرر ہے
- ۹۵۳ ایسے بھی ہیں طینت ہی میں جنگی ہو غلامی پابندی دنیا کا رگ دل میں اثر ہے
- ۹۵۴ خالق پہ بھروسا ہو تو عزت نہیں گھٹتی افسوس کہ انسان بہت پست نظر ہے
- ۹۵۵ محنت کا دیانت کا قناعت کا شجر ہو جس رنگ پھل آئے وہ عزت کا ثمر ہے

- ۹۵۲ تم سے استاد و نہیں میری شاعری بیکار ہے
- ۹۵۳ جنھیں شرکے نفرت خدا کو ایک کہتے ہیں
- ۹۵۴ سبب اس کا تو یہ ظاہر خدایا پر خود ہی نہیں
- ۹۵۵ ہمارا مشرقی دل نزع میں ہو وقت آخر ہو
- ۹۵۶ غرور اتنا نہ کر قوت پر اپنی لے بہت ترسا
- ۹۵۷ بہ دل حاضر ہوئی ہو قوم زہم عشق دنیا میں
- ۹۵۸ جو ہیں صائم انھیں یہ طاعت شوا کر کیا کم ہے
- ۹۵۹ بہتے ہیں اس خیال میں ہم اپنے گھر ٹپے
- ۹۶۰ مشتاق حق کی واسطے نعمت کا ڈھیر ہے
- ۹۶۱ جب ہیں اصلاح بشر دنیا میں آخر کون کسے
- ۹۶۲ اک علم تو بہت بنے کا اک علم حق پر مٹنے کا
- ۹۶۳ غوطہ لو لگائے زہم میں غرق ہیں جہت دنیا میں
- ۹۶۴ نہر کی ہو موم اور ساتھ اسکے اعمال نہیں خلاق نہیں
- ۹۶۵ جب علم ہی عاشق دنیا ہو پھر کون بتا راہ خدا
- ۹۶۶ سوا ہی ہو رنگ طبع بشر فطری میں یہ سبب اجنبی
- ۹۶۷ عشق کہتا ہے بیان حال کی پروا نہ کر
- ۹۶۸ مجھ کو اک حیرت ہو اپنے شوق کی امید پر
- ۹۶۹ بیش جو چھا ہو تمھیں مجھ سے محبت یا نہیں
- ۹۷۰ میں شب فرقت میں کون توہ سوئیں چیں سے
- ۹۷۱ ساتھ سازنگی کا بلبل کے لئے دشوار ہو
- ۹۷۲ یہ نہیں کیوں بھی تک جنگ و تکرار باقی ہو
- ۹۷۳ بتان سنگ ٹوٹے ہیں بہت پندار باقی ہو
- ۹۷۴ نہیں مغرب کو غم۔ اسکی نظر میں گ کافر ہو
- ۹۷۵ ہمارے ہوش غائب میں مگر اللہ حاضر ہو
- ۹۷۶ بس ان کی میری طبیعت ہو کہ اتنی غیر حاضر ہو
- ۹۷۷ نہوں صائم تو ان پر مغفرت کا بار کیا کم ہو
- ۹۷۸ کیوں لوگ چاہتے ہیں کہ ہم پر نظر ٹپے
- ۹۷۹ بس زندگی حجاب ہو مرنے کی دیر ہے
- ۹۸۰ غفلت کے سوا اس محفل میں نہان کی خاطر کون کسے
- ۹۸۱ اس علم کی جستجی پسند اس علم میں بہر کون کسے
- ۹۸۲ پانی نے بدن کو پاک کیا اچان کو طاکیر کسے
- ۹۸۳ پیپ چپ کی صدی ہو چارٹر اس کو طاکیر کسے
- ۹۸۴ جب حضور قاضی ہوئی آتا سید مسافر کون کسے
- ۹۸۵ اکیر کسے شمس آجائے تو پھر اس کام کو آخر کون کسے
- ۹۸۶ تمہے دل کی خود بخود دانگو خستہ ہو جائے گی
- ۹۸۷ کیا نگاہ قہر الفت کی نظر ہو جائے گی
- ۹۸۸ ہنس کے فرمایا نہیں انہی کے مگر ہو جائے گی
- ۹۸۹ کس طرح مانوں محبت بے اثر ہو جائے گی

- ۹۶۲ قالب میں جان آئی تو کیا آئی سفر کرنے لگی * ہر سانس جھکومت سے نزدیک تر کرنے لگی
- ۹۶۳ عجب پچیدگی ہو صوفیوں کی دنیا میں * جو نافع ہو وہ باطن جو لکھن ہو وہ ظاہر
- ۹۶۵ خالی حرم کو شیخ ہی تنہا نہ کر گئے * حیرت میں مبتلا بھی ہیں کہ بزم کدھر گئے
- سوئے مغرب سے ہیں سب کے حواس گم * ایسی یہ تپ چڑھی ہو کہ چہرے اتر گئے
- آیا وطن میں پھر کے مگر اسکی کیا خوشی * جن جن کو پوچھتا ہوں فہمنا ہوں گئے
- ۹۶۶ گم کی تھی بین راہ مصیبت ہی تھی سخت * اس پر ہوا یہ قسم تم ایسے حضر ملے
- کس میں پوچھتا گل و بلبل کی سرگزشت * دو چار برگ خشک، تو دو چار پر ملے
- باتیں بھی تجھ سے کس کی خاطر بھی کی بہت * لیکن مجال کیا جو نظر سے نظر ملے
- ۹۶۷ ٹیمن کے ساحل پر جا کر دیکھتے قسمت کی فال * گو مٹی پر شیعہ و سنی نے کیوں تکرار کی
- سے سوئے حرم نکلے خدا سے دل ہو مرد * دیر میں پھر کیا کمی ہے گرمی بازار کی
- ۹۶۸ تنذیر ہے جسے تم کہتے ہو اس سے اکبر * دنیا بگڑ رہی ہے اب یا سنو رہی ہے
- نقشوں کو تم نہ جانو خلقت سے ملے کچھو * کیا ہو رہا ہو آخر کیسی گذر رہی ہے
- ۹۶۹ دل میں خوشی بہت ہی بارخ اور تردد * کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز فر رہی ہے
- ۹۶۹ زندگی بے لطف ہو دشوار ہے * سانس لینا اب مجھے بیگار ہے
- ۹۷۰ امید ٹوٹی ہوئی ہو میری دل مرا تھا وہ مرجھا * جو زندگانی کو تلخ کرے وہ وقت بچھ کر چکا ہے
- اگر یہ سینے میں سانس بھی نہیں طبعیت میں تابی * اجل کو ہر دیکر نظر کی فلک تو کام اپنا کر چکا ہے
- غریب خانے کی یہ دایہ نادستی نہیں قدیمی * چل تھل بھی پہنچی تھی کبھی گھر بھی لو چکا ہے
- یہ سینہ جسے داغ ہیں بس تو نکات بھی خزن * وہ داغ ارمان بھر تھا خوشی سے اس ٹھہر چکا ہے
- غریب اکبر سے گرد کیوں ہیں جفا و غصہ کوئی کہے * اسے ڈرانے ہو موت کیا وہ مذکر ہی ڈر چکا ہے

- ۹۶۱ عشق ہی میں سکے حسن پاک کا اظہار ہے
ہر تعلق سے جدا کر کے تو اپنے دل کو دیکھ
بہر میں اس گل کے مجھ سانس لینا بار ہے
داد دے زقار کی سستی یہ کیا ہو معترض
دعوت دیوانگی دیتا ہے نور آفتاب
- ۹۶۲ نفس تو کہتا ہی ہر ہر دم یہ کرنا چاہیے
نفس کی خواہش کے آگے عقل کی سنتا ہو کون
ہمان کر حدیث دی و فر دابے خبر باشتی
بکس دامان شریف خیر و شمع دل فروزان کون
- ۹۶۳ مجھے اے امید فردا دل جاں پیار کرتے
ہی ہوتوں کی خود نہانی مری غفلت تو سنے قائم
لیا ہمنے بوسہ رخ تو نہ بدگماں ہو اجاں
تھے ہاتھوں کی یہ زینت تو ہو شاخ گل افروز
- ۹۶۴ جھامین بھی ہیں بیت بھی ہو نمونہ بھی ہو سنگا بھی ہو
پھیلائیے نہ پانوں کو زنجیر کے لیے
دل مرا و زخا ہشتین انکی یہ کیا اندھیر ہے
لوگ کہتے ہیں یہاں کہہ بھی آیا دھنسا
- ۹۶۵ سحر ہے یا ظلم ہے یا کچھ سمجھ کا پھیر ہے
شاید ایسا ہی ہوا تو خاک کا اکٹھیر ہے
تو رنی نہیں مٹی آکھ کلیت ات بھر کی
ہو اگر سینے میں ناسور زار جاتا ہے
- ۹۶۶ اشتیاق دید کی تکمیل ہی دیدار ہے
دل وہ ہو جو بے ہم نہ ہونے پہ بھی خود دار ہے
زندگی ظالم مگر اب تک گلے کا بار ہے
آبلہ ہو پانوں میں اور آبلے میں خار ہے
یہ شمع ایدل گریبان سحر کا تار ہے
کیوں کوئی پوچھے کہ کیوں مگر جی کے مڑنا چاہیے
میں مں کس کد غفلت سے ڈرنا چاہیے
بہ ذوق لم یزال مرور ستر پانظر باشتی
چہرہ افتادہ در بند گریبان سحر باشتی
مگر اپنی زندگی کا نہیں عتبہ کرتے
میں اگر فطر نہ کرتا تو وہ کیوں رگرتے
کوئی بھول دیکھ لیتے تو اسے بھی مایہ کرتے
ہمیں دستر جن ہوتا تو گلے کا ہار کرتے
پھلرس یہ عوی حق پستی داس یہ یاں اعتبار بھی
دنیا سے ہاتھ اٹھائیے تکبیر کے لیے
- ۹۶۷ سحر ہے یا ظلم ہے یا کچھ سمجھ کا پھیر ہے
شاید ایسا ہی ہوا تو خاک کا اکٹھیر ہے
تو رنی نہیں مٹی آکھ کلیت ات بھر کی
ہو اگر سینے میں ناسور زار جاتا ہے

- دیکھ ہی لو گے زمانے میں قیامت برپا * نالہ حسہ دلاں صور ہوا جاتا ہے
- چشم تباں نے نفس کی خواہش بجا ر دی * دیتا ہماری دشمن دیں نے سنوار دی ۹۸۰
- لذت خدا کے نام میں کچھ کم نہ تھی مگر * پیش شکم زبان نے ہمت ہی ہا ر دی
- بندوق کا نہیں ہے جلیسنس غم نہیں * میں تو اس خیال ہی کو گولی مار دی
- جس طر ت دیکھو خیال تیزی زقار ہے * منزل مقصود کیا ہو یہ سمجھ دشوار ہے ۹۸۲
- قرار دل کو نہیں حسن انتشار تو ہے * وصال یا نہیں ہے خیال یا تو ہے ۹۸۱۲
- اتنا بجے کہ جاننے والے گزر گئے * پڑساں رہا نہ کوئی تو چپ چاپ مر گئے ۹۸۶
- تم دیکھتے ہو اکبر دنیا کا رخ کدھر ہے * یہ وقت الاماں ہی یہ وقت اخذ ہے ۹۸۹
- حیرت سے دیکھتا ہوں ہر صاحب د کو * اسکی زباں کدھر ہے اور اس کا دل کدھر ہے ۱۹۶۰
- کیا ہو رہا ہو دل میں ترکچہ نہ پوچھئے * کس پر پڑی ہے میری نظر کچھ نہ پوچھئے ۹۹۰
- کیا کر رہی ہو کبر شکن و درت خدا * ہی پوچھئے کی بات مگر کچھ نہ پوچھئے
- جینے والوں ہی کے ہیں ہنگامے * حلق انھیں پر نگاہ کرتی ہے ۹۹۱
- مست دنیا میں ہیں یہ کیا جانیں * مرنے والوں پہ کیا گذرتی ہے
- خدا کے گھر سے اب آنر کی جو خبر آئے * بتوں کے پاؤں پہ تھکو تو سر نظر آئے ۹۹۲
- ہو ا کیوں شوق آزادی کا جبہ بخریسی تھی * دل لیا کیوں ملا ہو کہ جب تقدیر لسی تھی ۹۹۱۳
- خرد کی ناقوانی ہو نظر کی ناصبوی ہو * ہوا جو کچھ ضروری تھا جو کچھ ہو گا ضروری ہو ۹۹۱۴
- حادثے اپنے طریقوں سے گذرتے ہی ہے * کیوں ہوا ایسا یہ ہم تحقیق کرتے ہی ہے ۹۹۵
- صفحہ ہستی پر آخر کس قلم کی ہے کشش * نقش شے ہی ہے لیکن ابھرتے ہی ہے
- انتظار آخر اجل سے کر گیا یاں ہم کنار * چشم بد دور آپ اپنے گھر سنو تے ہی ہے

- کچھ دیکھتا نہیں میں دل زار کے لیے ۹۹۷
 چو کچھ یہ ہو رہا ہے سب اخبار کے لیے
 یاد حق دل سے دور کرنے سکے ۹۹۸
 مجھ سے یہ بت غور کرنے سکے
 بھکو بچ شکست شیشہ دل ۹۹۹
 آن کو غصہ کہ چور کرنے سکے
 بھکو تو بس میں کر لیا بیشک
 دنیا سے قطع خوب اگر خوش نہ رکھ سکے
 آنکھوں کو بند کر جو نظر خوش نہ رکھ سکے
 دنیا کی لذتیں جو ملی تھیں وہ ہو چکیں
 خوش کر لیا تھا دل کو مگر خوش نہ رکھ سکے
 جسم بے سر ہوا ب ہماری قوم ۱۰۰۱
 خوار و زار و خراب اتر ہے
 ہنس کے کہنے لگے جناب انا ۱۰۰۲
 بس یہ کہیں ہر ایک دوسرے
 جو سرت تیری محتاج نگاہ غیب سے ۱۰۰۳
 اس سرت میں نہ خوبی ہے نہ کوئی خیر ہے
 جسکے دل میں شان باری کا تصور گھر کرے ۱۰۰۴
 اسکو کیا پروا کہ کوئی بت مرا نذر کرے
 خدا کے باب میں یہ غور کیا ہے ۱۰۰۵
 خدا کیا ہے خدا ہی اور کیا ہے
 بڑھائے کیوں ہر دم لفظ کو آگے ۱۰۰۶
 بساط ذہن پر یہ جو گیا ہے
 اس بلع میں یہ نگاہ کبر ۱۰۰۷
 دل کو بے حد ابھارتی ہے
 ہو کس کے فراق میں پیہا ۱۰۰۸
 کوئل کس کو پکارتی ہے
 کہا صیبا و فیصل سے کیا تو نے نہیں دیکھا ۱۰۰۹
 کہ تیرے آئیناں سے فیصل راستہ تر ہے
 کہا آنے سے تسلیم کرتی ہے نظر میری ۱۰۱۰
 نشاط طبع کی مہلک مگر بیکاری پر ہے
 دیر کے عیش میں تکلیف مع التیر تو ہے ۱۰۱۱
 کعبہ میں کچھ نہ سہی خاتمہ بالخیار تو ہے
 جو پوچھا دل سے اس جینے کا کیا مقصود آخر ۱۰۱۲
 شکم بولا کہ اسکی بحث کیا خادم تو حاضر ہے
 حکیم کی پیٹھ ٹھونکی فضل مارہ نے خوش ہو کر
 صد باطنی اٹھی کہ یہ بخت کا فر ہے

- ۱۰۱۲ رشتہ توحید سے بیٹھا نہیں تیار نظر
اُبھنیں کہیں خوب پیدا سجدہ و زنا نے
چل گئی موسیٰ کی لالچی رنگیا جاو کا کھیل
ساحروں سے سانپ کو مارا خدا کی مانے
ریل کبے تک اگر بن بھی گئی تو ناز کیا
عرش باری تک نہیں پائی رسائی تارے
دیدنی تھا ہجر کی شب وہ مجرم انتظار
اور دیکھا ہی نہیں کچھ دیدہ بیدارے
باپ ماں شیخ سے اللہ سے کیا ان کو کام
ڈاکٹر جنوا گئے تعلیم دی سرکارے
جب آنکھ کو گھٹنے میں بڑھ چیک جب منہ میں زبان جنش سے ڈرے
۱۰۱۳ اس قید میں کیونکر جینا ہو اللہ ہی اپنا فضل کرے
کیا ناز نہ ہو ایسی ساعت پر افسوس ہے ایسی حالت پر
یا جھوٹ کہے یا کچھ نہ کہے یا کفر کرے یا کچھ نہ کرے
قاتل کو بھروسہ ساقت کا اور بہکوت راکی رحمت کا
ہونا تھا جو کچھ وہ ہو ہی لیا وہ بھی نہ رکا ہم بھی نہ ڈرے
۱۰۱۸ دل کی بیٹابی ہر ثابت آنکھ کے اظہار سے
بجلیاں پیدا ہوئی ہری انہروں کے مائے
جب طبیعت خوش نہیں تو کیا کہے اچھا مکاں
دل بہل سکتا نہیں پناہ دو دیوالیے
۱۰۱۹ چشم بینا تو نے پائی ہو تو یہ دنیا کے دول
اکن اکن تیری نظروں سے اتر ہی جائیگی
۱۰۲۰ کس قدر دلکش نگاہ ساقی محمود ہے
صبر بھی بیتاب ہو تقویٰ بھی اب خود ہے
خانہ ہستی کی ترکیبوں میں کیا دخل خرد
حکم ہو تقدیر کا تہہ سیراک فرد ہے
میں جیسے سمجھا ہوں میں وہ نفس کی ہول نہیں
میں حقیقت میں مجھ سے نہایت دور ہے
امتحانوں سے ہوئی طرح بحث جبر و اختیار
فیل جب ہو جائے مختاری میں مجبور ہے
آپ سے ملکر میں کیوں نقصاں ٹھاؤں اجناں
آپ کو جب صرف اپنا فائدہ منظور ہے

| | | |
|---|---|------|
| دعویٰ مخدومیت میں مست ہنگور ہے | ڈاکسرون صاحب یہ چھامسلہ سمجھا گئے | |
| رفقار فناسب کو مگر زیر کسے گی | تدبیر پشرفوب الٹ پھیر کسے گی | ۱۰۲۳ |
| پھر بھی خوراک اسکی ڈھائی میڑی | زندگی سے میرا بھائی سیر ہے | ۱۰۲۵ |
| اور جو کچھ عقیقیدوں پر فقط اک جبر ہے | حق پرستی کا نشان اب قبر ہو یا صبر ہے | ۱۰۲۶ |
| تسبیح بن کے گئے تھے زنا ہو گئے | اب شیخ ہند بہمنوں کے محلے لگے | ۱۰۲۹ |
| دیوار اٹھا کے نقش دیوار ہو گئے | اس منزل فنامیں ج رکھی بنا تو کیا | |
| ہے مبتدا یہ خبر دوسری خبر کے لئے | نہ چھوڑ دل کو کسی لٹکن انز کے لئے | ۱۰۳۱ |
| یہی مستی وہ ہر جو عقل کو ہشیار کرتی ہے | جنون عشق سے انسان کی طینت سنورتی ہے | ۱۰۳۲ |
| کہ یہ نام میں مصروف اور وہ چین کرتی ہے | یہ سچ ہو خبر ہے نصف دنیا نصف دنیا | |
| زبانیں کہہ نہیں سکتیں لوں پر جو گزرتی ہے | بیان اپنے اثر میں جس کی قوت لا نہیں | |
| کہ امید اب قدم رکھتے ہوئے بھی دل میں تڑپتی ہے | وہ اندائیں مجھے مایوسیوں میں اکبر | |
| جو سچی بات ہوئی ہو وہی دل میں تڑپتی ہے | سخن سخی کا کیا کہنا مگر یہ یاد رکھ کہ بے | |
| ہر تو اکبر میں بھی اک بات گنہگار ہے | نہ سہی جن عمل خوبی گفتار سہی | ۱۰۳۳ |
| قشقہ بالا ہے جس میں دوش پہ زنا رہی | دل جو تسبیح میں مصروف ہو حاصل ہو مراد | |
| بینامدی ہو جسکی اسپر نطر پڑی ہے | خالق ہی سے ملی ہو فطرت کی جو لڑی ہو | ۱۰۳۸ |
| جینے منیکے تماشے کے لئے پکڑے گئے | ذرا ہا خاک کس تک کیسے جکڑے گئے | ۱۰۳۹ |
| جھک گئے تو رہ گئے قائم اگر اکڑے گئے | بے اطاعت ناتواں کا کام حل سکتا نہیں | |
| ہوا ہی بدلی ہوئی ہو فلک سے کون پڑے | ہم اس زمانے میں ہستے ہیں اپنے گھر میں پڑے | ۱۰۴۰ |
| ابھی تو چپ ہیں کوئی لاکھ اعتراض جڑے | خدا ہی ہمو آٹھائیگا جب تو اٹھیں گے | |

- اگر اٹھے تو علم اپنا کاڑھیں گے کہیں جو اٹھ گئے تو ہر قصہ ہی ختم خود ہی گئے
- ۱۰۴۲ عرفان صنوف کُن ہو شریعت کی آڑ سے آتش فشاں زمین دہی ہے پہاڑ سے
- ۱۰۴۳ خدا کی مار کا کرنا نہیں میں کچھ مذکور طبیعت اور ہی پہلو پہ جا کے لڑتی ہو
- نہ رہ سکے گی لطافت جو زن ہو بے پردہ سبب یہ ہو کہ نگاہوں کی مار پڑتی ہو
- ۱۰۴۴ عقل کو فردا دودی کے غم میں آدھ سو نہ ہو عشق ہی اچھا کہ ست جلوہ امر و مزہ ہے
- پھیر ہی لی ہو جمال بعد نزل سے آئے آنکھ در نہ ہر تہ نظر انسان کو عشق آموز ہے
- زیست میں ہر دم ہو محتاج فنا ہر ذی حیات زندہ دل ہو جسے ہر سانس عجز آموز ہے
- ۱۰۴۵ بدلی ہوئی رُت محسوس کی جھوٹے کی ابھی اندھی فطرت کی بسنتی یہ ٹھہری بیاض و بے سازشی
- ۱۰۴۶ دل نہ مایوسی پہ مانگ ہے نہ عجز ناز ہے منزل ہستی میں ہر انجام اک آغاز ہو
- ۱۰۵۱ جرح کیا ہم بھی جو چشم سر گیس پر پس لئے یہ بلا میں اس تماشا گاہ میں تھیں کیلئے
- سجدہ دیرو حرم سے معرفت کس کو نصیب شگ در آیا نظر خلقت نے مانگے تھیں لئے
- ۱۰۵۳ ڈیڑھ سو محراب مسجد میں ذرا دشوار ہیں سایہ ہوٹل میں بسے یا فقط دس بجئے
- حضرت اکبر سے کہہ دو قافلہ تیار ہو اک رز و لیون کاٹو آپ بھی کس بجئے
- ۱۰۵۴ اب کیا میں طلب دنیا کی کروں کیوں حمت اٹھاؤں اسکے لئے
- دل کتنا ہے اور پچ کتنا ہو کے دن کے لئے اور کس کے لئے
- ہو تم کو مبارک شوق نمود افسردہ پڑا رہنے دو مجھے
- کافی ہے یہاں یہ دایع جگر تم شمع بنو مجلس کے لئے
- یہ گوش و زبان و چشم چین غوغاے جہاں سے فدا ہیں
- کرنا ہوں دعائیں گل کے لئے سوین کے لئے نرگس کے لئے

| | |
|--------------------------------------|------|
| روح کا ہوا آتھال در زندگی کا کورس ہر | ۱۰۵۵ |
| کیا وہ درست ہو مری نظموں کے فوٹس کے | ۱۰۵۶ |
| استخوان مغربی کا فک کرنا ہے بجا | ۱۰۵۷ |
| بست ہی تو رہ گیا تیرا ذرا آئینہ دیکھ | |
| ۱۰۵۸ | |
| ۱۰۵۹ | |
| ۱۰۶۰ | |
| ۱۰۶۱ | |
| ۱۰۶۲ | |
| ۱۰۶۳ | |
| ۱۰۶۴ | |
| ۱۰۶۵ | |
| ۱۰۶۶ | |
| ۱۰۶۷ | |
| ۱۰۶۸ | |
| ۱۰۶۹ | |
| ۱۰۷۰ | |

روح کا ہوا آتھال در زندگی کا کورس ہر
کیا وہ درست ہو مری نظموں کے فوٹس کے
استخوان مغربی کا فک کرنا ہے بجا
بست ہی تو رہ گیا تیرا ذرا آئینہ دیکھ
۱۰۵۸
۱۰۵۹
۱۰۶۰
۱۰۶۱
۱۰۶۲
۱۰۶۳
۱۰۶۴
۱۰۶۵
۱۰۶۶
۱۰۶۷
۱۰۶۸
۱۰۶۹
۱۰۷۰

- ۱۰۶۱ تا تم شام اودھ میں تو اب مصروف ہو
آپ ہی نظارہ صبح بنارس تکھے
- ۱۰۶۲ افواہ ہے کہ اکبر بیہوش ہو گیا ہے
یہ تو غلط ہے لیکن خاموش ہو گیا ہے
- ۱۰۶۳ فلسفہ انکا انھیں کی چال کا ہمدوش ہے
انہیں دولت خیر ہے اور ہم میں ہیبت ہے
- ۱۰۶۴ بزم ہستی میں محبت کے ترانوں کو نہ چھوڑ
یہ وہ شے ہے جسے ہر سانس اس سازش ہے
- ۱۰۶۵ خود گوارا نہیں فریاد کا یہ جوش مجھے
کر بھی حکمتی اجل اگر کہیں خاموش مجھے
- عقل کچھ کرنے سکی قدر شناسی جنوں
بزم ہستی میں مبارک نہ ہوا ہوش مجھے
- حالت قابل فریاد کے سب ہیں شاہد
اس سے کیا ہوتا ہے کر دیکھے خاموش مجھے
- تاب نظارہ گلزار میں کیسا لاؤں گا
رت بدلتا ہی کیے دیتا ہے بیہوش مجھے
- بہت پرستی میں بھی پئے کا ہوں حامی اکبر
بخش ہی دیکھا خداوند خطا پوش مجھے
- ۱۰۶۶ سچ جندل کا ہے مگر افسوس
دب گئی بونچ پالش سے
- ۱۰۶۸ مقابل غیر مذہب کے تو مذہب جوش رکھتا ہے
عموماً ورنہ اپنے آپ کو بے ہوش رکھتا ہے
- رہ حق کے جو سالک ہیں متکبر ہیں اکبر
کہ انکو ساقی توحید ساغر نوش رکھتا ہے
- ۱۰۶۹ دل سوزاں کو اک نعمت سمجھ یہ گرجوشی ہے
امید آخرت میں ست رہ یہ بادہ نوشی ہے
- ۱۰۸۲ ان تونکے باب میں اتنی ہی میری عرض ہے
کفر ہوان کی پرستش پیار کرنا فرض ہے
- ۱۰۸۵ اب تو ہی یہ سوچ کیا میں کیا بساط زندگی
ہو چکا دو دن کا وہ دور نشاط زندگی
- دیکھے انجام کیا ہو ڈر رہا ہوں دیکھ کر
لذت دنیا سے اتنا اختلاط زندگی
- ۱۰۸۹ یہ بھی فانی وہ بھی فانی دونوں ہیں اعتبار
انقباض موت ہوا انبساط زندگی
- ۱۰۹۹ یوں تو ہیں جتنے فلکوں نے سب کو فکر باغ ہے
یہ مگر سچ ہے کہ لالہ سی کے دل میں دماغ ہے
- ۱۰۹۲ خودیوں میں قافیہ ہیں مانا رلیف ہے
یہ نظم کائنات بھی کمتی لطیف ہے

- ۱۰۹۳ سخن میں یوں تو بہت موقع تکلف ہو
خودی خدا سے مجھ کے بس ہو قصوف ہو
کوئی عظیم نتیجہ ضرور ہے ملحوظ
نظام جسم بشر میں بڑا تکلف ہو
خدا کا شوق نہ ہو آخرت کا ذوق نہ ہو
اسی کا نام ہو دنیا تو لائق نعمت ہو
بسان تیغ کبھی سو خریدہ ہو نہ سکی
عجب نہیں کہ اسی سے تفنگ پر اٹھت ہو
- ۱۰۹۴ حسین جیسے ہو تم یونہی جو خوش اخلاق ہو جا
زمانہ مدح کرتا شہرہ آفاق ہو جا سکتا
جو اس دہوش حضرت ہو چکے دم بھی کھل جاتا
توفیق کے جو قصے ہیں وہ سب بیاق جاتے
- ۱۰۹۵ بیشل فائدہ ہیں دل کے سبق سے ہو
خلوت میں انجمن کا مزایا دحق سے ہو
- ۱۰۹۶ خلق مجھ سے طالب پابندی اخلاق ہو
میری یہ حالت کی مجھ پر ٹھینک دو بھی شاق ہو
دل کے ٹکڑے کر دیے غم نے جگر خوں ہو گیا
ہوش کا تو یہ ستم دیکھو کہ اتناک چاق ہو
- ۱۰۹۸ یار کا حسن سب پہ فائق ہو
واقعی دیکھنے کے لائق ہے
ان مصائب کام لے اکبر
غم بڑا مدرک حقائق ہے
- ۱۰۹۹ دوسروں پر نکتہ چینی کا کچھ کیوں شوق ہو
اپنی اپنی خو ہو گیسرا پنا اپنا ذوق ہو
- ۱۱۰۰ صوفی با صفا کا بھی اچھا مذاق ہے
اس فلسفے میں ہوش کا آنا فساق ہو
- ۱۱۰۲ فقط سڑکوں تسکین نگاہ چشم شرقی ہے
اندھیرا ہو گھر نہیں استونیں لب برقی ہو
- ۱۱۰۳ کہیں نا کس سے دنیا میں تعلق کیجئے
یا جہاں تک ہو سکے ترک تعلق کیجئے
- ۱۱۰۴ عشق کے معنے کے علم تھے مگر عاشق نہ تھے
صورت عذرا سے واقف تھے مگر وہم نہ تھے
- ۱۱۰۵ پھنسل موں ندگی میں سانس روکے رک نہیں سکتی
مگر دنیا کی خاطر میری گردن جھک نہیں سکتی
- ۱۱۰۶ تیری باتیں جو تحقیق کی سانک ہی نہیں
میں نہ مانو نگاہ میرا کوئی مالک ہی نہیں
لطف جب تھا کہ تھی اور شامی ہوتے تھے
ہر دم واراب وہ نہیں اور وہ سواک ہی نہیں

- ۱۱۰۷ شکر سی سستی و شیعہ کا ارادہ نیک ہے
گھر میں گو یہ فرق ظاہر ہو کہ حلوا یا پلاؤ
- ۱۱۰۸ طرز طاعت دوسری ترکیب کالج ایک ہے
خوان مغرب پر مگر دونوں کے آگے یکک ہے
- ۱۱۰۹ ہر جہد پر جو نظر بند بھی ہو سکتی ہے
زبان پیچھے ہی گئی ہے نگاہ دل ڈنگ گئی ہے
- ۱۱۱۰ یہ لفظ توہین برائے معنی مگر نہایت سستی و نقص
کافی اگر چہ ایسے کو اک پلنگ ہے
- ۱۱۱۱ انگریزائیوں کو عرصہ دینا بھی تنگ ہے
کالج کے چوٹے پلٹے ہیں کسی کی ٹانگ سے
- ۱۱۱۲ عالم میں چپ جو مستند و باوقار ہیں
یہ دنیا پائے ساز و نہیں لکھتی شہرت تھی
- ۱۱۱۳ وہ کون مانا گذرا ہے جب جس تھی جنگ بھٹی
جو حق کی طرف مصلح ہیں میں تیغ بکف عقیلے
- ۱۱۱۴ رندوں کی یہی سستی بھی مگر سیر نیل ہے
مجنون امرونی خاک بہت لیلیٰ فریاد جھانگال ہے
- ۱۱۱۵ گوسنی ہولے شوق و ذکی ہو سکی نہ نکلی محفل سے
دنیا کے تغیر کا نہیں حس شید کے جمال باری کو
- ۱۱۱۶ احساس ہی نیا کا نہ فریاد و فغاں میں کیا کرتا
جلوہ گر چہ حسن بہت قوت صہنطرا بل کا ہے
- ۱۱۱۷ تیسے مجنوں کے بیاباں کا ہے عالم دوسرا
ذرا ذرا ہے طریق عشق حق میں دلنواز
- ۱۱۱۸ بحر ہستی خود وحدت اپنی ہے نا آشنا
یہ نظر کی ناتوانی یہ بتوں کی زمینتیں
- ۱۱۱۹ کیا شان ترے جمال میں ہے
ہر وقت زمانہ حال میں ہے

پھنستی ہو اگر تو صرف ٹھپسلی

کنے کو تو جہل بھی چال میں ہو

نیٹو کی گزر ہے دال ہی پر

کالا اس طرح دال میں ہو

نہیں جب اپنی ملت کا اصول مستقل کوئی

کسے کیا رکھ کے سینے میں فائیدش دل کوئی

ہم پر الزام کے دھتے جو ہر حق چل جائیں گے

حسبنا اللہ کے معنے کبھی کھل جائیں گے

کیا تصور ہو کہ دل جس سے ڈبل جاتا ہے

دم نکلتے ہی وہ قانون بدل جاتا ہے

وہی فطرت کہ جوتھی حفظ بدن پر مامور

اسی فطرت سے بدن خاک میں گل جاتا ہے

قیوم وحی کا ہے تصور معین روح

فانی کا شوق فتنہ ہستی کا جال ہے

مضمون ملا جو موج میں نقشِ بر آب کا

بیخود ہوئے جہاں بھی ٹوپی اچھال کے

اے شمع با فروغ ہے راہِ فنا میں تو

ساکت بہت ہی کم ہے یہی چالِ ٹھال کے

بزمِ ہستی ہو طلسم بے مثالِ زندگی

خاک ہو پروانہ شمع جسمِ سالِ زندگی

جسمِ بنگر جان سے لپٹی ہوئی آہِ فنا

زندگی ہی کو سمجھ لینا مالِ زندگی

ہے یہی دستور لیکن کس قدر افسوسناک

موت سے آسان نہیں اکبرِ صالِ زندگی

عشقِ حسنِ آخرت میں چاہیے ہستی روح

موت کا مشتاق ہو نا ہو کمالِ زندگی

ہے دلیل نورِ باطن جب دنیا کا زوال

حسن صورت میں نہیں جاہِ جلالِ زندگی

خوبی معنی کا ہو فطرت میں اکبرِ اعتبار

الاماں اس یاد سے جو زخمِ دل ہو کر ہے

الحذر اس درد سے جو مشتعل ہو کر ہے

حکمِ جب یہ ہو کہ بے حد مضحک ہو کر ہے

بزمِ ہستی میں رہا اکبر تو کیا اس کی خوشی

مجھے شرمندگی ہو قوتِ بازوئے قاتل سے

بجائے مرجاؤ آفریں فریادِ اٹھی دل سے

تعبِ خیر باتیں ہیں یقیناً بیگناہِ مشکل سے

سکوتِ اولیٰ ہو کیا حاصلِ بیانِ لٹل سے

۱۱۲۱

۱۱۲۲

۱۱۲۳

۱۱۲۴

۱۱۲۵

۱۱۲۶

۱۱۲۷

۱۱۲۸

جنوں پر وہ درہر شائق رسوائیے جنوں
عجب کیا ہے کہ لبلی کو بھی حشت ہو محل سے
ضرورت کم ہر راہ عشق میں خضر ہدایت کی
بد قدر شوق سالک کج کشش ہوتی ہو محل سے
بصیرت قیامت کی ہر اس تبت دیانی پر
مصیبت میں چھنسا ہوں قیامت ہونے باطل سے
جھکا سکتا ہوں میں کو زبان کو دس سکتا ہوں
جواب رکھا مگر کیا ہے کہ تو کافر نہیں دل سے
جنوں ہنگامہ بے مدعا میں مست ہوتا ہے
مبارک سعی ہر اس کی کہ مستغنی ہو حاصل سے
بیان مدعا سے روکتا ہوں بال اپنی
تمنا سے ہو مجبوری کہ وہ گستاخ ہو دل سے
تدبیر بشر پیش قضا چل نہیں سکتی
میں دیکھ چکا ہوں شدنی تل نہیں سکتی
ارمان کوئی اب مے دل میں نہیں آتا
ٹوٹی ہوئی جوشاخ ہو وہ چل نہیں سکتی
مر جائیں مگر کھیں گے ثابت قدم اپنا
ہو مرد میں جو دال کبھی گل نہیں سکتی
لاکھ آرایش کے کوئی گمراہے جان جاں
جسکی زینت آپ میں وفق ہی محفل کی ہے
کھیل جینے کا کھیل ہی لیں گے
معاذ اللہ کیا بیداری کے تقدیر کسب ہے
جو گذرتی ہو جھیل ہی لیں گے
وہی قانون فطرت ہے جسے تقدیر کہتے ہیں
تڑپنا سامنے قاتل کے گستاخی میں اہل ہے
نفس میں لجھا ہے تو اکبر بھی دل دور ہے
جسے قسمت سمجھتے ہیں وہ تدبیر کا حاصل ہے
جہاں میں عقل کی حسرت نکل نہیں سکتی
راہ کے یہ خوشنما منظر ہیں منزل دور ہے
خدا کی ذہین ساپنے میں ڈھل نہیں سکتی
جینے میں غفلت فطرت نے کیوں طبع بشر میں داخل کی
مرنے کی مصیبت جانوں پر کیوں قدرت حق نے نازل کی
کیوں طولِ اہل میں اُلجھایا انسان نے اپنے دامن کو
کیوں زلف ہوس کے پھندے میں پھنستی ہو طبیعت غافل کی

کیوں ہجر کے صدمے ہوتے ہیں کیوں مُردوں پہ ندے سوتے ہیں

کیوں جنگ میں جانیں جاتی ہیں کیوں بڑھتی ہر بہت قاتل کی
منطق کا تو دعویٰ ایک طرف طاقت کی یہ شوخی ایک طرف

کیا فرق ہے غیر و شر میں یہاں کیا جانچ ہے حق و باطل کی

کہاں ثبات کا اس کو خیال ہوتا ہے زمانہ ماضی ہی ہوئے کو حال ہوتا ہے

فروع بدر نہ باقی رہا نہ بت کا شباب زوال ہی کے لئے ہر کمال ہوتا ہے

مگر خیال سے پیدا خیال ہوتا ہے دل اپنا ہوتا ہے اپنا خیال ہوتا ہے

بہت پسند ہو مجھ کو خموشی و عسرت وہ توڑتے ہیں تو کلیاں شگفتہ ہوتی ہیں

سو سلائی سے الگ ہو تو زندگی دشوار اگر ملو تو نتیجہ ملا ہوتا ہے

پسند چشم کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں بس اک کرشمہ وہم خیال ہوتا ہے

اگرچہ آہ سے تکلیف دل کو ہو لیکن ہوئے نفس میں کچھ اعتدال ہوتا ہے

نگاہِ لطف بتاں مطمئن نہیں کرتی قیسم ہی کا کچھ احتمال ہوتا ہے

خدا کا شوق ہو جسکو میں سکا شائق ہوں خدا کا یوں تو ہر اک کو خیال ہوتا ہے

اگرچہ ریش مند نے سے ہر صفائی رنج گناہ گار مگر بال بال ہوتا ہے

خود کی اظہار میں کوئی ہجوئی کو وحدت کی علق فراقِ پنا کے گوارا جو کوئی اسکا وصال ہے

ابتدا اگر می کسی ہو اپریل سے اب میں گھبرانے لگا کھیل سے

حصو سے سببِ اندر کی کا کیا میں کہوں نشاطِ طبعِ غلامی کے ساتھ شکل ہے

ایکمانِ رازِ عشق مے آب و گل میں ہو خاموش ہو زبان چو کچھ ہے وہ دل میں ہو

افنی زلفِ مس کا تو سودا بڑا نہیں
 صبر رہ جاتا ہو اور عشق کی چل جاتی ہے
 پیچیدگی جو کچھ ہو فقط اسکے بل میں ہو
 ضبط کرتا رہوں مگر آہ نکل جاتی ہے
 ۱۱۴۳
 دل تو بڑھتا ہو طبیعت تو پہل جاتی ہے
 مگر اس غم سے ساپنے میں ڈھل جاتی ہے
 دل لگی میں کبھی تلوار بھی چل جاتی ہے
 یہ تیری سانس چلتی ہو تو کیا انجن چلتی ہے
 ۱۱۴۴
 یہ مشت خاک کیونکر جان کے سائے میں جاتی ہو
 کوئی ڈالی تو رہ جاتی ہو کوئی شاخ پھلتی ہو
 دلی حالت خدا ہی کی عنایت سنھلتی ہو
 پھر کیا اسے چمن کی کوئی ہوا اٹھلائے
 ۱۱۴۵
 حق ہو رہی یہ بات شکل ہے
 اعلو الصالحات مشکل ہے
 اس طرف التفات مشکل ہے
 جاگنا ساری ات مشکل ہے
 ۱۱۴۶
 اس راہ میں ہر ایک پتھر کا میل ہے
 میری نگاہ میں تو یہ دنیا ہی جیل ہے
 ۱۱۴۷
 اس کے پوچھو جو کوئی پیر کہن سال ملے
 کہاں ہو جامِ عیش ایسا کہ جوتی سے خالی ہو
 ۱۱۴۸
 راہ ہو زیر قدم لیکن منزل پہ ہے
 ۱۱۵۱

افنی زلفِ مس کا تو سودا بڑا نہیں
 صبر رہ جاتا ہو اور عشق کی چل جاتی ہے
 پیچیدگی جو کچھ ہو فقط اسکے بل میں ہو
 ضبط کرتا رہوں مگر آہ نکل جاتی ہے
 ۱۱۴۳
 دل تو بڑھتا ہو طبیعت تو پہل جاتی ہے
 مگر اس غم سے ساپنے میں ڈھل جاتی ہے
 دل لگی میں کبھی تلوار بھی چل جاتی ہے
 یہ تیری سانس چلتی ہو تو کیا انجن چلتی ہے
 ۱۱۴۴
 یہ مشت خاک کیونکر جان کے سائے میں جاتی ہو
 کوئی ڈالی تو رہ جاتی ہو کوئی شاخ پھلتی ہو
 دلی حالت خدا ہی کی عنایت سنھلتی ہو
 پھر کیا اسے چمن کی کوئی ہوا اٹھلائے
 ۱۱۴۵
 حق ہو رہی یہ بات شکل ہے
 اعلو الصالحات مشکل ہے
 اس طرف التفات مشکل ہے
 جاگنا ساری ات مشکل ہے
 ۱۱۴۶
 اس راہ میں ہر ایک پتھر کا میل ہے
 میری نگاہ میں تو یہ دنیا ہی جیل ہے
 ۱۱۴۷
 اس کے پوچھو جو کوئی پیر کہن سال ملے
 کہاں ہو جامِ عیش ایسا کہ جوتی سے خالی ہو
 ۱۱۴۸
 راہ ہو زیر قدم لیکن منزل پہ ہے
 ۱۱۵۱

غنچہ کھل جا تو پھر زینت محفل نہ سہی ۱۱۵۲
 زاپہ خشک کی صحبت سے میں کھڑا ہوں
 چشم کم سے بہت اکبر کو جو کھینچیں ۱۱۵۳
 دل وہ ہر جوانِ ایماں کی ہوسے پھول جا
 یہ ارادے ہیں تو ذکر مکتب و مسجد فضول
 پالسی کے باغ میں جھو اسیدے نکلے بہت ۱۱۵۴
 ذہن عالی اور ہے جمعیت دل اور ہے
 مصرعہ بہت بلیغ یہ انکی غزل میں ہے ۱۱۵۵
 بلا زینت بھی رنگیں لکھو راحت مل جاتی ہے ۱۱۵۶
 بھروسہ انتظام عافیت کا کیا ہو دنیا میں
 نازنگی رنگ گل پژمرده میں ممکن نہیں ۱۱۵۷
 یثوث پر کیا میں نے جو اظہارِ لال
 انکشافِ راز ہستی عقل کی حد میں نہیں ۱۱۵۸
 کہہ ظاہرِ حرص غالب ذکر حق دیوانگی
 چاہتا ہوں ضرر اک بوسہ دہانِ تنگ کا ۱۱۵۹
 خیر کب ہے عشق گیسو میں دلِ ناکام کی
 دیکھ کر تیری آداسی ہائے شمعِ سحر ۱۱۶۰
 واقعاتِ دہر سے دلِ تنگی کم تہے
 حضرت اکبرؑ کے کس کام کے ۱۱۶۱

خود گفتہ ہے گلہ مستہ میں داخل نہ سہی
 سوزِ دل جب نہیں بھر کچھ نہیں جا بل نہ سہی
 ہر وہ مقبولِ حرم دیر کے قابل نہ سہی
 آخرت کی یاد میں دنیا کو بالکل بھول جائے
 کمد و لڑکے سے خریدے ریل راہِ سکول جائے
 جسکا جی چاہے وہ برسوں تک تلخ بھول جائے
 علم منزل اور ہے اور قرب منزل اور ہے
 شیخی تو مسئلو نہیں ہے جنت محل میں ہے
 کلی بیرونِ گلشن ہو تو وہ بھی کھل ہی جاتی ہے
 کہ ہر نیا دُعا آخرت اکٹ ن ہل ہی جاتی ہے
 کیا چلے باوصبا کی لطف خبہنم کیا کرے
 سن کے صاحبِ کہاں ہے گھر گھر کیا کہے
 فلسفی یاں کیا کہے اور سارا عالم کیا کہے
 اس جگہ کوئی تسلیم کو ختم کیا کہے
 خواہشیں اس سے زیادہ اب کی کم کیا کہے
 دیکھتے ہو ہند میں حالت جو ہو اسلام کی
 محو دل سے ہو گئی رونق چراغِ شام کی
 پھر شکایت کم ہے گی گردشِ ایام کی
 ہیں تو مسلمان مگر نام کے

| | | |
|------|--|---|
| ۱۱۶۶ | ابن نظر رہئے دل تھام کے ہر کام میں توکل بس کام ہے تو یہ ہر | لے گئی ایمان تیری چشم مست خالق سے دل لگانا اسلام ہے تو یہ ہے |
| ۱۱۶۷ | کام آئے متے دم بھی وہ نام ہے تو یہ ہر ناکردنی سے پچھے بس کام ہے تو یہ ہر | کرتا ہوں اللہ اور دل میں سب جھٹتا تخلیف صبر سیہ آرام ہے تو یہ ہے |
| ۱۱۶۸ | آپ اپنے ساتھ ہمدردی مری کم ہو گئی اب کہاں وہ بات تھی اک بزم بزم ہو گئی | اسقدر گستاخ دل سے شدت غم ہو گئی وہ طبیعت وہ امیدیں وہ مشاغل وہ نشاط |
| ۱۱۶۹ | اب رہاں بھی قائل و اللہ اعلم ہو گئی خاک نے اتنی ترقی کی کہ آدم ہو گئی | دل تو پہلے ہی سمجھتا تھا کہ کچھ سمجھا نہیں شاہد بزمِ ازل کے فیض کا کیا پوچھنا |
| ۱۱۷۰ | آخرت پر لیکن اب دنیا مقدم ہو گئی نہ سمجھے کوئی تو کہہ دو کہ اپنے نام میں ہر | ہو مسلمانوں کو شاید اب بھی عقبی کا خیال خدا کہاں ہے جواب سکا ہر مقام میں ہر |
| ۱۱۷۱ | عجیب راز یہ دنیا کے انتظام میں ہر تیری ہستی کا یقین قاطع ادا ہر تو ہر | بغیر موت و مصیبت کے چل نہیں سکتا آنکھ محروم سہی لب پہ ترانہ نام تو ہے |
| ۱۱۷۲ | راجہ اندر نہ سہی جلوہ کلفت نام تو ہر بات یہ خوب ہے اک صورت آرام تو ہر | کہتی تھی سب پریری ہو کے سجھائے خارج برہمن دل میں اگر رام سے کہتا ہو کہ آ |
| ۱۱۷۳ | زباں ہر بزم میں کھولیں جنھیں انعام لینا ہر وہ رکھیں پاؤں جنکو اپنے سر الزام لینا ہر | ہمیں تو خاموشی میں پہنچل سے کام لینا ہر نہایت خوشنما کھولی ہیں اپنی آنکھیں |
| ۱۱۷۴ | خبر کیا تھی ہماری مجلس ماتم کو دیکھیں گی ہاتھ میں عرشہ ہر اب لیکن مسلم میں وہ ہر | سنو رتے تھے کہ اک عالم کی آنکھیں دیکھیں گی عالم معنی میں ہیں اتنا ہی ہم میں زور ہر |
| ۱۱۷۵ | بس غفلتیں ہیں طاری اور نہیں تو غم ہر بہشتی خوشی جان میں ہو بھی اگر تو کم ہے | |

- ۱۱۴۵ میرا مسلک کچھ جدا ہے شیخ کے اسلام سے
یاں نگاہ خاص ہوتا ہے دل کو انبساط
۱۱۴۶ ہو کفیل کار میرا یاں جنوں صلح خیز
مست کھتے ہیں سے جھونکے ہو کا باغ کے
۱۱۴۷ اگرچہ تکلیف نزع میں ہیں سکون خاطر بھی نہیں
چشم و دل میں عکس نیا کا ہجوم عام ہے
۱۱۴۸ چشم ابراہیم و دور انجسم و قمر
آٹنے سا قحطی آٹھ گئے اس بزم غم انجام سے
۱۱۴۹ کہاں دلوں سے شریعت کا کام چلتا ہے
ہوئی طریق بزرگاں کی پیروی مفقود
۱۱۵۰ فلسفہ غم کا جسے معلوم ہے
کر دیا اسکو بصیرت نے خوش
۱۱۵۱ مسلم پر عمل کرنے سے غافل نفس لگتا ہے
گھلا لیا شیخ کو اس شوخ کے شیریں بکلم نے
۱۱۵۲ تصوف ہی باک دل میں حقی کا نام لایا ہے
حضرت اکبر کا ان وزوں بڑا ہی نام ہے
۱۱۵۳ یہ صریح بت سے نہ آرائش کلام سے ہے
یہ عذرت تو ملا قایتوں سے آپ کریں
- یاں خدا سے کام ہے اسکو خدا کے نام سے
اسکو راحت ملتی ہے فطرت کے فیض عام سے
خدا کر لیتا ہے وہ مستی کو دو حجام سے
واسطہ رہتا ہے اسکو عقل جنگل انجام سے
کام اہلی سے نہ اکیر کو نہ طلب ام سے
کسی ملنے کی ہرل میں دیکھ سکتی چھٹنے کا غم نہیں
مشتبہ نہ گامہ ادراک کا انجام ہے
اسکو کہتے ہیں نظر اور عقل کا یہ کام ہے
دل کو شرم آنے لگی اب خواہش آرام سے
فقط زباں سے بزرگوں کا نام چلتا ہے
بس نکلے نام پہ لٹھ صبح و شام چلتا ہے
ہو مبارک وہ اگر مفہوم ہے
اب تو اکیر کی نظر کی دھوم ہے
جدھر دیکھو وہی تختیں ہیں جنہیں لاسلم ہے
مٹایا زہد کی خشکی کو اک سورج قسم نے
یہی مسلک ہے جس میں فلسفہ اسلام لایا ہے
یہ تو پونی پر خدی خوانی انجیل کا کام ہے
مری زبان کی عزت خدا کے نام سے ہے
مجھے تو کام فقط آپ کے سلام سے ہے

| | | |
|------|---|--|
| ۱۱۸۶ | کیا پوچھتے ہو دل کو مرے کیا مقام ہے | فطرت کے کارخانے میں غم کا گد ام ہے |
| ۱۱۸۷ | باغبان ہی کے یہ طالب ہیں بہو غافل | پنچنگی کی نہیں امید کچھ ان خاموں سے |
| ۱۱۸۹ | الم ضعیف ہولذت اگر عدم ہو جائے | خوشی کو منہ نہ لگاؤ تو غم بھی کم ہو جائے |
| ۱۱۹۰ | کیوں یہ کہہ رہے ہو ہر اک میں ہ اثر ہو ہم میں ہو | تکو کیا معلوم اکبر کون کس عالم میں ہے |
| ۱۱۹۲ | ہمیں چمکین ہمیں بھریں عبت دیرے ہو اس غم کے | کر و حمد خدا تجھو حسد اچھا تو ہم حکمے |
| | میں بہت بادۂ عبرت ہو ہوں اس تصور سے | کہ دوزخ بھی پاک جانیں ہیں غرورم کے |
| | ساری دنیا آپ کی حامی سہی | ہر قدم پر محض کو ناکامی سہی |
| | نیک نام سلام میں رکھے خدا | کفر کے حلقے میں نامی سہی |
| ۱۱۹۳ | چھوٹے ہی دنیا میں تھے ہیں زیادہ کم بٹے | سب گر ٹپے ہیں اس پر تم بٹے یا ہم بٹے |
| ۱۱۹۴ | صدیوں فلاسوفی کی چٹاں و چنیں ہی | لیکن خدا کی بات جہاں بھتی وہیں ہی |
| | دور آزمایاں ہوئیں سائنس کی بھی غیب | طاقت بڑھی کسی کی کسی میں نہیں ہی |
| | دنیا کبھی نہ صلح پہ مائل ہوئی مگر | باہم ہمیشہ برسر پیکار و کیس رہی |
| | پایا اگر فروغ تو صرف ان نفوس نے | جنکی کہ خضر راہ فقط شمع دیں رہی |
| | اللہ ہی کی یاد بہر حال خلق میں | وجہ سکون خاطر اندوہ لگیں رہی |
| ۱۱۹۵ | جسے دل کو لے لیا ہو دل لگی کے واسطے | کیا تعجب ہے کہ تفریح ہماری جان لے |
| ۱۲۰۰ | وہی الم وہی سوز جب گد فغاں بھی وہی | وہی زمیں کا چلن دور آسمان بھی وہی |
| | بھرا ہوا ہے مضامین غم سے مکتب دہر | فلک کا کورس وہی میرا امتحاں بھی وہی |
| | میں صاف گو وہ شکر خدا ہی خیر کرے | مری زباں بھی وہی اور وہ بدگماں بھی وہی |
| | نہ اُسے میری صفائی نہ اُسے میرا بگاڑ | کہ درتیں بھی وہی اوپر چین چٹاں بھی وہی |

حرم نظر میں ہو قسمت ہو دیر سے انکی
 مذاق بزم اجا جو کچھ ہو لے اکبر
 ۱۲۰۲
 ہو منع ملاقات مری ہم نفسوں سے
 تعداد وہی انگلیوں کی گو بدستور
 ۱۲۰۳
 ہو حکم کہ جس پالسیوں کے ہو مطابق
 چوری نہ کبھی کی ہو نہ کرنے کا ارادہ
 ۱۲۰۴
 خموش شمع صفت کیوں نہو زباں میری
 اگرچہ عقل سے کرتا ہوں حفاظت جاں
 ۱۲۰۵
 اگرچہ قدرت ہو بولنے کی مگر فرہ دل خیر ہے
 جان فانی کی اتنی قوت تھا ہے ہی فلسفے کوئی
 ۱۲۰۶
 نبیرج قومی میں قائم جاں ضرور وہیں ہے
 بہت رونے سے یہ نہ سمجھو کہ ہر خوش شکران میں
 ۱۲۰۷
 مبارک انکو جو حالات طبقات زمین سمجھے
 بزم طرب میں بھی جو حزمین تھو حزمین ہے
 ۱۲۰۸
 رکھیں نہ ہم سے دوست امید نشا طبع
 پیدا زیادہ سبک دلیلیں ہمیں کیں
 ۱۲۰۹
 کئے تمام عمر جہاں اوچنیں رہے
 یہ سانس نہیں ہے سنے میں اک پچانس بشر کی جان میں ہو
 ۱۲۱۰
 درد آس کا مگر محسوس نہیں غفلت کا غمیر نساں میں ہے

خدا کا گھر بھی وہی بہت کی شوخیاں بھی ہو
 مری زباں بھی وہی اور مریاں بھی وہی
 فریاد کا موقع نہیں فریاد رسوں سے
 بیگانگی ساعد و بازو ہر دسوں سے
 اب کام بدن کو نہ رگوں نہ نسوں سے
 پھر بھی یہ ضرورت ہو کہ بھاگوں مسوں سے
 کہ خود ہی بزم میں روشن ہو داستان میری
 مگر نہ عقل مے بس کی ہے نہ جان میری
 عجیب ہوئی ہو پید زباں باقی ہو نہ نہیں ہے
 مرا عقیدہ تو یہ نہیں ہو کہ جو خدا میں ہو نہیں ہے
 دل نکالنے کا بھول ہو کبھی کہیں کبھی نہیں ہے
 یہ آنسوؤں کی کی نہیں ہو رعایت نظر استیں ہے
 پہنچ وہ بھی گئے زیر زمین جو کچھ نہیں سمجھے
 دل سکا اسکے ساتھ ہے کوئی کہیں ہے
 گواہنمیں وہی ہے ہم اب وہ نہیں ہے
 اور شبے میں بھی سب زیادہ ہمیں ہے
 آخر میں کی نظر تو جہاں تھے وہیں ہے
 یہ سانس نہیں ہے سنے میں اک پچانس بشر کی جان میں ہو
 درد آس کا مگر محسوس نہیں غفلت کا غمیر نساں میں ہے

دنیا کی امید اور اس کے مرنے دنیا کی چمک دنیا کی صدا
 کب ہم کو سمجھنے دیتی ہے کس درجہ کی ایمان میں ہے
 جو عجب کے معنی سمجھے ہیں ہے موت وصال انکے حق میں
 لیکن یہ سمجھ ہر اک کی نہیں یہ بات فقط عرفاں میں ہے
 فروغِ دل ب نہیں ہے باقی وہ سوز و سازائیں ب کہاں ہو

۱۲۱۱

یہ آہ و سہر یا د ہے جو لب پر نہجی ہوئی شمع کا دھواں ہے
 دل شکستہ میں ایمان رہ سکے تو ہے اُجاڑ گھر میں یہ مہمان رہ سکے تو ہے
 دل ضعیف کو چارہ نہیں کفر سے اب اگر زبانِ سلمان رہ سکے تو ہے

۱۲۱۲

ہمہ تن درد کا مضمون ہوا جاتا ہے حالت ایسی ہو کہ دل خون ہوا جاتا ہے
 اتفاق امر صیبت کو میں سمجھا تھا مگر اب وہ میرے لئے قانون ہوا جاتا ہے

۱۲۱۳

رگِ جاں پر ہے جب مضربِ بھراں میں کیا ہوگی جہاں یہ سوز ہو اس سازے تسکین کیا ہوگی
 کہاں و کس طرف قائم کر کے یادگار انکی دمِ آخر یہ ذکر اُسنے کرو یا سین کیا ہوگی

۱۲۱۴

بتانِ دیر میں پریش مری ہو یا نہوا کبر جو ہو۔ اعزاز کیا ہو گا۔ نہ ہو تو میں کیا ہوگی
 رندی میں ذرا خوفِ بتوں کا نہ کریں گے ڈرنا کبھی ہو گا تو خدا ہی سے ڈرنے لگے

۱۲۱۵

اس حسن کے عاشق کو فنا ہو نہیں سکتی جو آپ پہ مرتے ہیں وہ ہرگز نہ مرنے لگے
 جائے تیری ہی محبت میں مجھے وہ جانے عیش و کلفت میں ہے محفوظ کیا جانے

۱۲۱۶

منتشر بہت ہے مکر و مات دنیا ہی بہت اس دل مضطرب کو یا اللہ اطمینان دے
 خوب ہر مرگ و فنا سے جو مٹے میری دی اور اسے واصلِ حق پتہ تو عرفان کہنے لگے

گل کو کیوں سکا الم ہو گا کہ وہ گل نہ رہا ارتقا اسکو اگر عارضِ جانماں کہنے لگے

| | |
|--|------|
| آپ کے لطف سے اُنہی بجائے دل کو | ۱۲۲۱ |
| اللہ تو بے شبہ وہیں ہے کہ جہاں تھا | ۱۲۲۲ |
| بحث کی خود اور ہو اور عشق یزدان ہو | ۱۲۲۳ |
| مہ و غور سے سوا آنکاخ گلغام روشن ہو | ۱۲۲۵ |
| مرے دل پر ہو شمع صبح کی اندر گئی چھائی | |
| جو میری ہستی تھی مٹ چکی ہو عقل میری جان میری | ۱۲۲۶ |
| چھڑنا اچھا ہے ساز سہمی کا اس زم میں | ۱۲۲۸ |
| ہو دسمبر میں مبارک یہ اچھل کو د آپ کو | |
| ہو تخت فلک میں جو زمیں ہو | |
| شک اس میں نہیں کہ ہو وہی وہ | |
| کان میں بات بزرگوں کی سماتی ہی نہیں | ۱۲۳۰ |
| گو ہو گئے شکم کے مطالب کے تر جہاں | ۱۲۳۳ |
| سامنا ہر دم قیامت کا مجھے جینے میں ہو | ۱۲۳۵ |
| کیا ثبات عمر بس ان جنبش فطرت کی دیر | |
| جلال پہنچی قبل اسکے کہ سمجھیں راز ہستی کا | ۱۲۳۶ |
| پریں میں شیخ ہیں مسجد جا رہا یوان خالی ہو | ۱۲۳۷ |
| جو کچھ چاہیں مٹائیں اور بچائیں وہ مرنے میں | |
| زبان لفظ کا جلوہ فقط حد بیان تک ہو | ۱۲۳۹ |
| خدا کی راہ میں شرط کسے تھے سفر پہلے | |
| ہم تو سمجھے ہیں بلا آپ کے احسان کو بھی | |
| مسلم سے تو پوچھو وہ ہیں تھا کہ جہاں ہو | |
| زنگ ندریب اور ہو اور نور ایساں اور ہو | |
| یہی جلوے وہ ہیں جسے خدا کا نام روشن ہو | |
| تراخی زلف میں مثل چراغ شام روشن ہو | |
| ارادہ آنکادماغ میرا خیال نگا زبان میری | |
| آوی کو زندگی میں اک اک دھن چاہیے | |
| خون مجھ میں بھی ہو لیکن مجھ کو بھالنے چاہیے | |
| دنیا اچھی جگہ نہیں ہے | |
| ہم میں لیکن ہیں ہیں ہے | |
| ناک میں دم ہو جوانی کے خریداروں سے | |
| افسوس ہو کہ دل کے زبان ان نہیں ہے | |
| کچھ نہ پوچھو کس قدر حسین دل سینے میں ہے | |
| زندگی کیا ہو فقط اک عکس آئینے میں ہے | |
| بگاڑ موت نے اور نہیں سمجھے بنے کیوں تھے | |
| کتب خانہ بھرا جاتا ہے اور میدان خالی ہے | |
| کہ ان زوں ہو میری نگہ بند اور کان خالی ہے | |
| تسلل سورج معنی کا خدا جانے کہاں تک ہے | |
| نگرا بپوچھتے ہیں ریلوے ہیں کہاں تک ہے | |

تمھارے نہیں کسی جو کچھ ہوں میں یہ کیونکہ
 میں اپنے دل کی قیمت عرض کر رہی ہوں گا بالآخر
 خدا ہی کی ہدایت کرتی ہو تو یقین پیدا
 کہ موت کے لیڈر سے وہ میرے ہونگا غافل
 ترقی خواہ دل کو آہ سوزاں چاہیے اکبر
 جنوں کا اذعان تکلف میں نہ کر اکبر
 معنی کی گرہ کہاں کھلی ہے
 ہرواہ کی تہ میں ہی نہاں آہ
 نظر نشان نقوش ظاہر ہویش دنیا کا پاساں کر
 اس نرم بین اشارے ہنگام سحر سامانوں کے
 ہستی کی زیریں م نظر دم بھریں ان کا نہ اثر
 دل لذت نفس کا گرویدہ دنیا کی حقیقت پوشیدہ
 ہر کام پہ مہر فکے نشان سمیت ہر اک عبرت کہاں
 دولت میں جھڑپ عصبان بہتر ہو کفایت لسان
 یہ مدعی اسلام تو میں تھی ہوں مگر بیکانوں کے
 تھی عقل زبان لے اکبر و عشق پہ بھی ہنسنے نظر
 یوسف کو نہ سمجھے کہ جس بھی میں جی اں بھی
 ہمارا دل ہو مہارت کے ولولوں کے لیے
 رہنما بھی یہاں ہے رہنما بھی دکش بھی ہے وہی فانی بھی

عقیدہ کا اثر فکر معیشت پر کہاں تک ہو
 مگر ارشاد تو ہو آپ کی ہریت کہاں تک ہو
 دلیلوں کی رسائی تو فقط دم وں تک ہو
 کہ قوی ہندگی کچھ ہو لوہے میں نیم جاں تک ہو
 یہی شعلہ وہ ہو جسکی بلند سی کہاں تک ہو
 گریباں چاک ہو تیرا لکڑیوں کہاں تک ہو
 الفاظ ہی کی دکان کھلی ہے
 دم بند ہے اور زباں کھلی ہے

جو یہ گاہیں میں بسیار دل ہو تو آخرت کا پناہاں
 اک انج تھا سمع مردہ کچھ پتھے پتھے پرانوں کے
 گردن بنا عین قیاس میں دریا ہوں الی فسانوں کے
 اُسے میں یہ تیرا مٹے طوفان میں بیاں اراٹوں کے
 اُجڑے ہو محل بادی کا آباد میں گھر ویرانوں کے
 غالب نہوں نون کج تابع تو نہوں شیطانوں کے
 تقویٰ کی وہ بڑی نہیں نہیں نہ نہیں بیکانوں کے
 ممتاز ہے ہشیار نہیں نہیں خیرل ہے دیوانوں کے
 شانہ نے دیدا دھتے زلیخا کے میاں بھی
 زمانہ کتنا ہے یہ سب میں لڑیوں کے دے

۱۲۴۰

۱۲۴۱

۱۲۴۳

۱۲۴۴

۱۲۴۵

بیدنا بھی ہے اور آبادی بھی مرنا بھی ہے اور ویرانی بھی
 اشد ہے ان لڑکیوں کا فرزند بھی نہیں حدیں بھی نہیں

ہے کورس بھی ان کا اسکی بھی اور پاشہ آستانی بھی

جو انقلاب گذشتہ ہو اک کہانی ہو

۱۲۴۶

آج کے دام حوادث میں آخرت کو نہ بھول

بادی کبھی پرو نہ ہو ہاں اس کے لیے ٹھکان سکر

۱۲۴۸

سرے کا قدر جو دنیا میں اپنے آنے کی

۱۲۵۱

نہ پوچھو بیٹھا ہوں کیوں تھرپر میں تھر دھر

مزا بھی آتا ہو دنیا سے دل لگانے میں

گھر جو دل میں نہاں میں اہی دے تو ملیں

یہ شرط ہو کہ رواتباع حکم رقیب

خیال وسعت تحقیق تا کجا کیسے

تم ایک رہ نہ سکتے تو خوش سے پون بنے

۱۲۵۲

ایسا جو ہر خوشاں دیدہ دل ہے ٹھکانے

۱۲۵۳

دیکھ ہی نہیں گئے نتیجہ کھنکھ کا یہ خام طبع

۱۲۵۴

کھانسیے اگر عینا ہو مارتے نہ کبھی کھانے والے

۱۲۵۸

ایمان اُلفت کھتا ہوں کو دشمن جانتا ہوں

رہتا ہو نہیں سست و ہزل و شیشہ دل کو بغل

۱۲۵۹

ہر چند با اثر ہے نہ سیر باغباں بھی

لیکن نہاں بھی ہے اک چیز اور خزاں بھی

- دوران سر کی اپنے میں کیا گردش کائیت
گردش میں ہی میں بھی چکر میں آسمان بھی
- ۱۲۶۰ تمناؤں کی حالت کچھ نہ پوچھو ل کے مجھنے پر
انہیں میں نہیں معلوم پروانوں یہ کیا گزری
- صدی چودھویں و انقلابوں کی نہیں کچھ
خدا ہی کو ہی علم اسکا مسلمانوں یہ کیا گزری
- ۱۲۶۱ تھے کو بھلا کے آپ نقطہ میں کو دیکھئے
ہم کا زمانہ اب نہ رہا میں کو دیکھئے
- ۱۲۶۲ عیش فردا کی امیدیں اب ہیں
طفل طبعوں کو کھلانے کے لیے
- ۱۲۶۳ جان لڑی جاتی جس جو دل خون ہی
نزع طاری ہوش حاضر یہ عجب مضمون ہی
- ۱۲۶۴ عبادت ترک ہو اور ہر طرف غم ہی ہو
تماشے مشرقی تیلو نہیں میں مغرب جادو کے
- ۱۲۶۵ چل بے اسباب غفلت چشم عبرت و حکمی
میری منہ ہی تھی ہی کیا اور تھی جو کچھ وہ ہو چکی
- خواب آور ہو نہیں سکتا بیان عاشقان
ہے اگر افسانہ گو مجنوں تو نیلے سو حلی
- ۱۲۶۶ خوالہ وان فلک سے کم کرا کبر ابید
صبر کرناں جو ہیں پرتیری باری ہو چکی
- ۱۲۶۷ شگفتہ کس قدر نیلا ہو کتنی مست جو ہی ہے
ترا ہی رنگ ہو گلشن میں خوشبو نہیں ہی ہی
- خدا کے شوق کا چہرہ اثر ہو دیدنی وہ ہیں
خدا کے نام کی ہم میں تو خالی گفتگو ہی ہی
- دل اپنا دوست ہو کر جب کھانا ہو غلط رہیں
تو انکی آنکھ کو میں کیا کہوں وہ تو عہد ہی ہی
- ۱۲۶۸ اکبر تم اگر شرک خفی پر بھی مہنسو گے
سب تم سے الگ ہو گئے مصیبت میں جھنسو گے
- ۱۲۶۹ حواس غرق حیرت کو بحال گفتگو کیا ہے
میں کتنا ہوئے ہوئے ہی کتنا ہی تو کیا ہی
- کوئی ہنس رہی کوئی رو رہا ہے
کوئی پار رہی کوئی کھو رہا ہے
- کوئی ناک میں ہو کسے غفلت
کوئی جاگتا ہو کوئی سو رہا ہے
- کہیں نا امید نے بجلی گرائی
کوئی بیج امید کے بو رہا ہے
- اسی سوچ میں میں رہتا ہوں کبر
یہ کیا ہو رہا ہو کیوں تو رہا ہے

| | |
|---|------|
| دل توڑ پامس کے عقل پہ قابو نہ سہی | ۱۲۷۴ |
| اشد کی تلاش جو ہو کھو بھی جائے | ۱۲۷۵ |
| بیداری جو اس نے ظلمت کدے میں بار | |
| اے چرخ مجھے دیر سے اکراہ کہاں ہی | ۱۲۷۶ |
| اسلام کے دعویٰ میں باز آتا ہوں صاحب | |
| سرس میں میں اخل نہیں ہوں قوم کا خادم | |
| فنائن رہ گئے وہ ہیں نہ انکا چاہ باقی ہی | ۱۲۷۷ |
| مجھے دشوار ہی ان غافلوں کا ہم نوا ہونا | |
| وہ قبلہ رو ہیں جنہیں رو براہ ہونا ہے | ۱۲۷۸ |
| جو آج ساکت و خائف ہیں ساتھ طاعت کے | |
| خرد نے ذہن کی حالت تباہ پائی ہی | ۱۲۷۹ |
| رہا نہ ہوش میں تقویٰ جدھر آٹھیں آنکھیں | |
| یہ عشق ہی ہو کہ منزل ہو جسکی آلا اللہ | |
| و غطا احسا دکھواہ نہیں ہو نہ سہی | ۱۲۸۰ |
| شب غفلت میں نہ ہو روز ازل کا پرتو | |
| ہو گد ام آپ کا مسجد کی خدمت کیا ہی | |
| ہو پر پس پائے قلم کیلئے سو جو دے دست | |
| جسکے سینے میں دل آگاہ ہو | ۱۲۸۱ |
| منزل تو می سے آتی ہو صدا | |
| شہرت قیس فتح حاصل ہے ارسطو نہ سہی | |
| جو کہہ ہے ہیں آپ ہی ہو بھی جائے | |
| افسانہ سن لیا ہی تو اب سو بھی جائے | |
| لیکن بت خود میں کی طرف وہ کہاں ہی | |
| یہ کون بتائے تھیں اللہ کہاں ہی | |
| چندوں کی فقط آس ہو خواہ کہاں ہی | |
| وہی دنیا نے فانی ہو وہی اللہ باقی ہی | |
| مے سینے میں جیتک یہ دل آگاہ باقی ہی | |
| بہک گئے ہیں وہ جن کو تباہ ہونا ہی | |
| اشیں کو حشر میں سب پر گواہ ہونا ہی | |
| خدا کے نام میں دل نے پناہ پائی ہی | |
| بیت حسین نے غضب کی نگاہ پائی ہی | |
| خرد نے صرف رہ کلا لہ پائی ہی | |
| تم سلامت ہو اللہ نہیں ہے نہ سہی | |
| لب بلی کا تو بے ماہ نہیں ہی نہ سہی | |
| پیٹ تو ہے دل آگاہ نہیں ہی نہ سہی | |
| سر کو سجدے سے آگواہ نہیں ہی نہ سہی | |
| اُس کے لب پر اللہ ہی اللہ ہی | |
| جو نہیں ہے قبلہ رو گمراہ ہی | |

| | | |
|------|--|---|
| | ساری دنیا کو چھوٹے بہر حق | ساری دنیا میں سی کی واہ ہے |
| | لا الہ الا انہ اسان ہر سائنس میں | فلسفے میں کل الا اللہ ہے |
| | قبر پر کراک نعش کی نظر | بھڑستی کی نہیں پر تھاہ ہے |
| | دور قرآن و تجارت ہو چکا | اب بنداری ہو یا تنخواہ ہے |
| ۱۲۸۲ | حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی | اب ہر جمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی |
| ۱۲۸۳ | قدم شوق بٹھے راہ لے یا نہ لے | اسوار ترک کر اللہ لے یا نہ لے |
| ۱۲۸۴ | جلالہ جب شعلہ تیر تو دھن ہو نہ پناہ کسکی | یہ کسکے معنی ہوئے ہر بات صیورتیں میں گواہ کسکی |
| | چشم لیلی کہاں آئی قلیب جنوں کہاں ابھرا | جو باخبر میں نہیں خبر ہو گا کسکی ہو آہ کسکی |
| | جمال فطرت کو لاکھ پر تو قبول پر تو کی لاکھ شکلیں | طریق عرفان میں کیا تباہوت راہ کسکی ہاہ کسکی |
| | یہ کسکے عشق و مکا سامنا ہو کہ لذت ہوش ہوئی کم | خودی کو کچھ بوجھلا ہوئی غل چپی ہو پھر نگاہ کسکی |
| ۱۲۸۸ | قدم رکھتا ہو وہ اسمیں جسے جو داہ ملتی ہے | صد اقت ہو تو ہر سو داہ خاطر خواہ ملتی ہے |
| ۱۲۸۹ | اب زبان ساکت ہو خوف سامع بدخواہ سے | دل یہ کہتا ہو بلیگی چپ کی داد اللہ سے |
| ۱۲۹۰ | اب کہاں ہ راحت بخواہ اٹھتے بیٹھتے | کر لیا کرتے ہیں یا اللہ اٹھتے بیٹھتے |
| | ابتدا میں غفلتوں پر واہ ہے | انتہا میں اللہ ہی اللہ ہے |
| ۱۲۹۲ | حیو کار اس بزم میں ہر شمع ہر پردانہ ہے | حسرت افسوس جو صرف قصہ و افسانہ ہے |
| ۱۲۹۶ | ہیں مست اس مے میں جو ہم نے چکھ لیا ہے | صراف کی نظر نے ہلکو پر کھ لیا ہے |
| | اغیار کے عمل کو ہونے کچھ اور میداں | ہلکو تو اب فلک نے کالج پر کھ لیا ہے |
| ۱۲۹۸ | دل میں تو نصف عقیدت کو کبھی اہ نہ ہے | کوئی کچھ ہے نہیں سکتا اگر اللہ نہ ہے |
| ۱۲۹۹ | شاعر جو لازم ہو اگر ذوقانیتیں سکا ہو لقب | بوجھ کو یہ کیوں تو ضعیف سنو نہ خواہ ہی دو وہ کی |

- ۱۳۰۱ میں تو کہتا ہوں کہ یارو اللہ ہی اللہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو میں اللہ کے سوا بات ثانی میں نے یہ کہہ کر وقت احتیاج
- ۱۳۰۲ نہیں وقوع حوادث میں کچھ بیاں غلطی ہزار بار جو وقت گذشتہ پھر آئے
- ۱۳۰۳ خدا کی یاد ہو طاقت ہماری ہمارا حوصن ہو ترک منا ہی
- ۱۳۰۴ ہمارا فیض ہو اخلاق حسنہ بلند اپنی نظر ہو فضل حق سے
- ۱۳۰۵ اسکا پسینا ہو اور اسکے میں بھجائے اس خوان مغربی سے پتہ ہو کون لیکن
- ۱۳۰۶ ہر ہولے چمن دہر انھیں کے منہ پر آپکے عارض کے آگے کیا جھے گا اسکا رنگ
- ۱۳۰۷ ہو چکا بسمل۔ کہاں تک فرس ہو واریر وہ کی طاقت نہیں اب بھگ کو مرنے دیجئے
- ۱۳۰۸ جی رہا ہوں میں فقط اب انتظار رہ گیا میں سانس لینا رہ گیا ہے جان دینے کے لیے
- ۱۳۰۹ عبث اظہار خودی میں ہو یہ مستی میری وقت کے ساتھ آرہی ہے ہستی میری
- ۱۳۱۰ خصر خاشاک بھی ہو جاتے ہیں شعلے سے بلند سوز باطن کے نہونے سے ہر پستی میری
- ۱۳۱۱ حریفوں کے لیے ہر گنا مہم شوق قوافی ہو یہاں نشائے دل کو آہ کا مصرعہ کافیا ہو
- ۱۳۱۲ کہا جب میں ہوں بیاتیری چشم نقاں کا بہت طنناز نے ہنس کر کہا اللہ شافی ہے
- ۱۳۱۳ ان نگہوں بہت نیکیاں فطرت کی دیکھی ہیں مے دل نے ہمارے علم حیرت کی دیکھی ہیں

- خود ناتوان مضطر اوروں کے رنگ پھیلے
 غم و شادی کی نیرنگی دلیل خود پرستی ہے
 ۱۲۱۲ کرکھیں کیا کسی کو کیا ہو رہیں کسی کے
 وہی دل خوب ہو جسکو فقط ہستی کی مستی ہو
 بجز کے ساتھ لب کشائی کی
 داد دیدی مگر حسد رائی کی
 ہر قدم کہتا ہو تو آیا ہو جانے کے لیے
 کیا مجھے خوش آئے یہ حیرت سے آئے بے ثبات
 ۱۳۱۴ منزل ہستی نہیں دل لگانے کے لیے
 ہوش اڑنے کیلئے ہو جان جانے کے لیے
 کیا بٹھے اس نرم میں نکھیر اٹھانے کے لیے
 بدلیاں اٹھیں مگر مجبلی گرانے کے لیے
 خود ہوئی قید اسکو سینے سے لگانے کے لیے
 یاد پھر مجھکو دلانا بھول جانے کے لیے
 جان ہی باقی نہیں بدل لگانے کے لیے
 میں ہوں پیٹے کیلئے اور وہ میں کھانے کے لیے
 جو کیا تھا یاد سب تھا بھول جانے کے لیے
 خوش دل کافی ہو۔ اکبر تار اڑانے کے لیے
 جن کو تم حاصل کرو روٹی کمانے کے لیے
 ۱۳۱۸ کہ اکثر ہوسن ہو جاتا ہی باہر پہنچے جاے سے
 ۱۳۱۹ انجن میں ہوں مگر عالم تنہائی ہے
 یہ اداسی تو نمازوں کی قضا آئی ہے
 آنکھ نہ گس کی ہو سوسن نے زبان لٹی ہے
 نہ شامائی ہے
 حسن بیت یہ ہو تو اب یاد خدا کی نہیں خیر
 محو حیرت وہ ہو اسپر ہو غموشی کی ہزار

طلب عشق کا اک جوش ہو فطرت عیاں
 عشوہ دہر سے ہیں ست بدن میں جانیں
 جس طرف دیکھئے طوفان خود آرائی ہے
 یہ مصیبت ناتواں لے کبھی دیکھتی تھی
 کم ہیں جو سوچ رہی ہیں کہ فضالائی ہے
 بے حواسی میں ہیں کچھ سمجھا نہیں لے سمنشیں
 پہلے بھی تکلیف اس کو تھی مگر ایسی تھی
 فلسفی کی بات بھی میں نے سنی واعط کی بھی
 کیا دل پر غم مرا ٹپا تھا یہ بجلی نہ تھی
 مری دنیا جو تھی وہ ہو چکی کل اک کمائی تھی
 جانب حق رہنا وہ بھی نہ تھی یہ بھی تھی
 مری دنیا جو تھی وہ ہو چکی کل اک کمائی تھی
 کوئی کتا ہو فانی ہے میں کتا ہوں فانی تھی
 عدو کی کید ہو حامی تو بے کسی ادلی
 جو عمل ذوق شکن ہو فراق ہی ادلی
 رقیب شریف کٹ دیں تو عشق ہو تسلیم
 یہی ہو عشق تو اب ترک عاشقی ادلی
 یہی ہو خوب مناسب یہی ادلی
 نظام مدعی رہبری کو دیکھ اکبر
 اندر تک یہ مباحث غلط ہیں مشری سے
 انکو ہی کیا تعلق وحدت کی مشری سے
 رہ قصود میں ہم بھی کبھی انجن چلائے تھے
 گھر پتھر کے کوڑکے عرصہ بت بھونکے جاتے تھے
 کمر بستہ خلوص دل سے حاضر رہ تری خدمت
 ذرا سیر بہار عالم فانی کی ٹھہرے گی
 حجاب کثرت کو دور کرنا ہے زمیں کا سے
 اب میری زندگی میں نہیں نور انبساط
 یہ شمع جل رہی ہے مگر ہے کبھی ہوئی
 جو کچھ کہے گا ہو گی ہماری کسی ہوئی
 جس پر تنگی سخت مصیبت زمانے میں
 میں کیا کہوں گا ہے یہ خدا کی کہی ہوئی
 سب کو فنا خدا کو بقا بات حق یہ ہے
 لی میری جان سی لے کہ تھی جسکی دی ہوئی
 مرنے میں اس خیال سے تسکین ہو بہت

۱۳۲۱

۱۳۲۲

۱۳۲۳

۱۳۲۴

۱۳۲۵

۱۳۲۶

۱۳۲۸

میری نگاہ شوق پڑی خوش ہوئے یہ بت
 ۱۳۳۰ مٹ گئے ہیں مگر اک نقش ابھی باقی ہے
 آنکھ سے نور گیارہ دل سے گیا صبر و قرار
 ان مصائب میں بھی یوں نہیں مچیں اکبر
 ۱۳۳۱ فغان و آہ کی لذت جو دل پہ تو ملے
 وہ باغ حسن میں لیکن ہر بند غمچہ لب
 ہوئی جو صلح تو اب احتیاط کیسی
 میں شکوہ کرتا تھا اسوجہ سے نہ ملتے تھے
 کھجا رہا ہے تو زخموں کو اپنے لے اکبر
 ۱۳۳۲ زبانیں بحث میں لکھی ہیں شیر دل چھائی ہو
 ۱۳۳۳ شکل طہینان کم اس عالم فانی میں ہے
 دولت دنیا کی کیا لذت ہے اہل جو رکھو
 حضرت اکبر کو مشکل ہو بیان حال
 ۱۳۳۴ ہند میں تو مذہبی حالت ہو اب ناگفتہ بہ
 اک ڈنویں کھا گیا اتنا کہ نکلے تن سے جاں
 اپنے میلان طبعیت پر جو کی میں نے نظر
 نجد میں بھی مغربی تعلیم جاری ہو گئی
 ساز عیش مغربی کی دلنوازی کچھ نہ بوجھ
 ۱۳۳۵ اس آئین میں کر راجت نصیب کس کو
 اک چیز نفست لگ گئی ان کو پڑی ہوئی
 ۱۳۳۶ آنکھ یوں ہو شوریدہ سری باقی ہے
 جان بھی جسم سے خصلت ہو ہی باقی ہے
 قید مستی سے رہائی کی خوشی باقی ہے
 ۱۳۳۷ نشان نکھت گل جب کلی کھلے تو ملے
 مزاجین کا اگر یہ کلی کھلے تو ملے
 تکلفات کو تہ یکجہ ملے تو ملے
 جو ترک کر دیے ہیں وہ بکھے تو ملے
 پر اس کا لطف کوئی زخم اگر چھلے تو ملے
 ۱۳۳۸ حدیثوں میں ارباب ہیں حوادث میں خدائی ہو
 کامیابی بھی جہاں ہو اک پریشانی میں ہو
 ساری قوت فخر جیب اسکی نگہبانی میں ہو
 گو یہ سنتا ہوں کمال ان کو سخن دانی میں ہو
 ۱۳۳۹ مولوی کی مولوی سے رو بکاری ہو گئی
 خدمت قومی میں بائے جان شاری ہو گئی
 آپ ہی اپنی مجھے بے اعتباری ہو گئی
 لیلی و محنوں میں آخر فوجداری ہو گئی
 ۱۳۴۰ میں نے جس مس کو یہاں چھیرا تیری ہو گئی
 پرودہ بھی ہے گما اور شمع بھی بنے گی

دنیا اُبھارتی ہو آج اپنے عاشقوں کو
 دنیا کی آرزو سے خالق بجائے دل کو
 عبرت زدہ جو دل ہو ارمان ہمیں کیسے
 جنت بنا سکے گا ہرگز کوئی نہ اُس کو
 بس عشق و وفا ہی کی مے دل میں ٹھنی ہو
 پیرے نے میاں ہر کو بنا رکھا ہر اب تک
 ہے زندگی اُسی کی فخر جان فانی
 طوفانِ جوشِ دل کی نسویراں کھلا کر
 ہستی آخرت سے امید ہے بہت کچھ
 رکھی رہی نصیحت نافذ ہوئی مستیت
 جہاں تک اپنے لئے ہوئے میں کی مستی ہو
 نہیں ہو نشہ وحدت میں غف زلفِ تباں
 نہ بھول شہرِ غموشی کا نقشہ اے کلج
 بتوں کو مجھ سے توقع ہو مدح کی اکبر
 نہایت فکر گو مذہب کو ہر خوش انتظامی کی
 طلبِ تحسین کی کیوں تجھ کو ہر ہم حریفان
 تمھارا انتظام دل گر روشن نہیں اکبر
 اللہ اللہ کتنی نازک وہ زنجیلی ہو گئی
 سایہ مغربِ بیخِ قِ دل پھیلا تو پاؤں
 مرجائینگے تو رنکا کل نام بھی نہ لے گی
 پیدا ہوئی تو پی کر خونِ جگر پلے گی
 بجلی گری ہو چہرہ وہ شاخ کیا پھلے گی
 دنیا یونہی چلی ہے اکبر یونہی چلے گی
 ناصح کی میں سنتا نہیں ہو جو شہدنی ہو
 بگڑی ہوئی حالت ہو مگر بات سنی ہو
 جسے فنا کو سمجھا مرنے کی قدر جانی
 موتی میں کیا دھڑکی بس ایک بوند بانی
 بہتر کشد زاوَلِ نقاشِ نقشِ ثانی
 کسے سنی کسی کی اور کس نے کسی مانی
 جو کچھ خدا کے لئے ہوں وہ اصل ہستی ہو
 جو ہوش میں ہیں یہ ظالم اُغیوں کو دستی ہو
 خیال رکھ کہ یہی شہری کی سستی ہو
 یہ سن لیا ہے کہ اُردو زبان سستی ہو
 نہیں ہو موت کر پروا کچھ اپنی نیکنامی کو
 سر و طبع خود ہو دیا دتیری خوش کلامی کو
 تو میتوں کو نہ چمکائینگے ترکیبیں نظامی کو
 نام ہی ہو سے کا سنکر نیلی سلی ہو گئی
 چار ہی دن میں مگر پتلون ڈھیلی ہو گئی

۱۳۳۸

۱۳۳۹

۱۳۴۰

۱۳۴۱

۱۳۴۲

- ۱۳۴۴ جماعت منتشر ہو فطرتی مجلس قیامی ہے
زبانیں بند کر دو دل کے اندر حس تو باقی ہو
- ۱۳۴۵ اسی کا رنگ حیرت دیکھ کر پہلا میں گئے دنگو
چمن سے گل اگر خضعت ہو اگر حس تو باقی ہو
- ۱۳۴۶ یہ مصرعہ قافیہ ہی کیلئے ہو خوب لے اکبر
جو اچڑا لکھنو کچھ غم نہیں پیرس تو باقی ہو
- ۱۳۴۷ بلا ناخاک میں فطرت جب پنی دل لگی سمجھے
تعب ہو کہ تو اس زندگی کو زندگی سمجھے
- ۱۳۴۸ یہ عجیب عمل ہو عجیب اثر عجیب نقش بھرے گئے
جو بچے بہت تو بچے ذرا جو کھری کھی تو دھری گئے
- ۱۳۴۹ تری بزم اکبر خوش بیاں ہو محل فرحت و ہواں
جو ملول لے وہ خوش گئے جو فسرہ لے ہے گئے
- ۱۳۵۰ قومی ترقیوں کی زمانے میں دھوم ہے
مردانے سے زیادہ زنا نے میں دھوم ہے
- ۱۳۵۱ تیزیاں کرتے ہیں قانون بدلنے والے
رحمتیں سہتے ہیں قانون پہ چلنے والے
- ۱۳۵۲ ادھر فریاد پیل ہو کہ یہ سب رنگ فانی ہیں
اُدھر دونا ہو شبنم کا کہ گل کی سینہ ہی کیسی
- ۱۳۵۳ کبھی خواں فلک کوئی نعمت میں چلے گئی تھی
مگر یہ بھی نہیں داب کہ لذت اُسکی تھی کیسی
- ۱۳۵۴ تماشاے جہاں ابے خبر تجھ کو مبارک ہو
یہاں لہ لہ حسرت سے بھرا ہو دل لگی کیسی
- ۱۳۵۵ جہاں گھر تھا وہاں تیریں جہاں ل تھا وہاں شعلے
یہ ماتم خیز منظر سامنے ہو خوش دلی کیسی
- ۱۳۵۶ گلِ مضمون سے اکبر رنگِ نوں لپکتا ہو
تری حالت یہ کیا ہو یہ غزل تو نے کسی کیسی
- ۱۳۵۷ نہ سہی لطفِ لہم گئی ہی سہی
شیخ صاحبِ ہمت جی ہی سہی
- ۱۳۵۸ زندگی کو ضرور ہے اک شغل
خیر یا فعل لیڈری ہی سہی
- ۱۳۵۹ دینِ آخرت کا و اعظ دنیا ہوس کی بانی
جھگڑے میں پڑ گئی ہے انساں کی زندگی
- ۱۳۶۰ الفاظ سے نہیں ہو تسکین اُسکے دل کو
اکبر یہ رحم فرما لے حنا تو معافی
- ۱۳۶۱ قصیدے سے نہ چلتا ہو نہ یہ دہے سے چلتا ہو
سمجھ لو خوب کارِ سلطنت لوہے سے چلتا ہو
- ۱۳۶۲ کبر بھی شرک ہی کی مستی ہے
خود پرستی بھی بت پرستی ہے

بھڑکے دید کا بہ خوشی سید جو گرجی نہیں گئے
 ہاں کا فم راٹھرا ہو گا بسکٹ کو چھو جی نہیں گئے
 مشتاق نہیں میں زندگی کے
 مرنا ہی تو کیا کریں گے جی کے
 پائی نہ کسی میں بو و فانی
 چاہا تھا کہ ہو میں کسی کے
 توحید کا مسئلہ ہر صلی
 باقی میں شگوفے ہسٹری کے
 رندی کس کام کی یہ اکبر
 ملے نہیں جب کسی پی کے
 گل ہوا چاہتی ہر شمع حیات
 اب خدا ہی سے لو لگائی ہے
 تعارف باہمی مخلوق کا تاریک و ناقص ہو
 خدا ہی کو پوری آگاہی ہر اپنے بندے سے
 صرف اللہ ہی کی یاد میں سستی اچھی
 خود پرستی سے مگر گور پرستی اچھی
 دامن گل پھیل کر اس باغ سے کیا لے گئے
 ہو گئے نذر خزاں اور دانغ حسرت لے گئے
 مردوں پر تو نہیں روتے میں اپنے حال پر
 نہ کیوں پر ہو مہیبت جو گئے اچھے گئے
 صورت فانی سے آخر کیوں نہ پہچانے گئے
 مجھ کو حیرت ہو کہ یہ بت کیوں خدا مانے گئے
 بزم دنیا میں فقط صحبت پرستی رہ گئی
 وہ جمال شاہد معنے کے دیوانے گئے
 اک زمانے میں تو آہش تھی کہ جانیں ہر کو لوگ
 اب رہنا ہو کہ ہم کیوں استعد جانے گئے
 بوئے چیر اسی جو میں پہنچا بہ امید سلام
 پھانکے خاک کا پ بھی صاحب کھانے گئے
 مجھ میں اظہار محبت انہیں اظہار کمال
 میں ہاں روئے گیا اور وہ کہیں کانے گئے
 کامیابی ہو گئی تو بے وقوفی پر بھی ناز
 اور جو ناکامی ہوئی تو عقل بھی شرمندہ ہو
 شیخ صاحب آب کو شیریں مقالی چاہیئے
 وعظ اللہ چاہیئے اور خوش خیالی چاہیئے
 طعن میں غمے میں بخوی میں نہیں ہو بہتری
 تنہائی میں لگے ہزار محبت میں لڑائی ہو فانی
 دنیا کی روش کوئی سی بھی کچھ سہیں لائی ہوئی ہو

۱۳۵۵

۱۳۵۹

۱۳۵۹

۱۳۶۲

۱۳۶۳

۱۳۶۸

۱۳۶۹

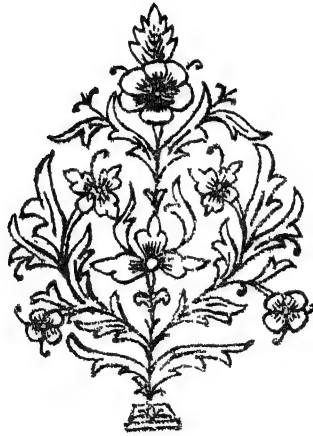
۱۳۷۰

- ۱۳۷۱ پرستش اس بیت عیار کی کسکو خوش آتی ہے کوئی کیا شوق سے کرتا ہو مجبوری کر راتی ہے
- ۱۳۷۲ ہمارے ذہن کو اس طبع اکبر پرستی ہے خوش اخلاقی عبادت ہو خوشامد بت پرستی ہو
- ۱۳۷۳ چمکا کھڑا ہوں اپنی تباہی کے سامنے کہنا جو ہو کموں کا خدا ہی کے سامنے
- ۱۳۷۴ ہوں ہر نفس میں اپنے خدا ہی کے سامنے کیسی دلیل دل کی گو اہی کے سامنے
- ۱۳۷۵ میں کسی بات کا نہیں خوگر صرف عادت ہو سانس لینے کی
- ۱۳۷۶ اٹکو بسکٹ کیلئے سوچی کی بھیلی مل گئی کمپ میں غل چم گیا مجنوں کو بھیلی مل گئی
- ۱۳۷۸ پڑے ہیں بستر غم پر نہ دانا ہے نہ پانی ہو فطرت تک اٹھ نہیں سکتی یہ روز ناتوانی ہو
- ۱۳۷۹ چمن کا رنگ جوش موسم گل میں محاذ اللہ خدا حافظ نکا ہوں کا حسینوں کی جونی ہو
- ۱۳۸۰ قدر دان طرز وضع عہد شاہی کون ہو لاکھ تنے آپ کو اب پوچھتا ہی کون ہو
- ۱۳۸۱ اب میں چند میت غرق بھی کرونگا نذر قوم ستر کیسا میری جانب دیکھتا ہی کون ہو
- ۱۳۸۲ لیڈروں کی دھوم ہو اور فالو کوئی نہیں سب تو جنرل ہیں یہاں آخر سپاہی کون ہو
- ۱۳۸۳ اُسے بوسا مانگتا ہوں ان سے وود بت بھی مجھ سے تنگ ہیں اور شیخ بھی
- ۱۳۸۴ تھے معزز شخص لیکن انکی لائف کیا لکھوں گفتنی دریغ گزٹ باقی جو ہے ناگفتنی
- ۱۳۸۵ نفس سے بچنے کی انسان چارہ جوئی کیا کہے فطرتی رہبر سی ہو اس کو کوئی کیا کرے
- ۱۳۸۶ کاہلی کرنے کی فرصت مل ہی جاتی ہو مجھے رشک آتا ہے عیدم الفرصتی پر وقت کی
- ۱۳۸۷ گردوں ملایا خاک میں بھی وغم بھی گھیر غفلت با اینہما اکثر ازل کچھ روز تھے اور خوش بھی ہے
- ۱۳۸۸ صیاد ہنر دکھلا اگر تعلیم سے سب کچھ ممکن ہو بلبیل کیلئے کیا مشکل ہو تو بھی سزا و خوش بھی ہے
- ۱۳۸۹ شکم سے حضرت انسان نجات پانہ سے اب اپنے پیٹ میں ہیں پہلے ماسک پیٹ میں تھے
- ۱۳۹۰ عالم وحدت میں کثرت رنگ دکھلانے لگی ہوش کے غمروں سے میں میں کی صدا آئے لگی

| | |
|--|------|
| حضرت اکبر نے فرمایا یہ خوب | ۱۳۹۵ |
| عذر ہلکے کچھ غلامی میں نہیں | |
| داد کے قابل ہو یہ فرزانگی | |
| ہو فقط تکلیف دہ بیگانگی | |
| موج ہو دل میں مئے قافیہ پیائی کی | ۱۳۹۶ |
| جا کے گنگا پر کہا کرتا ہوں جے مائی کی | |
| آنکھیں ساقی کی تھیں سیلی | ۱۳۹۷ |
| اب تک میں سچا تھا آج پی نی | |
| پھاٹے مغرب نقاب نسواں | |
| مشرق نے تو آنکھ اپنی سی لی | |
| بولی فطرت دل و زباں دکھو | |
| یہ ہمارا ہے وہ تمھاری ہے | |
| ذمہ داری پیش خلق اُس پر | |
| اس کا شاہد جناب باری ہے | |
| اب ہو سادوں کا سماں اور ہو جلائی ہے | ۱۴۰۰ |
| یہ ہو خوب کہ بیٹے کی بھی بولائی ہے | |
| قوتِ ایماں سے کہ نہ دسب کو سمجھاتی ہے | ۱۴۰۲ |
| نیکیاں کثرت سے ہوں مخلو بیت جاتی ہے | |
| ہم سے چھین کر ہو گئی بزم ترقی کے سپرد | ۱۴۰۳ |
| سچ کہا مرنے اب آرد وہی کورٹ ہو گئی | |
| خوشامد ہو بجا دانست ہو چغلی | ۱۴۰۵ |
| دل و دیں کی بیشک تباہی ہو | |
| فسادات کے تم نہ حامی ہو ہرگز | |
| گورنٹ کی خیر خواہی یہی ہے | |
| بہتر سمجھے ہو تم جو خاموشی کو | ۱۴۰۶ |
| یہ بھی نہ کہو کہ خاموشی بہتر ہے | |
| غفلتوں کا خوب دیکھا ہو تماشا دہریہ | ۱۴۰۷ |
| خانہ دل کو مے توڑا تو کیا ایسی نمود | |
| چشم بد و روپ تو ہیں مسجدیں ڈھائے ہوئے | |
| سیدھے صاحب کے یہاں دی ہو زندوں کو نوید | |
| اچھے اچھے طائفے ہیں تنہا میں آئے ہوئے | |
| بانی جی نے سچ کہا لاؤ کوئی تازہ غزل | |
| گیت کیا گاؤں گراموں میں گائے ہوئے | |
| ہو چکی دو دن کی شادابی اڑا رنگ بہار | |
| پھول میں سوکھے ہوئے غنچے ہیں جھجائے ہوئے | |
| شیریں نے شتر بن کے اٹھا ہوا اٹھا بار | ۱۴۰۸ |
| بکری بنے ہوئے ہیں طرفدار گائے کے | |

- فاتح کے سامنے نہیں رہتے تعقبات
اچھے وہی جو شوقِ آسمی میں محو ہیں
۱۳۶۹ آخر میطیع ہوتے ہیں سب اسکی رائے کے
تم کہہ ہی کیا ہے ہو بجز ہائے ہائے کے
۱۳۷۰ قضا پر رہی ہوں جس میں ہم مغربی بوجھ نہیں
۱۳۷۱ ادب کے قابل ہوں اسکی مستی شراب گردہ پئے نہیں
اک مرض بن کر مسلط ہو بلائے زندگی
دنیا کا ذریعہ رنگ دیکھ ایک ایک کو کھائے جاتا ہے
۱۳۷۲ انسان کی غفلت کم نہ ہوئی قانون کی عبرت
اسکو خبر کچھ اسکی ہو اسکو نہ کچھ پروا اس کی
کچھ سوچ نہیں کچھ ہوش نہیں فتون کے سو کچھ نہیں
بہار بے بقا پر ناز کیسا اور خوشی کیسی
خلاف بخودی کیوں یہ عطرِ حضرت و اعظم
۱۳۷۳ نہ پوچھا تیس لیلی نے کچھ جھکوبی چھا تھا
خدا کے ساتھ ہونیکا تعین شکل سے آتا ہے
جب خوب کیا کا کوئی موقع نہ نکالا تو
قرآن پڑھ کے میری توقا کم ہوئی یہ رائے
۱۳۷۴ گردن کشی کرینگے عرب میل ب اونٹ بھی
لے فلک نگلش درمن ہوں مبارک جھکو
۱۳۷۵ مذہب دبا ہوا نہو فکر معاش سے
جو حال کے جاننے والے تھے صوفی ہو گئے
۱۳۷۶ نہ مصنف خود ان توانی کو الکل ٹھیک نہیں بھتا۔
۱۳۷۷

شیراز شرق کا اُنھیں منظور ہو شکار
 ۱۴۱۸
 مٹھ نقلی کو بجے میں سزا کیسی ملی
 ۱۴۱۹
 اُس نے بھی لیکن ادب کر دیا یہ التماس
 ۲۰/۵
 بھینسے بندھے ہوئے ہیں ترقی کے شوق کے
 شرح اسکی نامناسب ہو ملی جیسی ملی
 چارہ کیا تھا اے خدا تعلیم ہی ایسی ملی



قطعات

- ۱۴۲۰ ابتدا دُعا عالم ہستی میں میں سیہوش تھا ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
- ۱۴۲۱ پھر مصائب اور فتنے کے تجربے پیہم ہوئے بعد ازاں جیتک جیا مغموم تھا خاموش تھا
- ۱۴۲۲ اک بحر بے کراں ہو جواوٹ کا سلسلا اُلجھا جو ذہن اس میں وہ دیوانہ ہو گیا
- ۱۴۲۳ اُنٹھے مورخین زمانے میں گم ہوئے افسانہ گوچر تھا وہ خود افسانہ ہو گیا
- ۱۴۲۴ فنا کے سامنے ہم کیا ہماری ہستی کیا برائے نام مگر اک نشان پاہی لیا
- ۱۴۲۵ ہوا جو ہم نفسِ قطرہ بن گئی دم بھر حباب نے بھی خودی کا فرّا اٹھا ہی لیا
- ۱۴۲۶ ہوئی تدبیر کفر آمیز سے بدتر مری حالت بجار ہو جھکوا اس تاریک باطن کا کلا کرنا
- ۱۴۲۷ پریشانی کو انفعی کر دیا زلفوں کو سلجھا کر بلا کو سخت تر کرنا ہے اصلاحِ بلا کرنا
- ۱۴۲۸ شوق اگر یہ ہو کہ ہوتی ہے صحت پیدا تہ تکلف نہ کیا تکتے رغبت پیدا
- ۱۴۲۹ گھر میں احساسِ ضرورت ہو تو بازار کو جا کر نہ بازار میں تو جا کے ضرورت پیدا
- ۱۴۳۰ پیٹ سے دل نے کہا درجہ ہمارا ہو بڑا سا غر جشید ہم ہیں تو ہے بنے کا گھڑا
- ۱۴۳۱ پیٹ بولا اصطلاحیں ہی سب نسخہ ہیں ہم ہیں بغیری گد ام اور تو ہو شرفی چھوڑا
- ۱۴۳۲ تمکین اک نشان ہے عصمت کی آن کا پردا بس اس کا ظہور ہے عورت کی شان کا
- ۱۴۳۳ پردا تو اس کا حق ہے نہیں اُن پہ جبر کچھ آیا ہو اُن پہ وقت یہ سخت امتحان کا
- ۱۴۳۴ شوخی مفرنی کے منبر پر اب میں بہت گا بک مگر حشر ہے جیا کی کان کا
- ۱۴۳۵ یہ تہمتے نہیں ہم کہ گردوں نے ہم کو مسلمان ہونے کا شائق نہ رکھا

مگر یہ کہ اوصاف دنیا نے ہم کو مسلمان بہنے کے لائق نہ رکھا

۱۳۲۸

انتظامی بات یہ ہوتی آئی ہو یہ نہیں اسکا کیا شکوہ کہ انکو ہم پر غالب کر دیا

۱۳۲۹

ہاں یہ ہوا فسوس ہم سے چین کیا صبر قرار طالب حق کو نالکے اُن کا طالب کر دیا

کہا بقراط سے دنیا میں کیوں آیا تو لے دانا کہا اُس نے کہ میں لایا گیا مجھ کو پڑا آنا

کہا کیوں کر بسر کی عمر بولا ساتھ حیرت کے کہا کیا جانا بولا کچھ نہیں جانا یہی جانا

مرگ ہاشم ۱۳۹۱ء

۱۳۳۰

اک زمانا تھا کہ مجھ کو اپنے دل پر ناز تھا ہر صیبت میں وہ میرا منوس دمساز تھا

بنیم ہستی میں کدورت سے رہا کرتا تھا پاک گو جودت کیلئے اک فرش پا انداز تھا

میرے ہر اندیشہ مضطر کا تھا وہ عکسار ہر نفس میں لے وہ گوش برآواز تھا

انقلاب دہرے بے اعتنائی تھی اُسے اس میں حیرت آفرینی تھی تو یہ طنز تھا

برق بیتابی بنا جو صبر میں ممتداز تھا پیش آیا ناگہاں وہ اک فراق روح سوز

اب وہی آرام جاں اک زخم پہلو ہو گیا کیا یہی وہ دل ہے اکبر مجھ کو جس ناز تھا

ہاں وہی لہو کہے گا تجھ سے اک ناز سے تیرا صدمہ غوبی انجسام کا آغا ز تھا

فریاد مجنونانہ

۱۳۳۱

جس سے میری زندگی تھی مر گیا کیوں رکھا چرخ نے بار بار تم مجھ پر کیا کیوں کر رکھا

واقعات جاگزا کا کیوں ہوا ایسا قوی کیوں نہیری آہ سے قانون فطرت رکھا

بھلا سائنس کیا سمجھے نزاکت شوق عاشق کی کہاں فوتو سے وہ کھلا دیسے دھیل ماں تھا

۱۳۳۲

| | | |
|------|---|---|
| ۱۴۳۳ | ہماری آنکھ میں گرجن تھا لیکن عکس بجاں تھا | لیا فوٹو نے زندہ عکس لیکن چشم بجاں میں |
| ۱۴۳۴ | مناسب شوزہ ہی صبر کیسوی و تقویٰ کا | کرین کوشش اگر سوقت میری راتوں میں اکبر |
| ۱۴۳۵ | شام اُسے ایسا اٹھلا دیتی ہو گویا کچھ نہ تھا | صبح کو کھٹا ہوں بیکھول کس طرح کٹتا ہوں دن |
| ۱۴۳۶ | عرصہ ہستی بجز ام روز و فردا کچھ نہ تھا | عمر یوں ہی کٹ گئی آخر ہوا معلوم یہ کو |
| ۱۴۳۷ | نامہ ہے نہ پیغام نہ حصہ ہی نہ بخشہ | اکبر کی خرافات سے نافوش ہوئے ایسے |
| ۱۴۳۸ | لیکن کوئی پوچھے تو کہ پاگل سے بھی خرا | نانا کہ حسینوں کیلئے ناز ہے لازم کو |
| ۱۴۳۹ | سیکھا زبان لے کنا ہندوستان ہمارا | کالج میں ہو چکا جب امتحان ہمارا |
| ۱۴۴۰ | ہندوستان کیسا سارا جہاں ہمارا | بقیے کو کم سمجھ کر اکبر یہ بول اٹھے |
| ۱۴۴۱ | جو کچھ ہے سب خدا کا وہم و گماں ہمارا | لیکن یہ سب غلط ہے کنا یہی ہے لازم |
| ۱۴۴۲ | فوٹو ہے صرف سطح پر پیش نگاہ کا | کل واقعات دہر کہاں ہٹری میں ہیں |
| ۱۴۴۳ | کیا بن سکے چرلے صداقت کی راہ کا | وہ بھی فقط خیال مصنف بہ قید خود |
| ۱۴۴۴ | اُس طرف جا کے فلسفہ پھانکا | اس طرف تو نے ہٹری ٹالی |
| ۱۴۴۵ | نار و جنت کو بھی کبھی جھانکا | لیکن اکبر خیال عجب سے |
| ۱۴۴۶ | زمانہ آپ ہی اُس کو درست کر دیگا | غور توڑ کے منطق کو مست کر دیگا |
| ۱۴۴۷ | خدا ہی صبر کی ہمت کو حُصیت کر دیگا | بلا پہ صبر کرو تم خدا میں ہو |
| ۱۴۴۸ | پھر رات کو عالم ہے وہی بے خبری کا | صد حیف کہ ماہ رمضان ختم ہوا آج |
| ۱۴۴۹ | افسوس کیا نور چہ رازِ محسری کا | اُٹھتے تھے سحر کھانے کو اور جلتی تھیں تمہیں |
| ۱۴۵۰ | آزادی کلام وہ مجھ میں کہاں ہوا اب | میری طرف سے سارا جہاں بدگمان اب |
| ۱۴۵۱ | تین زبان نہیں ہر عرصہ زبان ہوا اب | رکھتی ہیں چھونک چھونک باتیں می قدم |

| | |
|---|-------------|
| کتابوں ہی میں سچائی کی ساری تین پانچ انکی | ۱۲۴۷ |
| بتوں پہنچ کر اس پشت میں خضت ہو یہ سخی | |
| طرح مغرب کو دیکھ کر جو کہے | ۱۲۴۸ |
| کہہ دے قرآن سے بھی وہ یہ بات | |
| در دیر پر میں نے کی ڈنڈوت | ۱۲۴۹ |
| کیا شہر چیلوں نے یہ ہر طرف | |
| کری ہو خوب میں نے نئی روشنی کی جا پرخ | ۱۲۵۰ |
| ان لیڈروں کی شعلہ زبانی سے کیا ہوا | |
| میں نے کہا یہ اپنے خیال خضر سے آج | الف ۱۲۵۰ |
| ہر گام پر جو طاعت حق سے الگ پڑا | |
| ہاں انتشار و جہل کی تکمیل ہو گی جب | |
| شاید کہ مدعا بھی تھا را ہے بس یہی | |
| حیرت سے جھکو دیکھ کے اس خضر نے پڑھا | |
| ستر ازل کہ عارف سالک کہیں گفت | |
| انور سے کہا میں نے کہ خاموش ہو کیوں تم | ۱۲۵۲ |
| بابو کے نہ دمساز نہ یاروں کے ہم آواز | |
| کہنے لگے کیا آپ کو معلوم نہیں ہے | |
| اگر میں بھی باقی کچھ اب دردمند | ۱۲۵۱ |
| بہ بیت لکچر کو از صحت الہند | |
| طریقہ اسکے لیکن! ورس کہنے کی کیا حاجت | |
| عقیدوں کی دوا کالج تقصیب کی دو حاح | |
| باہیں طرح با بایہ ساخت | |
| باہیں شرح با بایہ ساخت | |
| بھری تھی مے دل میں ٹھاکر کی پیت | |
| مہاراج کی جگر و جی کی حیت | |
| مجھ سے بہت نہ کیجئے اب آپ تین پانچ | |
| بانڈی تو سرور گئی مذہب پر آئی آپنچ | |
| بتلاؤ اس روش سے ترقی کی کیا امید | |
| ہوتے رہو گے مرکز قومی سے تم بعید | |
| ہو جاؤ گے بتانِ کلینسا کے تم مرید | |
| ہر چند ابھی ہو درس کے پردے میں ناپید | |
| حافظ کا اک یہ شعر جو معنی کو تھا مفید | |
| در حیرت کہ بادہ فروش از کجا شنید | |
| تقریر نہ تحریر نہ غصہ نہ خوشامد | |
| ماہی میں نہ ممتاز نہ اشتر میں سر آمد | |
| کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد | |
| تو بس پھینکتے ہیں وہ لٹلی کمتد | |
| بہ یک بزم مقدس چندہ دو چند | |

کہاں اب وہ دل اور طبع لبند
 بیک غم و شادی کا نہیں قوم میں جس
 جہیں کہ گئے سعدی ارجمند
 بہ یک نالہ ملکہ بسم برزند
 چشم عقلا سے یہ بصیرت ہوئی مفقود
 ہنسنے پہ بھی تیار ہیں رونے کو بھی موجود
 ۱۳۵۲
 بہار آور دکھارا خزاں برد
 براں زاد و بہاں بود و بزل مر
 خزاں سے جنگ کروں یہ نہیں مجھے سودا
 نفیس تخم بنا رکھو اپنے غمروں کو
 جینے والوں کی ترنگیں میں فقط پیش نظر
 یہی باعث ہو کہ غفلت میں پھنسی ہو دنیا
 ۱۳۵۱
 میں کیا کرونگا عزیز وہ پارٹی لیسکر
 خموش ہو گیا بت کی طرح میں کونسل میں
 ملائے دینگے مذاہب کبھی نہ ایسے سر
 مخالفت سے نہ باز آئے گی دنی دنیا
 ۱۳۵۰
 آنہیں کی جھنپس ہو بھائی کہ جنگی لاٹھی ہو
 نجات کے لئے کافی ہے سید صافی
 گم زمانے کی رونق ہو طفل طبعوں سے
 اگر چہ نام خدا و رسول لیتے ہیں
 طبع کا شغل ہو جو پولنگل

جہیں کہ گئے سعدی ارجمند
 بہ یک نالہ ملکہ بسم برزند
 چشم عقلا سے یہ بصیرت ہوئی مفقود
 ہنسنے پہ بھی تیار ہیں رونے کو بھی موجود
 ۱۳۵۲
 بہار آور دکھارا خزاں برد
 براں زاد و بہاں بود و بزل مر
 خزاں سے جنگ کروں یہ نہیں مجھے سودا
 نفیس تخم بنا رکھو اپنے غمروں کو
 جینے والوں کی ترنگیں میں فقط پیش نظر
 یہی باعث ہو کہ غفلت میں پھنسی ہو دنیا
 ۱۳۵۱
 میں کیا کرونگا عزیز وہ پارٹی لیسکر
 خموش ہو گیا بت کی طرح میں کونسل میں
 ملائے دینگے مذاہب کبھی نہ ایسے سر
 مخالفت سے نہ باز آئے گی دنی دنیا
 ۱۳۵۰
 آنہیں کی جھنپس ہو بھائی کہ جنگی لاٹھی ہو
 نجات کے لئے کافی ہے سید صافی
 گم زمانے کی رونق ہو طفل طبعوں سے
 اگر چہ نام خدا و رسول لیتے ہیں
 طبع کا شغل ہو جو پولنگل

کہ ہر طرف یہ سنو یا احی بیا و بخور
 فقط یہ زور سے دہتی ہے یاد رکھو یہ
 آنہیں کا گانوں ہو اکبر جو بیکیں شاکر
 پیادہ پائی پہ خوش رہا الی اللہ بل انظر
 اندھیری رات ہو اوپھلچھری کی ہو پھیر پھر
 دراصل جزو شکم ہے یہ مذہبی غنہ
 تو نہیں حشم وہ فسانہ سوز

فتنہ انگیز اختلاف میں ہے
وہی اب تک ہر طاقتوں میں نفاق
وہی سامان خانہ جنگی کے
ہر کھلا حرص جنگ دنیا میں
خود فراموش خود فروغ وہی
وہی لیسنس کی طلبگاری
ہاں جو عرفان کھولے دیول
وہی شوق اور وہی اثر موج
دل حق میں کو سلطنت کا سرور
چشم مشتاق کا عروج وہی
وہی عہد الست پیش نظر
ہست مجلس براں قرار کہ بود

کچھ دل سے ہیں کہ جنہیں مضامین کا جوش
ذوق طاعت کا مگر دل میں نہیں ہے پیدا
لغزشیں بظرافت میں جو کچھ آئیں نظر
سرد موسم تھا ہوا میں چل رہی تھیں بن بار
بیت ہوا اگر چہ خیر دایاں کی طرف
مانا کہ پڑھو گے واں پہنچ کر لا حول
بے گزٹ ہو کے جو رہیے تو محلے میں حفر

۱۳۶۲

۱۳۶۳

۱۳۶۴

۱۳۶۵

اُس کے خرمین کا دانہ دانہ ہنوز
وہی انداز حسد اندہ ہنوز
وہی طرز معاندانہ ہنوز
نار و آہن کا کار خانہ ہنوز
وہی سودائے تاجرانہ ہنوز
وہی انکار کا بہانہ ہنوز
ہے نظیر میں ہی زمانہ ہنوز
وہی تیسرا اور وہی نشانہ ہنوز
وہی تسکین عابدانہ ہنوز
اور وہی جوش عارفانہ ہنوز
مستی بادہ شبانہ ہنوز
ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

کچھ زبانیں ہیں دکھائی ہیں جوش
نہ زبانوں پہ دعائیں ہیں آئیں کا جوش
دوستوں سے التجا یہ ہو کریں اسکو معاف
شاید معنی نے اوڑھا ہے ظرافت کا
آنکھیں نہ اٹھاؤ بزم عصیاں کی طرف
جانا ضرور کیا ہے شیطان کی طرف
باگزٹ ہو کے جو چلے تو فرشتوں میں خفیف

| | | |
|------|---|---|
| ۱۳۶۶ | کیسے چکر میں بزرگوں کو پھینا رکھا ہے | حضرت پیر فلک بھی میں عجب ات شریف |
| ۱۳۶۷ | قرآن رہے پیش نظر یہ ہے شریعت | اللہ رہے پیش نظر یہ ہے تصوف |
| ۱۳۶۸ | مقصود تو واحد ہے اگر غور سے دیکھو | عال نہ ہے اسکے سہی کا ہر ماسف |
| ۱۳۶۹ | اکبر سے میں نے پوچھا ہے واعظ طریقت | دنیاے دوس رکھوں میں کس قدر تعلق |
| ۱۳۷۰ | آسنے دیا بلاغت سے یہ جواب بھکو | انگریز کو ہے نیٹو سے جس قدر تعلق |
| ۱۳۷۱ | ترقی خواہ ہی تو صحن سب چھوڑ لے اکبر | کما آسنے ترقی ہی تو خود پیچھے کی مسجد تک |
| ۱۳۷۲ | نودنہ نام ادھر سنانوے کا پھر ادھر بیٹے | انھیں تنہا ایک پنچنا ہو مجھے اللہ واحد تک |
| ۱۳۷۳ | گو کہ دونوں ہی نظر آتے ہیں نیک | ایک ظاہر ایک میں باطن کی ٹیک |
| ۱۳۷۴ | میں نے پوچھا ایک راک کر پوئے | وے جواب ہکا تمھاری طبع نیک |
| ۱۳۷۵ | بے تکلف کہیاد لالنے دو | حضرت صوفی یہ بولے پھر بھی ایک |
| ۱۳۷۶ | سامان پیش کچھ نہ رہا اڑ رہی ہے خاک | اس نعم میں اپنی جان لڑکیوں کردن ہلاک |
| ۱۳۷۷ | میں نے تو بل کے کہیاد اس سال جون میں | ٹٹی اگر نہیں نہ جو جس کم جہان پاک |
| ۱۳۷۸ | ہ سے ہندو سے سلم یہ دونوں ہم | سر پہ انگریزی آ اس ہوئی حالت اہم |
| ۱۳۷۹ | ہو آہم سے جد لیکن محافظ اور میں | اسکے سائے میں ہیں تو تم شال ہوں ہم |
| ۱۳۸۰ | دوست کیونکر ہوں جب ہم خیال ہم مذاق | لیکن اسکا یہ لڑکیوں ہو کہ ہوں دشمن ہم |
| ۱۳۸۱ | اپنا اپنا وقت ہو موقع ہر اور میلان طبع | آپ اپنے شغل میں رہتے اور اپنی نصن میں |
| ۱۳۸۲ | بند رہتے فہم و زور کی اک حد ہر وہ بھی ہیج | کرتا ہو خود وہ اپنی حسد انی کا انتظام |
| ۱۳۸۳ | ان ممبرو نہیں کوئی کدورت نہ ہو ہم | آپس میں بھی کریں یہ صفائی کا انتظام |
| ۱۳۸۴ | خبر کیا انقلاب دہر کی ان نوجوانوں کو | نئی حالت نئی آنکھیں نئے آنکے تیرے ہیں |

بڑی عرس میں جنگی آگنے سینے حال دنیا کا
 گوشتہ جبر قناعت ہی میں ب محفوظ ہوں ۱۲۷۷
 نگاہوں میں نہ رہیں زبانوں پر فسانے ہیں
 گو جہنم کی نظر میں نگ پھیکا ہو مرا
 پاس کا لچ کے جو ہیں ووٹ طلب کرتے ہیں ۱۲۷۸
 شہر سے محروم ہوں تو زہر سے محفوظ ہوں
 عشوہ ہائے عجمی کے وہ ہوئے ہیں کشتہ
 نرگس مستانہ ساقی کا میں ملحوظ ہوں
 انکو ہولند و ووسکی کی ضرورت اور یہ
 پاس مسجد کے جو ہیں طاعت رکھتے ہیں
 پھیلے وہ ہیں کہ اغیار سے جوڑیں شہ
 یہ رخ سادگی طرز عرس کرتے ہیں
 وقت کو دیکھ کے آب پانی انصاف کریں
 رفع پانی سے فقط خشکی لب کرتے ہیں
 تعلیم یافتہ ہوں اور نیک نعت بھی ہوں ۱۲۷۹
 یہ میں سمٹے ہوئے اور حفظ نسب کرتے ہیں
 قرآن ہی کہے گا اُن بی بیوں کو پیدا
 وہ سم کرتے ہیں یا آپ غضب کرتے ہیں
 چرخ نے پیش کمیشن کہہ دیا اظہار میں ۱۲۸۰
 تھے رہیں مگر شیطاں پہ سخت بھی ہوں
 شوہر افسردہ پڑے ہیں اور مرد آوارہ ہیں
 پاکیزہ تخم حب ہیں عمدہ درخت بھی ہوں
 ہر خاک کے تیلے کو ابھارا ہے فلک نے ۱۲۸۱
 قوم کالج میں اور اسکی زندگی اخبار میں
 ہر اک کو یہ دعویٰ ہو کہ ہم بھی ہیں کی چیز
 بی بیوں اسکول میں ہیں شیخ جی باریں
 مے عمل سے نیرخ خوش ہیں نہ بھائی خوش ہیں ۱۲۸۲
 کیلانی کے اظہار میں مست اہل زمین ہیں
 اور سب سے بڑا زکرم کچھ بھی نہیں ہیں
 مگر نہیں سمجھا ہوں اسکو اچھا دلیل یہ ہے کہ آپ خوش ہیں
 جو دیکھ کر اسے پتہ چلے گا کہ اسے ہر اور
 عالم دل پر نہیں ہے یہ شہ دانیان ۱۲۸۳

ضبط کے جائے کے بجائے ٹوٹے ہیں دوستو
 سو مستقبل پر ہی ماضی مگر یہ حال ہیں
 آسمان کیا غرض جب ہوا زمین پر یہ چمک
 نور وہ ہستی میں جھکوں میں نہیں سمجھا ہوا چل
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ طلسم ہستی
 جان جب خاک میں گئی تو ہوتی ہی خوشی
 مجھ کو حیرت ہو کہ میں یہ کس گرو کی چلیاں
 لطف آزادی کی دل میں بڑھ گئی ہی چاشنی
 اپنے ہاتھوں اپنے پائے کا کیرنگی بندوبست
 کچھ غرض وہ ہوا اجابت اس شک میں ہیں
 نہیں منظور نماز میں گذارش راتیں
 نعمت مزع سحر سے نہیں انجمن کو غرض
 پایا حجب کے چکر میں انہیں سب کا شریک
 صبر و آزادی و طاعت کے منے ہو اکبر
 ہکونسی پرورش کے حلقے جسکڑ ہے ہیں
 ذاتی ترقیاں ہیں قومی ہے ہوا منزل
 مانگے وہ لگ ہے ہیں جو کروٹوں نہیں ہیں
 سطح زمیں کو چھو کیا بل رہا ہے اسکو
 چلتی تو نہیں بائیں اور دھرتے میں شکم ہی
 ہائے ییلین کشید اور ایسی جالیاں
 دی و فر داکیا کروں پاؤں جو نہیں چلیاں
 ماہ و انجم سے ہیں بڑھ کر آگے چلے جالیاں
 میں گل رنگیں سے بٹران گلو کی جالیاں
 اسکی قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہوتے ہیں
 خاک جہاں میں ملتی ہو تو سب ہوتے ہیں
 حشر پر پا کر رہی ہیں معصوبی البیلیاں
 اب تو شیشے میں آترنے کی نہیں چلیاں
 یہ نہیں وہ گڑ کہ تم آن کی سینا و بھیلیاں
 بس یہ ہر شوق کہ پسلب کی جھکا جھک میں
 ہاں کمیٹی ہو تو اچھے ہوتے بک بک میں ہیں
 پرٹ انگاروں سے بھر دیئے جھک جھک میں ہیں
 رشک جاتا رہا اسپر کہ بڑے عالم ہیں
 انکی راہوں پہ انھیں چھوڑ دو جو حاکم ہیں
 باتیں تو بن رہی ہیں اور گھر گڑ ہے ہیں
 گھر میں یہ کھل رہی ہیں یا بیچ پر ہے ہیں
 بجھے جو فطرتی تھے وہ اب اُدھر ہے ہیں
 نظر و بین جھگڑی سے گو چھل جھڑ ہے ہیں
 لیکن امید کیا ہو جب دل اس پر ہے ہیں

۱۳۸۴

۱۳۸۵

۱۳۸۶

۱۳۸۸

۱۳۸۹

- ۱۲۹۰ یہ زیور معافی کسکی کریں گے زینت ترقی کی نئی راہیں جو زیر آسمان نکلیں
- ۱۲۹۱ لفظوں کے نیگینے کیوں آپ جڑ ہے ہیں مصیبت میں بھی اب یاد خدا آتی نہیں انکو سکھاتے ہیں انبیاء رب کی دل سے شیدائیں
- ۱۲۹۲ ہمارے حالت کو کچھ نہ پوچھو خرابی بے مولی تفرقہ اسکا نتیجہ ہے
- ۱۲۹۳ پچھاریں تمہیں دیکھتے ہیں شیخ جی کامن ہمارے فعل فعل فعل فعل فعل فعل فعل
- ۱۲۹۴ وہ فقط وضع کے کشتہ میں نہیں قید کچھ اور جینس کو گون پھندا دیکھے عاشق ہو جائیں
- ۱۲۹۵ آپ فرماتے ہیں ہولہر ترقی کی تو آ گرجا میں ٹھنا مسجد میں شیخ صاحب
- ۱۲۹۶ تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر ذی علم واقعی ہوں جو ہوں انکے منتظم
- ۱۲۹۷ یہ لیدر خود ہی مضطر ہیں مگر عشوہ دیکھا ہیں بحر انصاف کے حامی نہیں کالی پہ کام آنے
- ۱۲۹۸ اللہ نے کہا ہے تم زیر استحاں ہو ہم جانتے ہیں بس ہم دنیا کے متحن ہیں
- ۱۲۹۹ اس کیٹی کے بہت کام ہے جاتے ہیں موحس کہتی ہیں کہ یہ خود ہی بہ جاتے ہیں
- ۱۳۰۰ یہ خود جرنی ہیں لیکن گیت گائی گائے ہیں ہم جانتے ہیں بس ہم دنیا کے متحن ہیں

خود نفس کے ہیں بے تقویٰ سے بے تعلق
 اور وہ پتہ نکتہ چینی سے ق رات دن ہیں
 خانہ جنگی ہی میں حاضر مرد ہیں
 عیب جوئی کے ہنرمیں فرد ہیں
 اپنوں ہی کیواسطے میں شعلہ خو
 سامنے غیروں کے بالکل سرد ہیں
 ادھر جو انگوٹھی یہ سودا کے سیر بازار نہیں کہ ہیں
 اُدھر خواتین خلوت آ رہی ہر دست اپنی بیچ میں
 مگر یہ حیدر جم کہاں تک محاکے دن کا بکتک
 کہ گزرتسا کی لیلیاں بھی شریک اعطی کی فوج میں ہیں
 سو مسجراتیں نئی تہذیب کی اہ اب کہاں
 تھینک یوں میں صرف ہیں الحمد للہ اگیاں
 ہم غریبوں ہی کو لازم ہے توجہ اس طرف
 التفات صاحبان شوکت و جاہ اب کہاں
 بزم آئین میں اقب میں جمع تھے درویش دوست
 شوق ہو دربار کا وہ ذوق درگاہ اب کہاں
 مے نزدیک تو بے اصل یہ اشکال ظاہر ہیں
 جو اچھے میں مومن ہیں مے جو ہیں وہ کافروں میں
 وہی ہیں پاکیزت کو لگی ہو جتنی خالق سے
 نہیں ہر شرک کی جنمیں بنیاست بس ظاہر ہیں
 اللہ کو جگہ دے تو اپنے دل میں اکبر
 اللہ خود ہی دیکھا تجھ کو جگہ دلوں میں
 اللہ ہی کو چاہو ہستی کی منزلوں میں
 اللہ ہی کو سمجھو مقصود علم و دانش
 خوف ورجا سے دیکھو ہر دم اسی کی جانب
 فطرت کے منظر و نہیں طاعت کے سلسلوں میں
 کرتے ہو ساتھ ادب کے جب ذکر تم خدا کا
 ہو تے ہو خیر میں ملائک بھی اپنی محفلوں میں
 جو دین کے ہیں عالم راہ خدا کے ہادی
 تم سمجھو خود کو ناقص بس وہ ہیں کاملو میں
 مسلم شریک ملت ہو بھی جو لغزشوں میں
 کم وقت اپنا کا ٹوٹے نہیں اور ٹھوٹے نہیں
 شامل تمھاری صف میں طاقت ہو وہ تمھاری
 کافی ہو یہ نہیں ہو وہ حق کے مبطلوں میں
 رَحْمَةُ رَبِّكُمْ پر رکھو نظم پر ہمیشہ
 ہر چند یہ طریقہ ہے سخت مشکل و گھٹیں
 کوشش کرو مگر تم شامل ہو عاقلو میں
 ہنگامہ جو ہر شوق اعزاز و فکر روزی

۱۴۹۹

۱۵۰۰

۱۵۰۱

۱۵۰۲

۱۵۰۳

۱۵۰۴

- ۱۵۰۳ اک باتا چو کوئی نہ یہ وقت وہ ہر
اک طرف نکلیں تو اور پھر بھی کہ طرف
- ۱۵۰۴ ہر وہی دیوار میں مٹی کو اس میں جو ہے
بیجا ہوا عرصہ تو اس پر بھی ہیں خموش
- ۱۵۰۵ کہتے ہیں خوب حضرت اکبر تک نہیں کیا
آدم چھٹے بہشت سے گہول کیواسطے
- ۱۵۰۶ صاحب سلامت اب بھی مری شیخ جی سی
خانقاہوں کے کھلیں دیکس طرح
- ۱۵۰۷ حکم گردوں ہے کہ حلقے چھوڑ دو
گردوں نے ہکوا اسکا لقمہ بنا دیا ہے
- ۱۵۰۸ شخصیتیں جو اکثر تم دیکھتے ہو باقی
اند نے جو چاہا ہم بھرم ہی نہوں گے
- ۱۵۰۹ البتہ انکی نسبت کچھ لئے میں نہ دوں گا
مناسب ہوئی تعلیم نسواں
- ۱۵۱۰ سچ لیں لکھ بانو کی یہ اک بات
کفر غصہ نہیں فطرت پہ کچھ حیرت نہیں
- ۱۵۱۱ قوت انشا کو آخر صرف کہنا ہے ضرور
مستبک تو آب تناعت کے غل مجائے کو
- ۱۵۱۲ تمھاری حرص بد لکھ تمھیں کر گئی ہلاک
وہ کہہ ہی ہی نہ چھوڑو غریب خانے کو
- ۱۵۱۳ ہمارا صبر بدل دیگا اس نہ مانے کو

- ۱۵۱۳ دنیا کو نہ کاغذ جسم میں نہ گھر
اپنے فرد میں اپنے گھر میں کیونکہ
الفاظ کی شوکت و نزاکت یہ جاؤ
قابل کو قول کے اثر میں کیونکہ
- ۱۵۱۴ اپنی محنت کو بسنا آرزو سمجھو
اپنے پاؤں کو اپنا موٹر سمجھو
صحت اچھی تو ہر جگہ ہی کہو
اپنے ہی بدن کو اپنا گھر سمجھو
اپنے بی بیوتہم ہی کو تم سمجھو
اور اپنے ہنر کو اپنا زیور سمجھو
بی بی میں جو طرز غری ہو تو کہو
احسان ہو یہ جو جھکے ہو ہر سمجھو
دست اندازی پولس کی جو ہو
ہرگز نہ اُسے کلام اکبر سمجھو
- ۱۵۱۵ کون کتا ہو کہ تعلیم و نان خوب نہیں
ایک ہی بات فقط کہنا ہر بیاں حکمت کو
وہ اُسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم
قوم کے واسطے تعلیم نہ دعوت کو
- ۱۵۱۶ سب سہمی میں مصروف ہیں حاصل کی نہ پوچھو
منزب کے خضر ساتھ میں منزل کی نہ پوچھو
ہے بحر مباحث میں زرداں کشتی اُمید
لہروں کی لچک کچھ لو ساحل کی نہ پوچھو
- ۱۵۱۷ منزل گور تک پہنچتا ہے
خواہ چھکڑا ہو خواہ موٹر ہو
- ۱۵۱۸ زمیں فیض نامحدود کا کیونکر تحمل ہو
ترقی دینوی یہ ہے کہ اوزوں کو نیرنگ ہو
یہی بنیاد ہے دنیا میں جو ظلم و غفلت کی
تو اس کے محر زہ میں کیوں جھکے یا تل ہو
طلب نیا کی کراتی کہ طاعت ہو سکے رب کی
مہیبت ہو یہ شرط اہم کہ شوکت ہو بل ہو
حکومت کی طلب بھی یہی مقصود ہے اصلی
کہ روحانی طریقہ سے غفلت کو تو نسل ہو
ترقی ہو جو روحانی وہی مدوح ہو اکبر
کہ ہر جہر و کو آسودگی کو شرکت قل ہو
- ۱۵۱۹ وزن نامحدود و میزان نظر میں خوبا ہے
نام کی غلامیہ شمشیر کو لہ لہا شاکیوں ہو
دین حق پر آگہ زینت ہو تماشاے حیاں
تم تماشاں ہی رہو اکبر تماشا کیوں ہو

| | | |
|---|---|------|
| خواہ صاحب کو تم سلام کرو | خواہ مند میں رام رام کرو | ۱۵۲۰ |
| بھائی جی کا فقط یہ طلب ہے | جس میں روپیہ ملے وہ کام کرو | ۱۵۲۳ |
| پڑھ دیا اگر مغموم نے یہ شعرِ بلیغ | جب کہا اُس سے کہ اُس بزم میں کچھ تم بھی کرو | ۱۵۲۴ |
| چین کے ساتھ ہم اوقت بھی رہ سکتے ہیں | شرط یہ ہے کہ فقط پیٹ ہو اور آنکھ نہ ہو | ۱۵۲۵ |
| اک دل لگی ہے دقت گزرنے کے واسطے | دیکھو تو ممبروں کے ذرا ایر پھیر کو | ۱۵۲۶ |
| ایسی کمیٹیوں سے ہے پھل کا امیدوار | اگر دخت سمجھا ہے پتوں کے دھیر کو | ۱۵۲۷ |
| نہیب کی لپ پوت دیتی نہیں ہے عقل | بس عشق ہی مٹاتا ہے اُس کی گرد کو | ۱۵۲۸ |
| دین خدا کے نور کا جلوہ نصیب ہو | دل کی نگاہ پائے جو وحدت کے بعد کو | ۱۵۲۹ |
| زنگ زمانہ طرز طبائع کا بھی ہے پاس | تقویٰ کا گو خیال بہت ہے خواب کو | ۱۵۳۰ |
| مرعوب ہو گئے ہیں لایت سے شیخ جی | اب صرف منع کرتے ہیں دیسی شراب کو | ۱۵۳۱ |
| اسکو سنتا ہوں اُس پہ جُعب کتا ہوں | کوئی دعوے ہو یا کوئی درگاہ | ۱۵۳۲ |
| ایک اور اک دو مگر زبان پہ ہے | دل میں ہے لا الہ الا اللہ | ۱۵۳۳ |
| لباس دا تھا دو دین غیرت ایک تقے میں | نئی تہذیب کا یہ پیٹ ہی یارب کہ سٹکا ہی | ۱۵۳۴ |
| پڑھے اُن جاں تاثیر لبت جا نہیں سکتی | بے اُس جا کہ آواز اداں بھی آ نہیں سکتی | ۱۵۳۵ |
| تمہیں کو مانا نہ ہو لے فوج انوار سے یہ | مری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی | ۱۵۳۶ |
| انساں کا علم کامل سابق میں تھا نہ اب ہے | لیکن نئی طرح کا اک حربہ رہا ہی | ۱۵۳۷ |
| مرا غریب چھپ ہیں اُنکی کتابِ دی | میدعو اکڑ رہے ہیں صاحب نے یہ کہا ہی | ۱۵۳۸ |
| سچو اضافہ وہ بت کھوٹ پرست ہے | کتنا ہی آخرت کا یہی بند و بست ہے | ۱۵۳۹ |
| پسے عیوب پر تو ذرا بھی نظر نہیں | اور دل پہ اقران میں ہر قیمت ہے | ۱۵۴۰ |

| | | |
|------|--|---|
| ۱۵۲۵ | نئی تہذیب کی عورت میں گمان دین کی قید نور اسلام نے سمجھا تھا مناسب پردہ | بے حجابی جو ہو اس میں تو قباحت کیا ہے سمع خاموش کو فانوس کی حاجت کیا ہے |
| ۱۵۲۶ | جناب ہی کو مناسب ہے یہ سول سن زمانہ ہے کہ وہ دشمن ہو صاف گوئی کا | نیا زمند کو تو شہر ہی میں احت ہے زبان ہو کہ نہیں مانتی مصیبت ہے |
| ۱۵۲۷ | مرغی نے کہا خوب کسی کپ میں لٹ کے دیوار شکستہ نے ترقی کی دعائی کی | انداز ہی اچھا ہو کہ بچا جسے کھٹ کے گردوں کی عنایت سے مگر ننگی گٹ کے |
| ۱۵۲۸ | کیوں اپنے سر یہ زحمت بے سود لیجئے کھاپی کے گھر میں بیٹھے اور گایے لجن | کونسل کے بدلے گھر میں چھل کو دیجئے کاشی سے تل پرانگ سے امر و بیجئے |
| ۱۵۲۹ | ہو وضع اپنے دیس کی مال اپنے دیس کا ہو لئے کوچہ مشرق کی جو ہیں یاد میں ہلو | بہتر ہے راہ منزل بہود لیجئے وہی تھی منزل احت وہی رفتار چھی تھی |
| ۱۵۳۰ | نئی محفل کی نکلتائی تو گویا طوق گردن ہے شوخی یہ لیڈروں کی یہ ملت کی اتری | وہی تجا نہ بہتر تھا وہی زنا را چھی تھی تاریک شب میں کشمکش برق دار ہے |
| ۱۵۳۱ | محفوظ مثل انجم تاباں ہیں ہ بزرگ پر حذر کہ ہو مس کا لونڈر بھی بہت خوب | ذوق صلوة جن کو ہو اور تاب بھر ہے پیگم کا مگر عطر خنا اور ہی کچھ ہے |
| ۱۵۳۲ | سانی کی بھی سن سن ہوسن نگر ہے لیکن ان عزیزوں کا عمل اکبر محل غور ہے | اُس شوخ کے گھوگر و کی صلوة ہی کچھ ہے کہ ہے کچھ اور ہیں اور ہو رہا کچھ اور ہے |
| ۱۵۳۳ | افضل حالت یہ ہے انکاء اور زندگی قیمت کو ترسے بڑھکے دیتے ہیں سسے کے دام | مذہبی ترکیب باقی ہے نہ شل طور ہے بے مسی کا میسکہ ہو غفلتوں کا دور ہے |
| ۱۵۳۴ | دل سے ساتھ ہو کہ خدا جسکے ساتھ ہے ✓ لیکن خبر نہیں کہ خدا اسکے ساتھ ہے | |

| | | |
|---|--|------|
| البتہ پیش جہنم ہے قانون عافیت | جونیک اور شریف ہو وہ اسکے ساتھ ہر | ۱۵۴۷ |
| آل کا آنا ہو تل کا پانی ہے | آب و دانے کی حکمرانی ہے | |
| اک دا سے کہا رسول کم آن | تیر کی مجھ میں اب روانی ہے | |
| مشرق میں لاوت پر رخصتی نہ تھے یہ سب | چارہ ہی مگر کیا تھا فطرت جو یہاں جن سے | ۱۵۴۸ |
| جب چاند کی چالاکي گھٹ بڑھ میں نظر آئی | تقدیر نے چمکایا سورج نے دیئے چندے | |
| جو جکے مناسب تھا گردوں نے کیا پیدا | یاروں کیلئے عہد چڑیوں کے لئے چندے | |
| نہم ہو کے ہلال آیا گردوں نے کہا حضرت | ہو جائیے گانہ رہ چکر تو لگیں چندے | |
| میزانِ نظر میں بنی قوت تو لے | خالی الفاظ کی دُکال کیوں کھولے | ۱۵۴۹ |
| اللہ کو مان لے دیلیں کیسی | اکبر سے کہو کہ خود تو ثابت ہو لے | |
| حکومت اسکی اسی کی مرضی اسکی سب اور دھند | کہاں کج انگلش کہاں کی نیو خدا کی دنیا خدا کے بنا | ۱۵۵۰ |
| عجیب معنی نازک ہیں اس مقولے میں | نظر وسیع جو ہو بندگی میں شاہی ہے | ۱۵۵۱ |
| خدا کے ساتھ نہیں ہو تو کچھ نہیں ہو تم | خدا کے ساتھ اگر ہو تو پھر خدا ہی ہے | |
| واقف ہوں ان بتوں کے مکر و فریب میں | سب ہر حق دل کے پتھر اور آنکھ کے رسلے | ۱۵۵۲ |
| یہ شرک کس سہمت میں نہ خنکالی جائے گی | آینو لی نسل کس سانچے میں نہ صالی جائے گی | ۱۵۵۳ |
| لفس کی جو نہیں لگیں نہیں ہو گو ایک جوش | تا کجا لیکن یہ موج خوش مقامی جائے گی | |
| جھاڑ کر دامن لگ ہو جائیں خاصا طلق | ورنہ یہ توفیق بھی دل سے آٹھالی جائے گی | |
| خود پوچھتوں کو مبارک ہو یہ ایوانِ رفیع | دل شکستہ نہیں کوئی مسجد بنائی جائے گی | |
| ان منگو نوٹس نہ سمجھ لے گی تری سقفِ حرم | خطہ ترسپا اگر نیب اڈائی جائے گی | |
| یہی نسبت جو ہو ارشاد وہ میں سنا | یہ تو کہنے اپنی نسبت آپ کی کیا رائے ہو | ۱۵۵۴ |

۱۵۵۵ لے شوق وضع مغربی دریا فلکندی تبری
 ہر چند مشقت می کنم لیکن تیراں بالا تری
 شیخ شہید جلوہ با افتادہ در کعب شما
 باشد کہ از بہر خدا سوئے میلدن بگری
 سحر گاہت ناز من مگر کو طبعوت را از من
 ہر نعمت بر ساز من حقا عجائب لبری
 تو سینه گشتی دل شدم پھر شدی پیو پل شدم
 تا کس نکوید بعد ازین من دیگرم تو دیگر می
 ہر چند با تو بستہ ام از طعن اکبر خستہ ام
 اللہ مطلقے خاص کن پیدا بحق پجری
 آن را کہ تا جودیدہ نازی از دلشیندہ
 شد تو کری فتن پدر از دوزبان مادری
 لے با فتن خلوت نشین تاکہ بہ قید آن ایں
 از پردہ بیرون آویں ناز زمان لشکری
 ۱۵۵۶ اعزاز بڑھ گیا ہو آرام گھٹ گیا ہے
 خدمت میں ہر وہ تیزی در چنے کو ریدی
 شوہر پرست بی بی پلک پسند لیڈی
 ۱۵۵۷ آپ اکبر لاکھ مشق خوش کلامی کیجئے
 کتنا ہی اظہار اعزاز دوا می کیجئے
 دوستی کی آپ سے فرصت نہیں اس طرح کو
 یا کھیلے سامنے سے یا غلامی کیجئے
 ۱۵۵۸ کہاں ہم میں جماعت اور طاعت
 شکستہ ہو گئے سابق کے رشتے
 نہیں ہر کچھ شکایت لیڈروں کی
 کہ جیسی روح ہو ویسے فرشتے
 ۱۵۵۹ گل پرگد تھا جن کا براتی
 عبرت ہو یہ دو ہا گاتی
 ۱۵۶۰ آگلی قبر پر پھول نہ پاتی
 شتر پوت بہتر ناتی
 ۱۵۶۱ ہندو کے اتفاق کو گنگا ہی گائے ہو
 مرزا کے اتفاق کو مجلس کی ہائے ہو
 ۱۵۶۲ البتہ شیخ جی کا کوئی مرکز اب نہیں
 ہر پریر ہر جواں کی جدا گانہ رہائے ہو
 لات دعوتی سے بچئے تو زید و خالد میں بچئے
 فائدہ کیا خلق کو یہ دنیا در اسلام سے
 انتظام دہر کہتا ہو کہ یہ ایک مجید ہے
 کام رکھ تو اپنے دل میں بس خائے نام سے

| | | |
|---|--|------|
| تصویر اہل سے نہیں رکھتی مطابقت | تصویر اُدھر کھنچی اور ادھر تم بدل گئے | ۱۵۶۲ |
| تصویر میں کی فانی و ماضی پہ ہے نگاہ | ذرات جسم خال کے سانچے میں اُھل گئے | |
| جو پوچھا مجھ سے دو چرخ نے کیا تو سلمان | میں گھبرا یا کہ اس دریافت میں کیا فرمایاں | ۱۵۶۳ |
| کردن قرار تو شاید یہ بے مہری کہے مجھ سے | اگر انکار کرتا ہوں تو خوفِ قہرِ بزدان ہے | |
| بالآخر کمبیا میں نے کہ گو مسلم تو ہر بندہ | لیکن مولوی ہرگز نہیں ہر خانساں ہے | |
| سکہ بٹھارہ تھا قرآن جب علی پر | اُس وقت پڑ رہی تھی بنیادِ سلطنت کی | ۱۵۶۵ |
| اس وقت میں ہوموزوں کیا نہ ہی ترانہ | جب پانوں شیخ کا ہوا اور لڑائی لگت کی | |
| میرے فراغِ دل پہ تعجب نہ کیجئے | پھیلے نہ پانوں میں نہ دلفرپنا ہاتھ ہے | ۱۵۶۶ |
| کیا آپ نے ہنوز کسی سے سنا نہیں | جسے کیا ہو صبرِ خدا کے ساتھ ہے | |
| وہد میں لایا گیا یہ مضمون اہل ذوق کو | دھوم تھی روزِ ازل اُس سیدِ بیکارہ کی | ۱۵۶۷ |
| جب رُکے آثارِ فطرت کہتے حرفِ لا الہ | نور احمد سے اُٹھی آواز کہ لا الہ کی | |
| عشاق کو بھی مالِ تجارت سمجھ لیا | اس قسم کو ملاحظہِ اللہ سے کیجئے | ۱۵۶۸ |
| بھرتے ہیں میری آہ کو فوڈ گراف میں | کہتے ہیں نہیں سمجھئے اور آہ کیجئے | |
| ہستی ہر خوب اکبرِ ناخوب یہ خودی ہے | دونوں میں فرق کرنا عرفان میں ہی ہے | ۱۵۶۹ |
| نفیِ خودی میں لیکن ہستی کا جس ہو جسکو | کتنی قوی یہ ظاہر یہ بحثِ فلسفی ہے | |
| کیا فکرِ جان صورت اس سٹیلے کو سمجھے | یہ عالمِ معانی بالائے زندگی ہے | |
| ہریش و جو اس گم میں لیکن زبانِ عارف | تو جید کا فرانِ ان فطو نہیں لے رہی ہے | |
| سچی بحثیں ہیں میں کیسے ہیں کیسے تھے | یہی سنئے ہوئے گزری وہ ایسے ہیں ایسے تھے | ۱۵۷۰ |
| عمل ووروں ہی کے دیکھا کیے یہ نیکت بد میں | ترقی خود نہ کی کچھ رہ گئے دیسے کہ جیسے تھے | |

| | | |
|------|---|--|
| ۱۵۷۱ | پاس نفاس ہو اگر ملحوظ سائنس لینے کا ور نہ کیا حاصل | ہر نفس راہ کا مرانی ہے صرف اک شغل زندگانی ہے |
| ۱۵۷۲ | عاشقی آنکی نہیں ہو عقل سے بالکل جدا وہ نہیں ہیں میر جاں حیدر اماں میں یک | اہل دل وہ ہیں لیکن دل بدن کے ساتھ ہو ہو جنوں کو بھی لیکن پیر میں کے ساتھ ہو |
| | آہوئے رونا و غربت ہو کے وہ قائل نہیں بجھو لہجائے کو کافی ہو گئی سنبیل کی شان | آنکھ آنکی آہوئے دشت خشن کے ساتھ ہو بوش سودا آنکا زلف پرکھن کے ساتھ ہو |
| | یہ نہیں تھے کچھ نہیں باتیں ہی باتیں میں فقط جسے یہ بات کسی اور طرح جانی ہے | ہر زباں اپنے جدا طرز سخن کے ساتھ ہو اُسکے نزدیک یہ بے مثل ہو لاثانی ہے |
| ۱۵۷۵ | جسے اشعار ہی میں رنگ نقیصہ دیکھا بس اتنی بات ہو سامع میں مذاق سخن | وہ بھی کہہ دیکھا یہ اک زندگی و حانی ہے بجال کیا کہ مرے شعر پر اچھل نہ پڑے |
| ۱۵۷۶ | اب اپنے وعظ میں نہ سے دل کسی کا نہ پھیر خوب اک ناہنج مشفق نے یہ ارشاد کیا | قلی گدام کی بھدتی میں تا خلل نہ پڑے بزم میں آئے نقلی جو کل اکبر کی صنی |
| ۱۵۷۸ | نہ تری فوج نہ شاگرد نہ پیر و نہ مرید کس نگین ہیں ترے نقش کے آثار عیاں | نہ تو ارجن ہو نہ سقراط نہ شی ہو نہ مثنی نوٹ بک تیری شکستہ تری پیل ہو گھنی |
| | فکر سے ذکر سے جرت سے تجھے کام نہیں طبع میں تیری وہی خامی حرص دنیا | دادہ و اکیلے لفظوں کی دکان تو نے چنی آتش خوف خدا سے نہ جلی ہے نہ ٹھنی |
| | خود پرستی ہو بہت خلق کی خدمت کم ہو تکیہ پر جائے ہزرگان نتواں زود برگزاف | دل وہی کم ہو تو ہے دل شکنی چار گنی مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ گنی |
| ۱۵۸۰ | کتنا ہی ذوق سخن ساز سخن ٹھیک کہے کتنی ہی کوئی کسی امر کی تحریک کرے | کتنی ہی کوئی کسی امر کی تحریک کرے |

میں تو کہتا ہوں ہی اور کوئی گنا بھی ہی
 کب کہتا ہوں میں شیخ معزز نہ رہیں گے
 سچ کہتا تھا معمار کسی وقت میں اکبر
 مادہ سب میں ہوا اک خیال خام ہے
 وہ تو ہو معزز جس کے دل میں سکا ذوق ہو
 تعلیم کو طبیعت بھٹکتی کرتی ہے
 بلا ہوں خاک میں غم داس سبب میری نظر
 محنت کی فکر ادھر ہے تردد ہے کام کا
 صنعت بھی محسوس ہو فطرت بھی مست ناز
 کہاں اردو و ہندی میں زیر نقد
 مے نزدیک تو بے سود بحث
 حامی میں تصوف کا دل جاں ہوں لیکن
 دنیا کی مجھے فکر ہے غم اسکا نہیں ہے
 پاکیزہ ہوا ڈھونڈتا ہوں سانس کی خاطر
 پارک میں زونے کے مالی سے گل بے بولیا
 شیخ کے دامن کو اکبر نے دیا بوسا جو گل
 قوم پر ممبری کا فیر ہوا
 شیخ جی مر گئے کمیٹی میں
 اک مرنے تہذیب سے لڑکے کو آ بھارا
 کل جو اپنا تھا آج غیر ہوا
 نعل بجا خاتمہ خیر ہوا
 ایک پیر نے تعلیم سے لڑکی کو سنوارا

۱۵۸۱

۱۵۸۱

۱۵۸۲

۱۵۸۲

۱۵۸۵

۱۵۸۹

۱۵۹۱

۱۵۹۱

۱۵۹۱

شاعر و قلم کار
 شاعر و قلم کار
 شاعر و قلم کار
 شاعر و قلم کار

پتلوں میں دہن گیا یہ سائے میں پھیلی ۷ پا جامہ غرض یہ ہو کہ دونوں نے آنا را
کچھ جوڑ تو انہیں کے ہوئے بال میں بھناں ۷ باقی جو تھے گھر اٹکا تھا افلاس کا مارا
بہرا وہ بنا کپ میں یہ بن گئیں آیا ۷ بی بی نہ ہیں جب تو میاں پن بھی ہارا
دونوں جو کبھی ملتے ہیں گاتے ہیں یہ مصرعہ ۷ آغاز سے بدتر ہے سدا انجام ہمارا

۱۵۹۷

اگر چہ ہے ذوق تکنت کا لحاظ رکھتا ہوں سلطنت کا
خدا نے قائم کیے ہیں درجے خیال ہے حد منزلت کا
زبان کھولوں تو سوچ لوں گا کہ دل کہاں تک ہو اسکا ساتھی
قدم بڑھاؤں تو دیکھ لوں گا جو منتا ہے مری سکت کا
میں کب ہوں نعمات دل سے غافل نہیں ہوں سازوں پھر بھی مائل
بہرا جو کھنچ جائے گا کوئی سر تو لطف حیا تا ہے گالت کا
وہ قوم کی شرط ہی نہیں ہے زباں کہیں ہے مکاں کہیں ہی
ستون ہی جب نہیں میر تو کیا دکھاؤں میں تھا ٹھچھٹ کا
سنوارے خود آپ ہی نے پتلے اور آن میں کبھی لگائی غریبی
لگے وہ جب نا چنے آپ چھلنے کسی کو پھینکا کسی کو پٹکا
(ایک صاحب نے فرمائش کی تھی مگر بعد ملاحظہ خاموش ہے)

۱۵۹۸

۱۵۹۹

کیوں نہ اپنے دل کو ہو آن سے ملاپ ۷ لاش صاحب ہیں ہمارے مائی باب
آنکے حق میں بھی دعا کرتے ہیں ہم ۷ مند روں میں جب کبھی کرتے ہیں جاپ
آن کی بڑھتی سب مناسبتیں ہیں یہاں ۷ خواہ وہ ہوں خواہ ہم ہوں خواہ آپ
ہر طرف ساماں ہیں آرام کے ۷ گھل گئی ہے ہر طرف ہر شر کی شاپ

| | |
|--|---|
| ہو گئے روشن حدودِ آسمان | علم چمکا ہو گئی تاروں کی ناپ |
| ساری دھرتی دب گئی سائنس سے | لگ گئے پائپ گیا دنیا سے پاپ |
| حضرتِ داعی ہیں راضی رقص پر | دیر کیا ہوا اب پرے چلے یہ تھا پ |
| ممبرِ نیک صفت مسجدِ مراد کار نیست | جان میا ہو چکا ہے حاجتِ نحو از نیست |
| ہنشینِ من اگر شاعر نباشد گو باش | باگزٹ کا دست مارا منقبتِ رکا ز نیست |
| عجب بے تیزی ہو اس دور کی | زمانے کو دیکھ دو ریشو شو پکار |
| پیسے سے کہتے ہیں بی بی کو چھوڑ | ضرورت ترقی کی ہے کیو پکار |
| اونٹ نے برگد میں گل گردن اٹھائی مٹی ذرا | ہو چکی تھی اسکو کسر پٹ میں ک مدت دراز |
| وہ یہ سمجھا تھا مسلم ہیں ہم ساری نیکیاں | خوشدلی سے آپ فرما سینگے اسکو سر فر از |
| منزلِ مقصود اسکی سجدہ گاؤ حلقِ مٹی | وہ تو تھا اک بار کش اور سالکِ اہِ حجاز |
| آپ نے ناحق سزا دے سزا سمجھا اُسے | آپ اُسے گردن کشی سمجھے تو تھا اک اپاں ناز |
| یا اتھی ہم غریبوں کا کہاں ہو اب نباہ | بدگماں شتر سے جب ہیں حضرتِ آجمن نواز |
| یورپ کو پالسی میں عجلت کی کیا ضرورت | ہر ملتوی قیامت تقسیمِ ایشیا تک |
| یکے ذی علم و اسکول روئے | نقاد از جانبِ پہلک بدستم |
| بد و گفتہ کہ کھنری یا بلائی | کہ پیشِ اعتقادات تو بستم |
| گفتا مسلم مقبول بودم | وئے یک عمر بالحدِ نشستم |
| جمالِ نجسِ درمن از کرد | وگر نہ من ہماں شخم کہ بستم |
| نئے بزرگوں کو میں جانچا نیابہ پایا کس کا پنا | اگرچہ شیریں نفس بہت کس مگر سربا وہ کیک ہی |
| تو کلاوت میں معرفت تو پھر کیا یہ خیال | کیوں ہو تجھ سے بت سرکش کو بتا میں بے حد |
| کیا نہیں تو نے سنا قولِ بزرگاںِ اودست | ویو بکریز و از اں قوم کہ تر آں خواند |

۱۶۰۰

۱۶۰۲

۱۶۰۴

۱۶۰۵

۱۶۰۶

۱۶۰۷

رباعیات

- ۱۶۱۵ کیا فرض ہو یہ کہ ہم ڈھٹائی سے ہیں * لازم کیا ہو بلند ادائی سے ہیں
- کافی ہے خدا کی یاد اک گوشے میں * روٹی مل جائے اور صفائی سے ہیں
- ۱۶۱۶ اُس بہت نے کہا کہ تو ہے بے علم و خرد * کھول آنکھ زمانے کے موافق ہو جا
- آخر میں گھلا کہ اُس کا مطلب یہ تھا * اللہ کو چھوڑ مجھ پہ عاشق ہو جا
- ۱۶۱۷ آمادہ حریف ہیں ستانے کے لیے * اور دکھ میں شریک ہونے والا نہ رہا
- زندہ ہوں تو مجھ پہ سنسنے والے ہیں بہت * مر جاؤں تو کوئی رونے والا نہ رہا
- ۱۶۱۸ عالم نے یہاں قبول و رد کو جانا * دیکھا دُشیا کو نیک و بد کو جانا
- عاقِل وہ ہے کہ جس نے ہنگامِ عمل * اپنی قوت کو اپنی حسرت کو جانا
- ۱۶۱۹ کہہ اس باب میں نہ کر فکر بہت * منطق کے گھر میں کچھ نہیں اسکا علاج
- نہیب کے قبول میں زیادہ ہیں خیل * سوشل اثرات اور افتادِ مزاج
- ۱۶۲۰ ندم ہو رہی رُخ و طعنہ و کبر و حسد * رکھو یہ روش کہے جو اللہ درد
- ہم رنگ ارتباط با صدق و صفا * بے میل سے خیر از بے کینہ و کد
- ۱۶۲۱ آنر کیلئے زبانِ رازی ہے بُری * روٹی نہ ملے تو قتل بچانا جائز
- اسوقت میں ہو ہی نصیحت اچھی * اس ساز پہ ہو ہی ترانا جائز
- ۱۶۲۲ سمجھ میں نہ حضورِ تھرد والوں کو حقیر * انجن تو وہی ہے جسکی ہم سب کو ہے آس
- ایشن گوترنگ ہے فینٹ و سکند * بعد اسکے موافق عمل ہو گا گلاس
- دنیا کی ہوس دھرم کا بیتی ہے چورنگ * وقف ہوتی ہے جاتری ہوئے میں تنگ

گنگا جی کا بساؤ تو کیساں ہے آفت ہی مگر پراگ والوں کی یہ جنگ
 مذہب کا معاشرت سے ہی ربط کمال دونوں جوہوں مختلف تو آرام بحال
 پہلے یہ مسئلہ سمجھ لیں اجباب بعد اسکے رفارم کا کریں ل میں خیال
 انداز سلف کو یک قلم بھولی قوم ہے سالک راہ غیر معمولی قوم
 جمعیت دین و دل سے کچھ کام نہیں قومی اسکول ہو اور اسکولی قوم
 میں ہوں یا آپ جناب برہم دنیا کی روش سے سب میں برہم برہم
 بے تاب ہو زخم ہائے دل سے مشرق یارب تری رحمتیں نہیں اب مرہم
 قرآن و حدیث میں ہے ڈوبا و اعظ چسپاں ہو مگر یہ انس کا مضمون کہاں
 گھر پہلے بنا کے خانہ داری سکھلا قلت ہی نہیں ہو جب تو قانون کہاں
 میں کب کشتاہوں وہ مسلمان نہیں سب میں چکے ہوئے ہیں لاشانی ہیں
 میں تو اتنا ہی کر رہا تھا دریافت قومی ہیں کہ مذہبی کہ روحانی ہیں
 فطری خوبی ہے بتلا فالج میں بلبیل داخل ہے میرزا نیکل کالج میں
 داخل میں نوئے ساز کی کس کو خبر ہے رشتہ ہر سرد کو ہے مگر خارج میں
 پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو لائل سچکت تم برٹش کے رہو
 قانون سے فائدہ اٹھانا ہو اگر حامی نہ کھنٹی اب سازش کے رہو
 ہو اکی جیں اور بتو کی درگاہ ہیں شرک خفی میں مبتلا شام چاہ
 کسکو یہ خیال ہو کہ یمن کیلئے قرآن میں ہو شد حبّ اللہ
 منکر کے خیال میں پریشانی ہو آسکا منشا فقط ہوں انی ہو
 دنیا فانی ہو وہ بھی ہو آسکا مفر لیکن یہ سچہ سکا کیوں فانی ہو
 لہذا ڈیر مشرق

۱۹۲۶

۱۹۲۷

۱۹۲۸

۱۹۲۹

۱۹۳۱

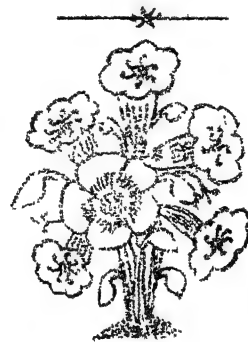
۱۹۳۲

۱۹۳۳

۱۹۳۵

۱۹۳۶

| | | |
|------|----------------------------------|----------------------------------|
| ۱۶۳۸ | روشن سینے میں شمع ایساں کر دے | دل تیری طرف ہے وہ سباناں کر دے |
| | دنیا سے ہوئے خبر ترے شوق میں اوج | یارب اگر یہ زیست آساں کر دے |
| ۱۶۳۹ | اک روز بھی تارک تک و دو نہ ہوئے | فانغ از بحث گندم و جو نہ ہوئے |
| | جمعیت دل کہاں حریفوں کو نصیب | نناؤے ہی ہے کبھی سو نہ ہوئے |
| ۱۶۴۱ | ہر اک سے سنا نیا فسانا ہمنے | دیکھا دنیا میں اک زمانا ہمنے |
| | اول یہ تھا کہ واقفیت پہ تھا ناز | آخر یہ گھلا کہ کچھ نہ جانا ہمنے |
| ۱۶۴۲ | ظاہر تری حمت ہفتہ ہو جائے | بیدار ہمارا بخت ہفتہ ہو جائے |
| | گھلایا ہوا ہر دل ہمارا یارب | بھیج سی ہوا کہ وہ گفتم ہو جائے |
| ۱۶۴۵ | ہر ساعت رخت بستہ دنیا میں رہے | مغموم و ملول جستہ دنیا میں رہے |
| | عاشورہ ہی ہر روز پس از قتل حسین | مومن اب دل نکستہ دنیا میں رہے |
| ۱۶۴۶ | دیکھا قدرت کا کارخانہ ہمنے | علمی طاقت کو پست جانا ہمنے |
| | از بسکہ ضرورت تھا کوئی طرز عمل | بنیوں نے جو کچھ کہا وہ مانا ہمنے |
| ۱۶۴۷ | جب نور یقیں نہیں بصیرت کیسی | طاقت ہی نہیں دلوں میں ہمت کیسی |
| | اسلام نئی روش میں کیا ہو یک رخ | مسجد ہی نہیں تو پھر جماعت کیسی |



منویات

| | | |
|---|---|------|
| کوہ نے اس کہا تو نے نہ دیکھا مرا اوج | دور کو دل سہل سے جو گزری کہ موج | ۱۶۵۰ |
| بونی رسالک کبھی کرتے نہیں سا کن کو پسند | مجھ سے ملکر تجھے جانا تھا برے دم چند | |
| اپنی رفتار میں کیا فائدہ ڈالوں میں خلل | ہیں تھے آپ مگر اپنی جگہ سے میں اٹل | |
| پوچھے موج سے ہی بھی اسے رک جانکی تاب | ہنس کے اس بحث پہ بولا کس جانیست حباب | |
| اضطرابی ہو روش شان ارادی کیسی | پائے بس ہی میں نہیں ہے یہ فعلی کیسی | |
| تجھ میں لے کوہ مگر روشنی طور نہیں | بہگئی موج یہ کہہ کر کہ میں مغرور نہیں | |
| وہی حیرت رہی دریا کا وہی جوش رہا | بہلا ٹوٹ گیا کوہ بھی خاموش رہا | |
| یہ تقلیدی زور مبارک | آزادی کا شور مبارک | ۱۶۵۱ |
| میں تو یہ کہتا ہوں اکبر | میرا تو ہے اور ہی منظر | |
| عقل کو خاموشی زیبا | عارف کو بیہوشی زیبا | |
| علمی مباحثے ہوں ذرا پاس آکے لیٹ | میں بھی گریجواریت ہوں تو بھی گریجواریت | ۱۶۵۲ |
| ممکن نہیں کہ اب ہو کوئی تم سے بدگماں | دو دنوں نے پاس کر لیے ہر سخت امتحان | |
| لیکن یہ کیا خبر ہو کہ شیطان بہٹ گیا | بونی یہ سچ ہو علم بڑھا جمل ٹھٹ گیا | |
| اس مقولے کو مگر بدلیں گے اب اہل شعور | تھے تھے سابق میں سب پر خدا اپنے حضور | ۱۶۵۳ |
| اب یہ کہنا چاہیے سچے بھلی پاپر بھی آپ | زیر پا ہو ریلوے اور سر پہ ہر آنجن کی بھاپ | |
| مغربی میں ہے میل جہانی | مشرقی کو ہے ذوق روحانی | ۱۶۵۵ |
| ڈارون بولے بوزنا ہوں میں | کہا منصور نے خدا ہوں میں | |

جنس کے کہنے لگے مے اکیٹ سٹ فکر کرس بقدر تمہیں اوست

وٹ بازی

۱۶۵۶ جب اک بھائی تھے اس مضمب پہ ممتاز
لگے کہنے کہ ہنسنے دت بجئے پسند
۱۶۵۷ درخت جڑ پہ ہے قائم تو استوار بھی ہے
خلافت اسکے کرے گی خورد جو بے صبری
جو کوئی چاہے کہ قائم کرے نئی بنیاد
بنائے عظمت قومی ہو فطرتی لے یار
خیال قوت ملت کا جیسہ ہے غالب
طریق حکمت و تزیں ہر ایک رنگ میں ہو
نگاہ غور کر دسوئے ٹرکی و ایراں
تھکے دل میں یہ کیا دہم کیا گماں آئے
جو تو نے بھائیو نکالنے ساتھ چھوڑ دیا
جو بات ٹھیک ہو کہتا ہو نہیں اسے گھل کر
سمجھا ہے تھے جھکو کھٹ کی وہ گردنیں
نقشے میں دکھتا تھا وہ پیتے تھے جامِ مر
ہیں خود تو سست بادۂ عشرتِ خم سے آپ
بوئے کہ اس زمین میں کوئی اور شعر بھی
اُس کے ارتقائے سگان در حضور

۱۶۵۶ تو پھر کیوں آپ نے کی جست و پرواز
۱۶۵۷ ہزار کیا بس مریداں سے پرانند
کبھی خزاں ہو اور اس کبھی بہار بھی ہو
نہیں اٹھانے کا نیچر حکومت جبری
تو برگ و بارندارد درخت بھی برباد
اسی بنا سے ہو وابستہ ہر خزان و بہار
طریق راحت ذاتی کا وہ نہیں طالب
نہ سمجھو یہ کہ فقط مغربی ہی ڈھنگ میں ہے
نئی بنا پہ حریفوں نے کر دیا دیراں
تھکے جسم میں کیوں دوسرے کی جاں آئے
تو دستگیر نے تیرا بھی ہاتھ چھوڑ دیا
کہ سلطنت نہ سہی تم رہو تول محل کر
خود کر رہے تھے تاک کی ٹی سے سازشیں
۱۶۵۸ میں نے کہا حضور یہ مضمون عجیب ہو
الہجہ ہے میں جھکو ستاروں کی دم سے آپ
میں نے کہا یہ بات مرے ذہن میں بھی تھی
کل تو سے تم ہوئے تھے ہوئے آج تم سے آپ

| | |
|---|------|
| ہنس کر کہا اٹھو نکٹ بحث کا ورق | ۱۶۵۱ |
| خاموشی سے نہ تعلق پر نہ نکلیں کا ذوق | |
| شان سابق سے یہ یوں ہوئے جاتے ہیں | ۱۶۶۰ |
| جب نگہیں آئے مری قبر میں بہر سوال | |
| ہاتھ پاٹ میں جو ڈالا بھگو حیرت ہو گئی | |
| کہہ دیا میں نے کہ میں اب ہر طرح مغدور ہوں | ۱۶۶۱ |
| منشی کہ کلرک یا زمیندار | |
| ہنگامہ یہ ووٹ کا فقط ہو | |
| ہر سمت پچی ہوئی ہے ہل چل | |
| تم ٹم ہو کہ گاڑیاں کمبوٹر | |
| شاہی وہ ہے یا پیمبری ہے | |
| نیٹو ہے نمود ہی کا محتاج | |
| کتے جاتے ہیں یا انہی | |
| ہلوگ جو اسے نہیں ہے ہیں | |
| در اصل نہ دین ہے نہ دنیا | |
| اسکیم کا چھ لٹا وہ چھو لیں | |
| قوم کے دل میں پھوٹ ہی پیدا | ۱۶۶۲ |
| کیوں میں پڑنا عقل کا سایہ | |
| بھائی بھائی میں ہاتھ پائی | |
| گانے لگے وہ گیت میں پڑھنے لگا سب | |
| اب حسد نہیں بھی پاتا ہوں میں سچ کا شور | |
| بہت جو تھے دیر میں ناقوس ہوئے جاتے ہیں | |
| میں یہ چاہا کہ لکھو دوں اس شخص کا حال | |
| یعنی تھی جو نوٹ بک وہ اس سفر میں کھو گئی | |
| رہ گئی دنیا میں میری نوٹ بک مجھ پر ہوں | |
| لازم ہے کلکٹری کا دیدار | |
| مطلوب ہر اک سے دستخط ہو | |
| ہر در پر یہ شور ہو کہ چل چل | |
| جس پر دیکھو کہ سے ہیں ووٹر | |
| آخر کیا شریہ ممبری ہے | |
| کونسل تو ہو انکی ہی جبکا ہر راج | |
| سوشل حالت کی ہے تباہی | |
| اغیار بھی زینت نہیں ہے ہیں | |
| پھر سے میں فیکٹ ہی ہے دنیا | |
| نیکس یہ کیوں اپنی راہ بھولیں | |
| اچھے بچے ہیں ٹٹ کے شیدا | |
| اسکو سمجھیں نہ صنف کفایہ | |
| سلف گورنمنٹ آگے آئی | |

پاؤں کا ہوش اب فکر نہ سر کی دوڑ کی دھن میں ننگے پھر کی
 ہاؤن توڑ ہو جس کا دستہ ہے پالسی کا لیکن دھرتی تو جانا نہیں کسی کا
 ۱۹۶۳
 ہر کوئی لیکن اسپر سرور ہو رہے ہیں ہر سو اچھل رہے ہیں در چور ہو رہے ہیں
 اس قبلہ رجوعیت کا انتشار دیکھو اس باغ میں خزاں کی اکبر بہار دیکھو
 لکھے گا کلک حسرت دنیا کی ہٹری میں اندھیر ہو رہا ہے بجلی کی روشنی میں
 ۱۹۶۴
 یہیں کے پیدا یہیں کی رنگت یہیں کی بوٹی یہیں کا کھانا
 تو پھر تفاوت ہو کیوں تھروں میں ہر اک کو بہتر ہے ویس گانا
 رہے فرنگی۔ سوآن کی سیوا ہر ایک پر آپ مندرض کر دیں
 جو خاص مطلب ہوں اپنے اپنے الگ الگ جاکے عرض کریں
 جو باہمی بحث ہو تو باہم ہم اس پہ قال آتول کر لیں
 جو فیصلہ ہو قبول کر لیں جو حسنا رہی ہو تو پھول کر لیں
 برادرانہ محبتیں ہوں رحمتیں فرے سے خوشی منائیں
 نہیں ہے اس میل کا یہ مطلب کہ ہم گورنٹ کو ستائیں
 ۱۹۶۵
 نیچر کو ہوئی خواہش زن کی اور نفس نے چاہا ہر شک پری
 شیطان نے دی ترغیب کہ ہاں لذت تو ملے زانی ہی سہی
 نیچر کی طلب بالکل ہے بجا اور نفس کی خواہش بھی ہو روا
 شیطان کا ساتھ البتہ برا اور خوف خدا ہے اسکی دوا
 نیچر کی تو حد میں تقویٰ ہے اور نفس پہ کچھ الزام نہیں
 ہاں ساتھ اگر شیطان کا ہو تو نیک ترا انجام نہیں

| | | |
|------|--|--|
| ۱۶۶۶ | در اصل نفس کی چالائیاں ہیں گھاتی ہیں نہ قوم کی تمجید لفت نہ قوم کا ہے وجود تھامے سامنے کچھ مغربی ضوابط ہیں نہ قوم ساتھ تھامے نہ تم ہو قوم کے ساتھ خدا پرست کے تیوہری اور ہوتے ہیں | جو دیکھیے تو دکھائے کی سب یہ باتیں ہیں فقط یہ پولیٹیکل بحرات کا ہے صعود یہ اسم و فعل نہیں ہے فقط رد وابط ہیں تھاراپیٹ تھاراسٹھ اور تھاراماتھ خطا معاف وہ جو ہری اور ہوتے ہیں |
| ۱۶۶۷ | کسی درجے میں دنیا کے اگر کوئی معزز ہے مگر ایسا سمجھنا ہو سسر اسکی نادانی پناہ نفس بیشک ہے مگر مرکز نہیں دل کا وہ کہتا ہو کہ دل کیا چیز ہو بس نفس کی خواہش مگر یہ اسکی نادانی ہو کم فہمی کی باتیں بشر اک نوبت ہستی میں جینا یوس ہوتا ہو اگر یا د خدا مرکز ہو تسکین سکون ہوتی ہے | سمجھتا ہو کہ یہ اعزاز ہی بس میرا مرکز ہو وہ عزت اک تماشا ہو وہ حالت اسی ہر نادانی اسی پر مطمئن رہنا نہیں ہو کام عقل کا وہ کہتا ہو کہ باطن کیا فقط اعضا کی ہر سازش یہ بے عقلی کے دن ہیں اور غفلت کی باتیں حقیقت اپنی تب گھلتی ہو دل محسوس ہوتا ہو وگر نہ بیکسی میں جان اندر تن کے روتی ہو |
| ۱۶۶۸ | ایمان پہ دل قائم جو رہا پیدا ہوئی آخر شکل کوئی ہر بات پہ جسے شک کہتا وہ ضرر پریشان باطن تھا مخلوق ہی کا محو یہ ہے رب کا ذکر کیا غیر تہی جب نہیں ہو تو ایمان ہو چکا | بالکل ہی سکون آج نہ پھر دائرہ تحقیق کہاں یرکار سے نقش سوقت بنا اک جزو کس کا سا کہ تھا مطلب ہی کا غلام ہو نہ رہب کا ذکر کیا انسان ہی نہیں ہے مسلمان ہو چکا |
| ۱۶۶۹ | خس کی یہ حضرت ہو موجود کے ساتھ ہم ہیں دریا رواں ہیں ہر چوٹھے ابل ہے ہیں عم سے عبرت کا نور حاصل ہو | موجیں یہ کہہ ہی ہیں قدرت کے ہاتھ ہم ہیں جس راہ لگ گئے ہیں اس راہ چل رہے ہیں غم نہایت عجلی دل ہے |

| | | |
|------|--------------------------------------|---------------------------------------|
| | نغم سے مطلب نہ عم جو دانع بنے | نہ وہ جو رسم کا چراغ بنے |
| ۱۶۸۱ | مذہب ہی امر تو ہی سمجھو نہ فعل ذاتی | معذرت سب ہیں اس میں گنگوہیوں یا دفاتی |
| | شیعہ ہوں خواہ کئی لالہ ہوں یا برہمن | مذہب کو مورقوں سے سبقاتے ہیں عموماً |
| | پولٹکل ضرورت بیشک تھی اس کی اول | اب اس طرف توجہ لازم ہے صرف تسوخل |
| | اچھا برا نہ کہہ دو تم مذہبی بنا پر | اخلاق اسکے دیکھو صلی تو یہ ہے جو ہر |
| | تعلیم ہے جو عمدہ صحبت اگر ہے اچھی | پاؤ گے اسکو اچھا طینت اگر ہے اچھی |
| | ناری ہی یا کہ ناجی اسکا بیاں نہیں ہے | سوشل طریق یہ ہے اور وہ تو راز دین |
| ۱۶۸۲ | جناب فاطمہؑ کے مرتبے کا کیا کہنا | ہمیشہ چاہیے اپنے درد و خواں رہنا |
| | جناب حیدرؑ کرار کی وہ ہیں بی بی | حسن حسین کی ماں ہیں سول کی بیٹی |
| ۱۶۸۳ | ذرتے ہیں چند جنکو صنعت ابھارتی ہے | اک خاک عبرت آگئیں لیکن بکارتی ہے |
| | اسل ٹخن میں ہم بھی اک ات جل چکے ہیں | تم شمع بن رہے ہو اور ہم پھیل چکے ہیں |
| ۱۶۸۵ | ہر طرح راحت تھی مجھکو دانت سے | قافیہ آن کا بلا تھا آنت سے |
| | صحبت اب بگڑی تو ان میں درد ہے | اس طرف دیکھو تو معذہ سرد ہے |
| | خواب راحت کسکو کھانا کون کھائے | رات بھر کرتا رہا ہوں ہائے ہائے |
| | درد کے آگے رہا مجھ بھی گردِ غم | مصطفیٰ بھی رہ گئی بارودے زرد |
| ۱۶۸۶ | یوں تو دونوں ہی ہیں مہر و عبادت میں | ایک نکتہ ہی نظر پائیے جس پر کبر |
| | اہل ظاہر تو فقط حکم خدا پاتے ہیں | اہل باطن پیش دل کی دوا پاتے ہیں |
| ۱۶۸۸ | بے حد اس بات سے ہوں جلتا | مجھ سے مراد دل نہیں ہلکتا |
| | ہو شوق سو سائٹی میں سستی | کیا خاک ہے یہ خدا پرستی |

عزت سے پناہ چاہتا ہوں گپ شب ہی کی راہ چاہتا ہوں

اللہ کے واسطے جو ملتے بے شبہ گل مراد کھلتے

کہاں کا گیان اور دھیان کیسا خدا کہاں کا کہاں کیونو

۱۴۹۰

عمل کے بدلے اسی کا غل ہے ہیں ویشنو ہیں ویشنو

صدکے نوڈگراف بشنو ہیں تر شا کے ٹمپ برقی

۱۴۹۲

زسینہ و دل مجو تجلی خموش کن شمع ہائے شرقی

رہنا باطن کا ہو کوئی خضر یہ خوب ہی اس خضر پر سب سے لڑنا یہ مگر محبوب ہی

۱۴۹۲

اپنے اپنے خضر سے ہر ایک کھے دل کو شاد نام ہے اللہ واحد کا برے اتحاد

اک اٹھا کٹور کشائی کے لیے اک اٹھا حق کی صفائی کے لیے

۱۴۹۳

جنگ میں نیا رہی لقمہ غرق ہاں سکندر اور یوپی کا ہر فرق

حافظ شیراز کا کیا پوچھنا تھے خوش بیاں آنکھ یہ مطلع ہوا تک انجمن میں برزباں

۱۴۹۵

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما چیت یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

حضرت اکبر بھی لیکن اس نے میں ہیں فرد آنکھ یہ مطلع کوئی پڑھتا تھا کل با آہ سرد

دوش از صحن حرم آئندہ کالج قوم ما دیدنی گردیدہ است کنوں صلوة صوم

ایک ہی سوچ قضائیں عقلتیں بہ جائینگلی شہر کشوں کی گردنیں اپنی جگہ رہ جائینگلی

۱۴۹۶

ساتی بنیم فنا کالب پہ کپ آنے تو دو ریکہ کی اڑ جائینگلی تسلیم وہ تپ آنے تو دو

بدن ظاہر ہو اور توحید میں تو ہم اچھے میں اپنے آب و گل میں

۱۴۹۷

شگفتہ رکھے گی ہکو طہارت جھکا ہی رنگی دل طاعت پہ حد

اسکا گھوڑا جس کی کاٹھی بھینس اس کی جس کی لاٹھی

۱۴۹۸

| | | |
|------|---|---|
| | دینا دیکھے و دنیا مانے | زور بٹھائے تھائے تھانے |
| | اس سے اچھا ہر کو جینا | تھکھو تو ہے حن کی چھینا |
| ۱۶۹۹ | مگر یہ صاف ظاہر و خدا کو مان سکتے ہیں | غلط بالکل یہ دعویٰ ہے خدا کو جان سکتے ہیں |
| | تجرب ہے اگر محتاج ہستی نے نہیں مانا | تجرب کیا اُسے محدود ہستی نے نہیں جانا |
| ۱۶۰۰ | لگا ہونے ترقی کا تماشا | دستبر میں وہ دوڑے بے تماشا |
| | چلی آہی کے میدان میں بگڑٹ | زباں گنجینہ لفظی میں لکھڑٹ |
| | رپٹ لکھو اگیا قومی محاسب | ہوئی جب جنوری رو کوئی طالب |
| | مفاعین مفاعین فو لن | مفاعین مفاعین فو لن |
| ۱۶۰۱ | تو فقط دشمن تو حیدر پہ لازم ہے نظر | تو تہ طبع اگر صرف کرواے اکبر |
| | بحث کرنا ہے تو بیگانہ اسلام کو ڈھونڈو | کیوں پے طعن کسی مسلم بدنام کو ڈھونڈو |
| | کیدار غیار سے مسلم کو جب آرام نہیں | باہمی کش کش و طعن کا ہنگام نہیں |
| ۱۶۰۲ | بہر اصلاح انتظار اسکا ہو اکہم و خیال | استاد مذہبی اہل جاں میں ہے محال |
| | ورنہ دخل غیر سے ہرگز نہ پاؤ گے مفر | اختلاف باہمی سے چاہیئے قطع نظر |
| | عادتیں ہیں ہٹسری ہر سب تم کھو معاف | معن و طعن آپس میں سمجھو مل مردی کے خلاف |
| | محرز اس کے رہو جب کو غلط سمجھو صریح | ہاں عمل پر کرو جسکو کہ خود سمجھو صحیح |
| | حکم سے چلتا ہے کتنا یہ نہیں تو کچھ نہیں | زور سے دیتی ہے دنیا یہ نہیں تو کچھ نہیں |
| ۱۶۰۳ | نیٹھے جو رہیں فتلا لڑو | ہو جاؤ کھڑے کہیں جو قومو |
| | بلکہ ار کہ تایل سجد است | آزاد قیام یا قومو دست |
| ۱۶۰۴ | اسباب تہوں جمع تو آغاز ہو کیونکر | یہ غم ترا سخی سے دمساز ہو کیونکر |

| | | |
|---|---------------------------------------|------|
| طالب ہو خدا ہی سے دعا ہی کا یہ کام | اسباب کے جمع خدا ہی کا ہے یہ کام | |
| آنے کی نہیں کام فقط حرص و ہوا کچھ | بے طاعت و نیکی نہیں تاثیر دعا کچھ | |
| تخصیص نہ کی کیا ہو حریفوں کو بھی حق ہو | منظور اگر کبر و تفاخر کا سبق ہے | |
| اک آج اگر صاحب طاقت ہو تو اک کل | یکش مکش فطرت دنیا ہے مسلسل | |
| کھوٹے کو جبا کر دے وہی بات کھری ہو | نیکی کی طرف رخ ہو یہی ناموری ہے | |
| اور جو میں کو روہ ماضی سے مردمانگتے ہیں | ہیں جو کمزور وہ قاضی سے مردمانگتے ہیں | ۱۴۰۹ |
| یہی نظارہ پئے یاد خدا کا کافی ہے | مرد مینا کو فقط ارض و سما کافی ہے | |
| اتنا ہی کہدیا آواز ہے بہتر دھیمی | یا در کھو کیجئے یکتا ابراہیمی | |
| جو بت تھا نگاہ پر چڑھا تھا | آغاز یہ تھا کہ دل چڑھا تھا | ۱۴۱۰ |
| اللہ اللہ کر رہے ہیں | انجام یہ ہے کہ مر رہے ہیں | |
| آسمان مطلب معنی پہ دونوں ہی ہیں برق | را دیوں کا اور شاعر کا بتاؤں سے فرق | ۱۴۱۱ |
| یہ یہ کہتا ہو کہ مجھ سے میرے جسے کیا کہنا | وہ سنایا کرتے ہیں تلو کہ کسے کیا کہا | |
| مگر کوئی بھی نہیں کہہ سکا یقینی بات | اگرچہ لوگوں نے لکھا ہو حال بعد وفات | ۱۴۱۲ |
| ہمارے شعر کی دنیا میں چم گئی ہو دھوم | جو ٹھیک بات ہو وہ ہمو ہو گئی معلوم | |
| پلاؤ کھائیں گے احباب فاتح ہو گا | بتائیں آپ سے مرنیکے بعد کیا ہو گا | |
| تو لازم ہے شکر خدائے کریم | میسر جب آجائے خوانِ نعیم | ۱۴۱۳ |
| کہو تم متجن بھی کچھ ہو تو لاؤ | بہت ہو یہ بجا کہ کھا کر بلاؤ | |
| مگر اسودت کی بھی مختصر حد | سلف کی بھی تھی اپنی لٹل حد | ۱۴۱۴ |
| انگ تھے اپنی قوت میں قبائل | بہت کم تھے رسائی کے دلائل | |

| | |
|------|--|
| ۱۴۱۶ | تو اپنے وقت کا جزا فیہ دیکھ ترجمے والے کتے ہیں محنت یہ مضمون اور اپنا قافیہ دیکھ پالیتے ہیں اپنی اجرت سینے ہو جاتے ہیں خالی بھرتی جاتی ہے الماری دل کا گورنر تو ٹھہرا غریبی لب پر آرد وہو یا عسری |
| ۱۴۱۷ | اُدھر برگد کا ٹلا ہوا دھندلکا صوفی ہر اُدھر وہ بھی اٹھائے نازستان حکومت کا نہ اسیں بیوقوفی ہو نہ اسیں بیوقوفی ہو ادھر یہ بھی بنا ہوا زپیران طرقت کا فلک کھولیکا اپن جب بھی میدان مردی کا تو قصہ ختم ہوگا ذہن کی آوارہ گردی کا |
| ۱۴۱۸ | اک مصیبت میں ہر سادھو کوئی یا سینہ سچ تو ہی گردوں کو راہ مہربانی کیوں ہو تو یہ سادون مگر حکم خدا سے جیتھ ہے آگ جیٹ پ میں بسے ہلکوپانی کیوں یا انہی جلد ہو باران رحمت کا نزول یہ دعا لازم ہو سب کو چھوڑ کر کا فضول |
| ۱۴۱۹ | ندہ بکے باب میں کوئی کسکو بدل سکے حس مر فطرتی ہے خدا ہی کی شان ہو یہ تو وہ کر سکے کہ جو جس کو بدل سکے منطق سے پہلے عادت و حس کی اٹھان ہو پھر اسکے آگے رہتی ہو منطق رکوع میں اسکے خلاف کچھ جو کہیں ہو وہ شاذ ہو |
| ۹ | انفلیوینزا پڑھا چوگان بازی اب کہاں چائے کی قلت ہوئی تو بیل بھی مرنے لگے یہ جبر یا وہ مصلحتوں کا نفاذ ہے اپتنا ہی ہو ہے ہر اسپتہ نازی کہاں |
| ۲۰ | انفلیوینزا ہوا کرنل بھی مرنے لگے عقل کی شرکوں پہ بھی بیمار ہو گئے موت کے دھڑکونیں بہتہ ہو خدا سے لو لگے دیوتا لگڑیں تو پھر سرکار اسکو کیا کرے |

سب کو لازم ہو دعا مانگیں سے راہوں
 حذرِ یادہ کی نہیں لیکن کم از کم سائن
 ہو اگر اکبر تھیں شوقِ صراطِ مستقیم
 دیکھ تو قرآن میں ہی عیسیٰ باللہ
 یاد آ رہی ہے جھک بوس کی گفتگو اب
 ہوں جو شیعہ باللہ و اصاب
 طاعتِ باری سے دلکشاد رکھ
 اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ يٰ دُرُكھ

۱۴۲۶

۱۴۳۰

۱۴۳۱

مہاراجہ شین شاد دین کن بادیقاہ

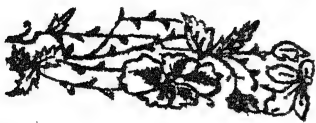
رحلتِ فرزند سے ہیں اجہ صاحبِ دیند سا شاد کا دل میں مصیبت سے بہت شاد ہو
 اکبر خنیں جگر اس غم میں ہو خود مبتلا
 اس کے لب پر بھی غمانِ دہ ہو فریاد ہو
 حرفِ تشکیں و تسلی کیا زباں پر لائے وہ
 شاد خود صوفی ہیں انکو دس ملکٹ ہو
 رحمتِ حق پر نظر ہو اور یہی ہے التماس
 منزلِ ہستی کی یہ اک فطرتی اُفتاد ہو
 لطفِ اشفاقِ خدا کی گرد میں پلایا ہو
 جنتِ الفردوس کے دم سے اب آباد ہو
 اس تصور میں ہے مہراج کی طبعِ بلند
 یعنی اب عثمان پر شاد آساں پر شاد ہو
 لفظوں میں اجتماع نہ معنی میں نور ہے
 ویران آج کو چہ بین السطور ہو
 شبلی کا خامہ صفحہ ہستی سے اٹھ گیا
 اب مدِ آہ دل و لوح دلِ ناصبور ہے
 مشتاقِ تیرا اکبر رنجو بہت ہے
 افسوس ہی ہو کہ دکن دور بہت ہے
 شبلی ہی ٹھہ گئے تو میں اب جاؤں کسکیاں
 شوخن کی نرم نظر آتی ہے او اس
 دھوئے بھاجو دل نے مارتا سال اتقال
 پھرنے لگا نگاہ میں یار سخن شناس
 ۱۳ بجری

۱۴۳۶

۱۴۳۸

۱۴۳۹

۱۴۴۰



سر علی محمد صنا راجہ محمود آباد

ہیں حضرت ساحر آج اک حصن کمال ہو مخزن حکمت و خرد آن کا خیال
اشعار اکبر کے کیوں نہوں یاد آن کو راجہ کے گھر میں موتیوں کا کیا کال

سید فضل الحسن حسرت موہانی

تھا دل حسرت بھر ارمان میں ہم نے لکھ بھیجا انھیں بان میں
بھائی صاحب رکھ دو تم اپنا قلم ہاتھ میں لو اب تجارت کا علم
ہو چکی غیروں سے خوشی کی بہار بس دکھاؤ اب سویشی کی بہار
کام کرو اٹھو چڑھاؤ استیں لا یضیع اللہ اجر المحسنین

اقبال

حضرت اقبال میں خوبیاں پیدا ہوئیں
یہ حق آگاہی یہ خوش گوئی یہ ذوق معرفت
اسکے شاہد ہیں کہ اُنکے والدین برابر تھے
جلوہ گرا نہیں انھیں کا یہ فیض تربیت
مادرِ بخور و مسہ اقبالِ جنت کو گئیں
روکنا مشکل ہے آہ و زاری و فریاد کو
اکبر اس نعم میں شریک حضرت اقبال ہو
قوم کی نظیر جو آنکے طرز کی شہید ہوئیں
یہ طریق راستی خود داری بے تکبریت
با خدا تھے اہل دل تھے صاحبِ سر ار تھے
ہے ثمر اس باغ کا یہ طبع عالی منزلت
چشمِ تربوہ اسوہ کے قلب ہے اندر گہیں
نعمتِ عظمیٰ ہے ماں کی زندگی اولاد کو
سالِ حلت کا بیان منظور اُسے فی الحال ہو

داعی مخدومہ ملت متین وہ نیکو صفات
 رحلت مخدومہ سے پیدا ہوا بیخ وفات
 ۱۴۴۴
 ۱-۴۶
 خیر ملت تھے مہدی مرحوم کیوں غم آگاہ ہو ان کو
 سارا ملت کا مادہ اگر ہر مومن پاک بن کر گھر
 صدر ملہ فرقت میں کر کے بتلا
 آج ہاشم عازم حنبت ہوا
 قوت بازوئے عشرت چل بسی
 اور مراد نور نظر خست ہوا
 چوک کی مسجد الہ آباد میں ممتاز ہے
 شہر میں سارے مسلمانوں کو اسپرناز ہے
 دست رفت میں تھی محسوس لیکن کچھ کمی
 سنگ ہوتی تھی جگہ جب ہوں زیادہ آدمی
 انکی باتوں میں اثر انکے ارادوں میں ثبات
 ہو گئی آغوشِ سعی دل سے اور لگائی حق سے نو
 کہہ ہی ہو مسجد اب اپنی زبان حال سے
 ہو گئی کافی جگہ اسلام کے اقبال سے
 مسجد کافی کی شانِ آسمانی دیکھئے
 خاکساروں کی لمبندی کی نشانی دیکھئے

مرثیہ ہاشم مرحوم

۵۔ جون ۱۹۱۲ء

آغوش سے سدھارا مجھ سے یہ کہنے والا
 آبا سائے تو کیا آپ نے کہا ہے
 اشعار حسرت آگین کہنے کی تاب کس کو
 اب ہر نظر ہے نو حائر سانس مرثیا ہے
 آگرہ میں مقدمہ ہوا مختار

۱۴۵۰

۱۴۵۲

(ایک میم نے شوہر کو زہر دیا ایک صاحب نے اپنی میم کو قتل کیا)
 حال سن کر لاک و مسٹر فلم کھلا
 تھا گل بیان پیش عدالت کھل کھلا
 آٹھ گویا قتل اور لگو پلا یا زہر
 تہذیب مغربی کی یہ تکمیل اور فتر
 پر نے یہ اعتراض ہوا اور زہر ہو دوا
 پالیسٹیکہ یہ طعن ہوا اور یہ ستم روا

لاکھوں مقدمات ہوئے بعض کھل گئے
 فتنے کا ہے قصور نہ مفتون کا قصور
 پردہ نہیں طلاق میں آسانیاں نہیں
 فطرت کا اقتضا جو کس طرح وہ گئے
 آسان ہو طلاق تو دل شاد کیجئے
 پردہ جو ہو تو ایسے مواقع بھی کم ملیں
 قانون میں روا ہو اگر دوسرا نکاح
 جب پردہ و طلاق و تعدد روا نہیں
 جانیں ہزاروں جاتی ہیں بچے بلکتے ہیں
 مغرب کا دل جو خواہر مشرق کے ساتھ ہو
 اکثر یہی ہے حالت قانون مغربی
 بس ظاہری نمود چمک اور اداسی ہے
 لکچر ہوا اس طرف تو ادھر ہمیشی بھی ہے
 تعلیم عورتوں کی ضروری ہے لا کلام
 ہم کو کمال شوق سے تعلیم دیجئے
 ہم فائدہ اٹھائیں گے مغرب کے راج سے

گذرنا زمانہ یاد کے دامن سے دھل گئے
 سب کچھ ہے یہ خرابی قانون کا قصور
 جائز کہیں تعدد و ازدواج یاں نہیں
 پھر کیوں گناہ مجرم کی جانب نہ دل جھکے
 بے قتل غیر اسپن گھر آباد کیجئے
 کیوں بزم میں شوخ نگاہیں ہم ملیں
 پھر کیوں یہ قتل زوجہ اولی کا ہو تباہ
 پھر بد معاشیوں کے سوا کچھ روا نہیں
 مستانِ مروجہ سے بھلا کب سرکتے ہیں
 یہ بھی گھر و نہیں اُن کیلئے ملتی ہا گھر ہے
 آزادیوں کی قید میں روح انکی ہے پھنسی
 دل کی خبر نہیں ہے کہ وہ کس بھاسی ہے
 اس سمت تاج ہے تو ادھر خود کشی بھی ہے
 لیکن جو یہ اثر ہے تو بس دور سے سلام
 لیکن کچھ اپنے گھر کی بھی اصلاح کیجئے
 لیکن پناہ مانگیں گے ایسے روج سے

(حسب فرمائش محمد عبدالرشید صاحب رزوسوداگر دہلی)

دماغ کیلئے خوشبو کا کھیل اچھا ہے
 ام آراء مذکور کی یہ ترکیب دیجئے
 ہوا بھی مست ہوئی ہو کہ تیل چھا ہے
 نیوٹون کو رنگ روپ میں مستربا دیا

تائیر میں مفید بنوے کا تیل تھا خوشبو میں بھی اب اسکو لوٹد ر بنا دیا
(دکیل پنجاب)

الف دین نے خوب لکھی کتاب کرب دین نے پانی راہ صواب

۱۶۵۶

بست روزہ پیر سید عشرت حسین سلمہ جس کی تاریخ ولادت (سید ظفر امام) تھی
نظر امید کی اک غنچہ دلکش کو نگہ تھی فلک نے ناشگفتہ اسکو لیکن کبریا رخصت
سجھ میں کچھ نہیں آتا طلسم اس نایغ ہستی کا بہ صدف ہر کہی تاریخ زمر گلشن فطرت
(صوبہ افغان پٹت دن موہن صاحب لوی) ۳۶ سوا ۱۶

۱۶۵۷

محرم اور دسہرہ ساتھ ہوگا نباہ اسکا بہائے باغ ہوگا

۱۶۵۹

خدا ہی کی طرف سے یہ سچوگ تو کیوں کہیں باہم صلح ہوگ

مالوی کا مال کچھ اور مولوی کا مول کچھ کہتے ہیں باز ایں اکبر سے تو بھی بول کچھ

۱۶۶۰

بولو وہ دنیا کا سودا تو فقط اک کھیل ہی عمدگی ہو مال میں درمول میں جب میل ہی

۱۶۶۱

مر سے عزیز میں شیعہ میں کس طرح یہ کہوں کہ میں خوش خوش جو ہوئی انکی درنگاد جدا

دلی دعا ہے مگر یہ کہ رکن قوم رہیں گیز جو بیٹ وہ ہوں سبک ساتھ خواہ جدا

بنائے کارچ شیعہ الگ ہوئی بھی تو کیا وہی ہے منزل مقصود گو ہے راہ جدا

برائے دولت و آثر ہے ایک ہی مرکز نہیں ہو اب بھی طریق حصول جاہ جدا

یہ دونوں سایہ الطاف مغربی میں ہیں نہ کوئی حصن جدا ہی نہ ہی سپاہ جدا

جو نسخہ تھا رزولوشن کا ہی (دھڑ بھی ہی نہیں ہو چھ جہ ہو جائے خانقاہ جدا

یہ دونوں اب بھی بدستور پیر عباتی ہیں کہ اپنا بیگ سنبھالیں ملے پناہ جدا

ٹرین ایک ہو پھر کیا جو دو ٹکٹ گھر ہوں

وہ شیخ کی تھی ترقی یہ عہد کا عروج
 شب وصال کے نغمے الگ چھڑ دھمکت
 عجب نہیں جو بلندی و اتحاد بڑھے
 ہزار دور ہوں۔ اپنے جو ہیں وہ اپنے ہیں
 مگر ہیں ٹھیکہ و انجینئر رہے ذاکر
 ثواب نیک خیالی بھی پائے گا اکبر
 حسن نظامی کو میں دیکھا ترقی و خصلت فقیریت
 عنان اندیشہ ہا مضطر ادھر ادھر کو کھینچی تھی
 ضمیر میں لکے ہو قصو معاشرت میں ہیں خلف
 وفات دختر جناب منشی افتخار حسین صاحب کا کو روی ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ
 چل بسی وہ دختر گل سیریں
 سال حلت کیا کہوں افتخار
 دیکھتے ہی میں جگر میں داغ آہ
 فغاں کہ سوخت زغم جاں افتخار حسین
 شمیم فاطمہ دخت عزیز نور نطر
 جمال صورت معنی خمیر ہستی او
 فغاں کہ دست اجل بختہ زبد امن او
 بہار گلشن ہستی ہنو زنا دیدہ
 فراق محنت جگر راز و الدین پیرس
 ہزار شعلہ حسرت کہ سرزد اندوہا
 نئے طریق کے ہیں ب دو گواہ جدا
 جنھیں ہر بحر وہ کر لیں گے اپنی آہ جدا
 دکھائے رنگ جو دنیا کا انتباہ جدا
 کسی کی آنکھ سے ہوتی نہیں نگاہ جدا
 وہ کر ہی لیں گے کسی طو سے نباہ جدا
 سوسائٹی میں بزرگوں کی آہ واہ جدا
 عمل پر اپنی ہی غصہ نہیں کر چھٹی کی ہر ذرا
 وہ دست ل ہو کہ جس چھوٹی کھینچی حلال تین حد
 فروع جو کچھ بھی سنائی میں صول میں لکھتے تھیں
 دلش فسر وہ شد از جور عالم فانی
 نہال نورس و زیبای بے باغ ہکائی
 بہ خلق بخشیم سعادت بحلق لاشانی
 کشید رخت اقامت ز عالم فانی
 پرید طائر و خوش حکم زندانی
 چہ بر قما کہ بفلک سوز نہانی
 ہزار آنکھ مصیبت کہ کرد طعنیانی

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

تائیر میں مفید بنوے کا تیل تھا خوشبو میں بھی اب اسکو لوٹد ر بنا دیا
(دکیل پنجاب)

الف دین نے خوب لکھی کتاب کہ ب دین نے پانی راہ صواب

۱۶۵۶

بست روزہ پیر سید عشرت حسین سلمہ جس کی تاریخ ولادت (سید ظفر امام) تھی

نظر امید کی اک غنچہ دلکش کو نکلتی تھی فلک نے ناشگفتہ اسکو لیکن کسریا رخصت

۱۶۵۷

سمجھ میں کچھ نہیں آتا طلسم اس نایغ ہستی کا بہ صدف ہست کہی تاریخ زمر گلشن فطرت

(صوبہ فرمائش پنڈت دن موہن صاحب لوی) ۳۶ سوا ۱۶

محرم اور دسہرہ ساتھ ہوگا نباہ اسکا بہائے باغ ہوگا

۱۶۵۹

خدا ہی کی طرف ہی یہ سنجوگ تو کیوں کھینچ باہم صلح ہلوگ

مالوی کا مال کچھ اور مولوی کا مول کچھ کہتے ہیں باز ایں اکبر سے تو بھی بول کچھ

۱۶۶۰

بولادہ دنیا کا سودا تو فقط اک کھیل ہی عمدگی ہو مال میں درمول میں جب میل ہی

۱۶۶۱

مر سے غریزہ میں شیعہ میں کس طرح یہ کہوں کہ میں خوش خوش جو ہوئی انکی درنگاد جدا

دلی دعا ہے مگر یہ کہ رکن قوم رہیں گریجو بیٹ وہ ہوں سبک ساتھ خواہ جدا

پناہ کا رنج شیعہ الگ ہوئی بھی تو کیا وہی ہے منزل مقصود گو ہے راہ جدا

برائے دولت و آثر ہے ایک ہی مرکز یہ دونوں سایہ الطاف مغربی میں ہیں

جو نسخہ تھا زردیوشن کا ہو (دھر بھی ہی نہیں ہو فضل الہی سے بادشاہ جدا

نہ کوئی حصن جدا ہو نہ ہی سپاہ جدا نہیں ہو چو جو ہو جائے خانقاہ جدا

کہ اپنا بیگ سنبھالیں ملے پناہ جدا کہ اپنا بیگ سنبھالیں ملے پناہ جدا

وہ شیخ کی بھتیجی تھی یہ عہد کا عروج
شب وصال کے نغمے الگ پھر دو حکمت
عجب نہیں جو بلندی و اتحاد بڑھے
ہزار دور ہوں۔ اپنے جو ہیں وہ اپنے ہیں
مگر ہیں ٹھیکہ و انجینئر رہے ذکر
ثواب نیک خیالی بھی پائے گا اکبر
حسن نظامی کو میں دیکھا ترقی حصلت فقیریت
عنان ابدیشہ با مضطر ادھر ادھر کو بھی بھی
ضمیر میں نیک ہر قصہ معاشرت میں ہیں مختلف

وفات دختر خبابی انتحار حسین صاحب کا کو روی ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ

چل بسی وہ دختر گل سیرین

سال حلت کیا کہوں انتحار

فغاں کہ سوخت ز غم جاں انتحار حسین
شیم فاطمہ دخت عسریہ نور نطنز
جمال صورت معنی خمیر سستی او
فغاں کہ دست اجل تہہ زود بد امن او
بہار گلشن ہستی ہنوز نا دیدہ
فراق لخت جگر راز والدین پیرس
ہزار شعلہ حسرت کہ سر ز داؤد لہا

نئے طریق کے ہیں ب دو گواہ جدا
جنہیں ہو ہجر وہ کر لیں گے اپنی آہ جدا
دکھائے رنگ جو دنیا کا انتباہ جدا
کسی کی آنکھ سے ہوتی نہیں نگاہ جدا
وہ کہہ لیں گے کسی طو سے نباہ جدا
سوسائٹی میں بزرگوں کی واہ جدا
عمل پرانی ہی عنصر نہیں گرجہ ملی کی ہوا جدا
وہ دست دل ہو کہ جس چھوٹی گنجی جل متروک جدا
فروع جو کچھ بھی پتی میں اصول میں گور توجہ جدا

وفات دختر خبابی انتحار حسین صاحب کا کو روی ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ

چل بسی وہ دختر گل سیرین

سال حلت کیا کہوں انتحار

فغاں کہ سوخت ز غم جاں انتحار حسین
شیم فاطمہ دخت عسریہ نور نطنز
جمال صورت معنی خمیر سستی او
فغاں کہ دست اجل تہہ زود بد امن او
بہار گلشن ہستی ہنوز نا دیدہ
فراق لخت جگر راز والدین پیرس
ہزار شعلہ حسرت کہ سر ز داؤد لہا

| | | |
|---|---|------|
| چو فکر سال و فاقش نمودم از سر آہ | شیمم خلد شدہ گفت فضل حمانی | ۱۶۹۷ |
| یہ تھا قول حمید آتے تھے جب تخت شاہی سے | جو پیش آیا ہے پیش آیا ہو تقدیر الہی سے | |
| جو نلدوس آئے تخت سے اُنکایہ شکوہ تھا | انھیں نے دی غاہ کو ہمیں جنبہ پھر وساتھا | |
| انھیں قوس کوں کھینچنا عبرتِ حسرت کا نقش بھی | انھیں سے ہر عیاں طرز خیالِ دین دنیا بھی | |
| خدا کے بندہ صلیٰ علیٰ نعتی محمد حسان | سپر علم و خرد کے ہیں خستہ تارباں | ۱۶۹۸ |
| کتابِ انکی یہ ہر مادی طیر لوق صواب | ملا ہر ہکو یہ گنج جو اہر خوش آب | |
| جو غنچہ قلب کا تاریخ کی طلب میں کھلا | کلیدِ خلق و سعادت میں سال طبع ملا | |
| نور باطن بڑھ گیا عجوبہ اسرار سے | دل نے پانی تقویت اس فوج کے غمخوار سے | ۱۶۹۹ |
| پردہ غفلت اٹھاتے ہیں مضمون ہیں | پھیر دیتے ہیں طبیعت دہر کے بازار سے | |
| میں مصنف اس سنانے کے بڑے عالی خیال | واقعی یہ ہو کہ میں منہ قرہ برابر سے | |
| بند ہوا سوقت چشمِ عبرت و عرفان تمام | ہاں لیا ہوا کام انھوں نے دیدہ بید سے | |
| ہو بجایا جو بہ اسرار کے نسبت یہ قول | دولتِ ایماں بڑی تصنیف گو ہر بار سے | |
| (حسب فرمائش سید منوچر حسن صاحبِ ختر زیدی مصنف قصیدہ ہدیہ حیدری) | | |
| کس قدر ز پر نور ہے یہ نظم درج ہو تراب | یہ بلاغتِ حیرت افزا یہ فصاحت لا جواب | ۱۶۹۹ |
| اس قصیدے سے تھے روشن زمین و آسمان | ادب معنی پر دل اختر سے نکلا آفتاب | |
| جناب سید مہدی حسن خجستہ صفات | بلند مرتبہ ذی علم مصدرِ حسنات | ۱۶۷۰ |
| سہ حائے دارِ فنا سے وہ سچے خلد بریں | سنہ وفات کا خواہاں ہوا جو قلبِ خربیں | |
| پڑھایہ باقی غیبی نے مہرِ جہت | مقیم خلد بریں مہدی حسن سید | |
| ۱۷۰۰ | ۱۳۰۰ | |

ماجد کو آپ سمجھیں بیگانہ طبع لقیقت
ہیں غالباً وہ مصداق اس شعر با اثر کے
دل میں مرے تو ہی اک امید کا قصیدہ
ارشاؤں کر گیا ہے اک مرد برگزیدہ
من پاک باز عشقم ذوق فنا چشیدہ
آہوئے دشت ہویم از ناسوا رسیدہ
(مستر برن سابق چیف مسکری گورنمنٹ یوپی حال کبوتر بنارس - فارسی - اردو میں بہت قابل)
مصنف کے بڑے قدر شناس - کلام عارفانہ و حکیمانہ کے شیدا

شاعروں میں جب آیا میر اثرن
آرد و فارسی میں آپ ہیں برق
پڑھ دیا میں پیش حضرت برن
آپ ہی سے نور مطلع شرق
صاحب فیض و لطف علم ہیں آپ
عزت افزائے اہل علم ہیں آپ
حق تعالیٰ کو مانتے ہیں آپ
قدر طاعت کی جانتے ہیں آپ
فخر و ناز آپ کیلئے ہے مباح
اک زمانہ ہے آپ کا مذاج
آپ کل کے دل کو راحت ہی
ایسا حاکم خدا کی رحمت ہے
آپ کا دل ہو مخزن ہمنہ و مست
جو ملا آپ سے بنا وہ دوست
ہے بلند آپ کے کرم کا علم
ہیں مرید آپ کے سب اہل قلم
ساز بزم آپ کا رہے برتر
ہو مبارک ترانہ کیسے
(عطائے شمشیر پیش شاہ حسین صاحب ریس اودھ بہ صلہ خدمات ایام جنگ)
حسن کو ابروئے خمدار مبارک ہو
مرے شاہد کو یہ تلواریں مبارک ہوئے

بمقام جو پور بنگلہ سید عشرت حسین سلمہ

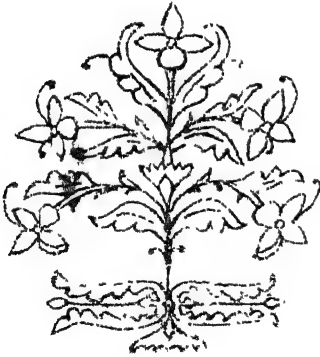
فضل ہو امد کا ہوں جمع سنائے سالیاں
وہ اچھا لین بال یہ چکا میل پنی بالیاں
لب کی ہو جگہ گاہٹ اوز کے نو نو گراں
عشرتی تھو ما کریں پتے بجائیں تالیاں

گھر ہے آباد سدا سدا و رسد من خوش رہیں
 گردِ بگلے کے ہے سرسبز ہر شاخ و درخت
 ڈھیر پھولوں کا گلہ تے بنائے باغباں
 سونے چاندی کی ہنسی جو جی لہن کے ہاتھ سے
 غل جائیں کھیل میں بچے ہے بگلے میں ہوم
 جہانک کر دیکھیں قحج صاحبِ دل بھی نہاں
 ڈومنی انعام پائے گائے پیارگی گایاں
 نہر کے پانی سے لہرائی رہیں سب نالیاں
 پیر پھل دیتے ہیں مالی لگائیں ڈالیاں
 لیس بلائیں اور دعائیں دیں انھیں کھولیاں
 مہمانوں کیلئے پکوان کی ہوں تھالیاں
 کمرے کی دیوار میں دواک بنی ہوں جالیاں

(محمد موسیٰ صاحب برادر خرد شمس العلماء مولوی امجد علی صاحب ام لے)

بھجی جو تم نے مجھ کو لہجی
 شربت کی فطرت اس کی نیچی
 منھ میں رکھ کر جو میں نے چوسا
 بولی یہ زباں وادہ موسیٰ

ج
 ۱۴۴۳



ترجیع بند وغیرہ

۱۷۷۵ نوکر رسول پاک ہو فخر زبان انسان جن سے روح کو اس سے ہر سرور قلب اس سے ملے
 ولولہ دل جواں قوت خاطر مس منے اگر یہ گوش ہوش زور ملک رات دن
 صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ

✓ خضر رکوع ہو یہی شوق جو داسی سے ہو ✓ حالت ذوق و وجد کا دل میں ڈو اسی ہو
 دین خدائے پاک کی شان نو اسی سے ہو ✓ منع خیر ہو یہی ہمت جو داسی سے ہو
 صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ

ہو یہ وہ نام خاک کو پاک کرنے کھار کر ہو یہ وہ نام خار کو پھول کے سنوار کر
 ہو یہ وہ نام ارض کو کرنے سما بھار کر اکبر اسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر
 صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ

شاخ عاصیاں ہر وہ تابوں کے کفیل ہیں فیض سان خلعت میں حافی بے عدیل ہیں
 شکل میں چہل بیان میں وہ خلیل ہیں منظر نور حق ہیں وہ مہبط جبرئیل ہیں
 صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ

سینہ بت ہو آنے شوق کفر کے دھیں تیر ہیں حکم خدا کے میں مطیع دین کے دستگیر ہیں
 راحت جان روح ہیں روشنی ضمیر میں خلق برائے مستفید ہادی بے نظیر ہیں
 صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ

حالت ملک قوم پر ہونے شب و روز بقرار دین سے دل کو پھیریں ایسے سبب ہر شمار
 مرکز طبع کیا گئے جس ہو کم یہ انتشار آئی صد افلاک یہ پڑھ تو ای کو بار بار

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

ہم نے آسمان اگر تجھ سے ہو برسرِ جفا ہونہ لول تجھ سے ہو دولت و جاہ اگر خفا

سکستند یہ ہو چھوڑ نہ تو رہ صفا نسخہ حفظ دیں یہ ہو ہی ٹھیک فلسفہ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

نگرانی مراحل کبھی ایسی تو نہ تھی تندر موج لبِ سال کبھی ایسی تو نہ تھی

بدگمانی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جیسی اب جو تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

کرتی ہے خلق کو لیلائے لبرٹی مفتوں ہند کے دل کو تبھالیتا ہر مل کا یہ فسوں

لاجپت بھی ہوئے شاید کہ اسیر و محزون پائے کو باں کوئی زنداں میں نیا ہو محزون

آتی آواز سلسل کبھی ایسی تو نہ تھی

پیشتر اس سے طبائع کے نہ تھے یہ پہلو کہیں اشنان کی تھی لہر کہیں موج و ضو

لے مس سیمت و ماہِ جمین و گل رو تری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو

کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

تعلیم نسواں ایک پنڈت صاحب کی فرمائش سے

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے

حسن معاشرت میں سراسر فتور ہے اور اسمیں والدین کا بیشک تصور ہے

ان پر یہ فرض ہو کہ کریں کوئی بندوبست چھوڑیں نہ ولکیوں کو جالت میں دوست

لیکن ضرور ہے کہ مناسب ہو تربیت جس سے براہی میں ٹہرے قدر و منزلت

آزادیاں مزاج میں آئیں نہ تمکنت ہو وہ طریق جس میں ہو نیکی و مصلحت

ہر چند ہر علوم ضروری کی عالمہ
 مذہب کے جو اصول ہوں اسکو تباہ جائیں
 اور ہام جو غلط ہوں وہ دل سے مٹائے جائیں
 عھسیاں سے محرز ہو خدا سے ڈرا کرے
 تعلیم خوب ہو تو نہ آئے گی دام میں
 خیرات ہی سے ہوگی غرض خاص عام میں
 اچھا بڑا جو کچھ ہے خدا ہی کے ہاتھ ہے
 تعلیم ہے حساب کی بھی واجبات سے
 یہ کیا زیادہ گن نہ سکے پانچ سات سے
 گھر کا حساب سکھ لے خود آپ جوڑنا
 کھانا پکانا جب نہیں آیا تو کیسا مزا
 لندن کے بھی سالو نہیں ہیں نے یہی پڑھا
 وقت آپڑے تو گاڑھے گزی میں بھی عذ کیا
 سینا پر ونا عورتوں کا خاص ہے ہنر
 عورت کے دل میں شوق ہے اس بات کا اگر
 کسب معاش کو بھی یہ فن ہے کبھی مفید
 سب زیادہ نکر ہے صحت کی لازمی
 کھانے بھی بے ضرر ہوں صفا ہو لباس بھی
 تعلیم کی طرف ابھی اور اک قدم بڑھیں

شوہر کی ہو مرید تو بچوں کی حساد مہ
 باقاعدہ طریق پرستش سکھائے جائیں
 سکے خدا کے نام کے دلیں بٹھائے جائیں
 اور حسن عاقبت کی ہمیشہ دعا کرے
 خالق پہ لو لگائے گی وہ اپنے کام میں
 اسکو سکھایا جائے یہ واضح کلام میں
 نیکی اگر کرے گی تو نفرت بھی ساتھ ہے
 دیوار پر نشان تو ہیں وہیات سے
 لازم ہو کام لے وہ قلم اور دوات سے
 اچھا نہیں ہے غیر یہ یہ کام چھوڑنا
 جو ہرے عورتوں کے لئے یہ بہت بڑا
 مطبخ سے رکھنا چاہیئے لیڈی کو سلسلا
 گھر کے لئے طعام پزی میں بھی عذر کیا
 درزی کی چوریوں سے حفاظت پہ ہونظر
 کپڑوں کے پتے جاتے ہیں گل کی طرح سنو
 اک شغل بھی ہو دل کے بہلنے کی بھی امید
 صحت نہیں درست تو بیکار زندگی
 آفت ہی ہو جو گھر کی صفائی میں کچھ کمی
 صحت کے حفظ کے جو قواعد ہیں پڑھیں

پبلک میں کیا ضرور کہ جا کر تہی رہو تقلید مغربی پر عبث کیوں ٹہنی رہو
 داتانے دھن دیا ہو تو دل سے غمی رہو پڑھ لکھ کے اپنے گھری میں دیوی بنی رہو
 مشرق کی چال ڈھال کا معمول ورہے مغرب کے نابود قص کا اسکول اورہے
 دنیا میں لذتیں ہیں نمایاں ہر شان ہر انکی طلب میں حرص میں سارا جہان ہر
 اکبر سے یسٹو کہ جو اُس کا بیان ہر دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہر
 حد سے جو بڑھ گیا تو ہو اُس کا عمل خراب آج اُس کا خوشنما ہے مگر ہو گا کل خراب

نعت

۱۷۶۸

مذبح سرور کو نین میں خامہ اٹھاتا ہوں خیال کفر کی ظلمت پہ اک بجلی گراتا ہوں
 شبِ اودام ہو سمیعِ حق میں لا تا ہوں چراغِ طورِ امین کوہِ معنی پر جلاتا ہوں
 اتنی شوخی برقِ تجلی وہ زبانی را قبولِ خاطرِ موسیٰ نگاہاں کن بیانی را
 محمد پیشوا و رہنمائے خلق و عالم ہیں معزز ہیں مقدس ہیں معظم ہیں سکرتم ہیں
 فروغِ محفلِ ہستی میں نورِ عرشِ اعظم ہیں حبیبِ حق ہیں مدوحِ ملک ہیں فخرِ آدم ہیں
 انھیں کے رنگ سوزِ نگ گلِ مستی کی زینت ہے انھیں کی بو عطرِ آگینِ نبی آدم کی طینت ہے
 انھیں کے دل کو آگاہی ہوئی تھی رازِ فطرت پر انھیں کی طبع کو وجد آگیا تھا سازِ فطرت پر
 وہی چشمِ خدا ہی جو تھی اندازِ فطرت پر انھیں کا نازِ غالب آگیا تھا سازِ فطرت پر
 وقائعِ آنکے غم و فکر کے سانچے میں چلتے تھے ذرائعِ غریب تکمیلِ مقصد کو نکھلتے تھے

وہ نظرساقی میخانہ یزداں پرستی تھیں
وہ آنکھیں منظر انوار دراز بریم ہستی تھیں
انہیں پریدیاں خالق کی حرمت کی برستی تھیں
اسی محفل کی بخشش قلم کے پھولوں کی ہستی تھیں
اسی سرکار نے ربہ بڑھایا طبع انساں کا

اسی دربار نے خلعت پہنایا نورایاں کا

نہ سمجھا پھر ہر اک نے آپ سنگ و نثار کو حاکم
جو تھے صنائع تاثیر عناصر کے ہوئے عالم
ہوئی توحید بالا بحر کئی عنصر پرستی کی
غلط سمجھا گیا دعویٰ بتوں کی قاعدیت کا
جرعہ انور بصر گذر ازمانہ جاہلیت کا
اشارہ عقل کی جانب کلام حق میں اصغیر ہو
سحانی آنکے روشن تھی اندھیر میں جا لے میں
وہ دیوں اصحاب میں تھو جھڑپ ہو چاند لے میں
محمد کی وہ نظیر تھیں کہ دل میں ہ کر تھیں
قدم آنکے لیے تھے بہر حل مشکل مسائل نے
جواب نہیں تھی پائی اُنسے طبع مسائل نے
جو طاقت رات کو دُن رد کن رات کرتی تھی
معاشرہ دیکھ کر شان انگلی انکو شاہ کستا تھا
مخاطب معروف ہوتا تھا حق آگاہ کستا تھا
دل کا فرس میں تھا قدر کی تھی انکا ادب کچھ تھا
طبائع ہو گئے تحقیق موجودات کے عاوم
پرستاران عنصر نے عناصر کو کیسا خادم
پڑی بنیاد اسی ارشاد سے علمی ترقی کی
یقین پیدا ہوا حکم خدا کی کاملیت کا
بجا ڈنکا زمانے میں بشر کی قابلیت کا
یہی قرآن درجینہ فطرت کا فاتح ہو
سا جاتا تھا خوف اُنسے تعرض کرنے والے میں
مصنف سئل کو لکھنا چڑا اپنے رسالے میں
زبان میں وہ فصاحت تھی کہ تو میں ہ کر تھیں
ہدایت اُنسے حال کی جہاں میں طبع مائل نے
نہایت ہی فصاحت لکھا ہو کار لائل نے
وہ طاقت یعنی فطرت خود اُنسے بات کرتی تھی
مسافر راہ پا کر اُنکو خطر راہ کستا تھا
مخالف کو حسد تھا پھر بھی مل میں ہ کستا تھا
نہے شان نبوت کچھ نہیں تھا اور سب کچھ تھا

جواہر خانہ اُس حشم کرم سے سینہ بنتا تھا
لطف سے صفا سے نور سے آئینہ بنتا تھا
مُردِ اگلے زخمے مشتاق دنیا کی تگ دو کے
قلوب اُنکی نظر کے عجب شفا سے ہلتے تھے
ہجوم خلق تھا راہ طلب میں شانے چھلتے تھے
فلک تھا دم بخود بادِ مخالف چل نہ سکتی تھی
خلقت کی مصلحت سے ہم کچھ یہ پیار ہے ۱۶۶۹
جو ذرہ ہے یہاں اُسے اک انشا ہے
ہر آن میں ہو شانِ خدائے قدیر کی
اب تو یاری کا اسی پر گلیا ہے انحصار ۱۶۸۰
جس کا تو حاسد ہو اُس کا جو ہو حاسد تیرا یار

واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں

جنگ جب تک تھی تو لسنے نام تھا اللہ کا

واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں

ہاں تجارت اور پالیسٹکس میں دیکھیں عسود

چند روزہ متفق ہوں ورنہ اے شیخ و ہنود

واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں



متفرقات

- ۱۶۸۱ اَلَا يَا اَيُّهَا السَّامِعُ تَصْنِيفُ نَادِلُ ۱۶۸۱ دروغ آساں نمود اول لے افتاد شکل ۱۶۸۲ جن لوگوں کا قومی کوئی مرکز نہیں ہوتا ۱۶۸۲ انہیں کا کوئی فرد معزز نہیں ہوتا ۱۶۸۳ سند کیسی جال نہیں گرہے ہو گا خود ظاہر ۱۶۸۳ کوئی سائیفکٹ سے خوبصورت نہیں سکتا ۱۶۸۵ آپ کی کارروائی پہ میں کیا دونوں الزام ۱۶۸۵ کر ہی کیا سکتے ہیں آپ حماقت کے سوا ۱۶۸۶ جس ملتی تھی انھیں دل میں رنگوں کے جگہ ۱۶۸۶ وہ ادب لڑکوں کے دل سے آج کل جاتا رہا ۱۶۸۶ خال دل خوب کہا ہے یہ زباں کا دعویٰ ۱۶۸۶ دل سے پوچھو تو وہ کہتا ہے کہ کچھ بھی کہا ۱۶۸۸ شیخ نالاں ہیں کہ برگد کو برتتا ہی پڑا ۱۶۸۸ اس پرانے سوت کو بھی مل میں کتنا ہی پڑا ۱۶۸۹ جو اصل نقل سے واقف ہو آئے دلوں پر کا ۱۶۸۹ مبارک ہو تمہیں کو چائنا لڈو کے نوٹوں کا ۱۶۹۰ پے مبری جو ابلے سمجھ اسکو خون اچھا ۱۶۹۰ یہ بجا ہو قول شاعر گزٹ جنوں اچھا ۱۶۹۱ مسلمانوں کا وہ آئین طبع مستقل بدلا ۱۶۹۱ چھٹی عربی گیا قرآن زبان لی تو دان بدلا ۱۶۹۲ ہوٹل میں برہمن نے اگر بھوک لگایا ۱۶۹۲ سمجھو کہ دھرم کو یہ بڑا روگ لگایا ۱۶۹۳ میں سحری کے کھا پڑو کا تھا تو وہ جھجھکا ڈر کر ۱۶۹۳ اور آج جناب عظمیٰ نے چورن فقط افطار کیا ۱۶۹۴ کیونکر خدا کے عرش کے قائل ہوں یہ عزیز ۱۶۹۴ خزانے میں عرش کا نقشہ نہیں ملا ۱۶۹۵ فرقت نے کہا کہ جاگئے آپ ۱۶۹۵ کھٹل نے کہا کہ بھاگئے آپ ۱۶۹۶ بنی اُمیہ سے تھے تنگ قبل زینا دات ۱۶۹۶ ستائے آئے ہیں ب شیخ کو بنی کالج ۱۶۹۸ الفاظ ثقیلہ کو مغرب نے کیا خارج ۱۶۹۸ اب دم کی جگہ ملت نہ دے کی جگہ کالج ۱۶۹۹ کب میں کہتا ہوں لنگ ہو سارا قصہ ہو کر ۱۶۹۹ کر طلب دنیا بگر صاحب کا حقہ چھو کر

ظلم ہو انکو اگر داد نہ دوں میں لیکن اپنے مدار کا مدار نہ ہونا بہتر
 ہم ڈنڈ خواہی وہم آرزو صاف ایں خیال است و محال است کز افس
 کیا پوچھتے ہو اکبر شوریدہ سر کا حال خفیہ پولس سے پوچھ رہا ہو کمر کا حال
 تذکرے انکی خوش خلاتی کے مستساہوں جتنے راوی ہیں مگر وہ سب ہیں ربا نشاٹ
 حد کے شست سے بچتے نہیں ہیں یہ کالے ہیں مگر کوٹے نہیں ہیں
 تھیں دایاں دنیا میں ہر عیش کرتی ہیں جہاں نصاں میں لیتی ہیں بل کش کرتی ہیں
 سائنس کا مطلب ہے کیچر کو بچو دیں اُس بت کی یہ خواہش ہو کہ اکبر کو بچو دیں
 دیکھ رہا ہو کتنا ملوئی یہ قصد حج گھر کے جانب تو اطمینان ہونے کا نہیں
 مصلح قوم ہوں امت کے نگہبان نہیں پہلے لکھ مگر خود تو مسلمان نہیں
 دینے دل سے اثر پاس کیا کرتے ہیں رزولوشن ہی بس پاس کیا کرتے ہیں
 گوشہ مسجد میں کار شیخ اب بنتا نہیں پیٹ گوسکین پا جائے مگر نتا نہیں
 خدا کی راہ میں بیل چل گئی اکبر جو جان دینا ہوا انجن سے کٹ مروا کن
 مسلمان تو وہ ہو جو مسلمان علم باری میں کر دروں یوں ہیں لکھے ہوئے مردم شماری میں
 گرجی دیکھ کر علو کے گھونٹ پیتے ہیں جو پچھو تو ہم بھگوان کی کرا سے جیتے ہیں
 وصل کا اُس بت خود سے کوئی ہنٹ کہاں صرف بوسے میں بھلا لطف گورنٹ کہاں
 صداقت کے نشان اس مفرقہ اکبر میں ملتے ہیں کلیں سائنس سے جلتی ہیں ل نہ رہتے ہیں
 خدا کی راہ میں پہلے بکرتے تھے سختی سے محل میں بیٹھ کر اب عشق قومی میں تپتے ہیں
 زمین بھی شعاع مہر کا جبر اثر پہنچے دیں ل خوب ہیں گرمی عرفاں کے پتے میں
 ملکی خیال جب ہے تو ہوساز ملک بھی بیلا لیا ہوا ہے تو ہم میں کیوں نہ لیں

۱۸۰۰

۱۸۰۱

۱۸۰۲

۱۸۰۳

۱۸۰۴

۱۸۰۵

۱۸۰۶

۱۸۰۷

۱۸۰۸

۱۸۰۹

۱۸۱۰

۱۸۱۱

۱۸۱۲

۱۸۱۳

۱۸۱۴

۱۸۱۵

۱۸۱۶

۱۸۱۷

۱۸۱۸

۱۸۱۹

۱۸۲۰

- ۱۸۱۸ رسماً تو ایک بوسہ ہو کافی دم و دوارے لیکن مزاج آئے تو دو تین کیوں نہیں
مصرعہ طرح یہ تھا (بی بی نے دل لیا تو سسر دین کیوں نہیں)
- ۱۸۱۹ لطف ہو واعظ کو اگر قوم خود مختار میں وقت کیوں بھوتا ہوا پنا آپ کے بازار میں
ہم آئے گل خیالوں کو وہ سخن سمجھتے ہیں۔ بجز اسکے کہ ہم شیطان کو دشمن سمجھتے ہیں
- ۱۸۲۲ ہم اُردو کو عربی کیوں نہ کریں اُردو کو وہ بھاشا کیوں نہ کریں
جھگڑے کے لئے اخباروں میں مضمون تراشا کیوں نہ کریں
آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے
- ۱۸۲۳ جب اس سے نلک کا دل پہلے پہلوگ تماشا کیوں نہ کریں
ممبر علی مراد ہیں یا شکھ ندھان ہیں لیکن معائنے کو وہی نابدان ہیں
- ۱۸۲۵ ہم ریش دکھاتے ہیں کہ اسلام کو دیکھو بس زلف دکھاتی ہو کہ اس لام کو دیکھو
یہ خوب مصرعہ اگر بڑا سکو شوق سے گاؤ جو کچھ نہ لگائے تم اس سے دل نہ لگاؤ
- ۱۸۲۶ محو پرواز ہیں گلشن میں جو تھے زمزمہ سنج فیض صیاد نے بخشی یہ ترقی آن کو
پرہیز سے تھا مو صحت کو بھگوان کی ہرم جا پڑ اسکول کھٹی میں ہر پھنسا تم اپنی ترقی آپ کے
- ۱۸۲۷ ہجر کی شب یوں ہی کاٹو بھائیو اُن کا فوٹو لے کے چاٹو بھائیو
انگلش سے یہی ہم کہتے ہیں انصاف کو نعمت چکھو جب تکو خدا خوش رکھتا ہر تم خلق خدا کو خوش رکھو
- ۱۸۲۸ عقل دنیاوی بڑھانے کی نہ تم کو شش کرو عقل دنیاوی سچے کے یہ دن ہیں چپ ہو
توم کے غم میں نہ دکھاتے ہیں حکام کے ساتھ بے یار کو بہت ہو مگر آرام کے ساتھ
- ۱۸۲۹ جو چاہتے ہیں کئے عمر اعدال کے ساتھ بٹھا ہے ہم ہر بکٹ کا جو عدال کے ساتھ
وہی صاحب عقل ہیں ع و دیں جگا وظیفہ کر یہ صانع کل نفیری فقرہ یا شاہی الطیر غمر ہو

- ۱۸ سمجھتے تھے جو انکو انکی گردن تسمے کل ماری
۱۸۳۹ سمجھ لو آج بیکاران کتابوں کی یہ ہماری
۱۸۴۰ کچھ اسکا غم نہیں من میں ہو کہ مل میں ہے
۱۸۴۱ شیطان نے ترکیب تنزل یہ نکالی
۱۸۴۲ ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا لا دو
۱۸۴۳ عزیز لڑتے ہیں آپس میں یہ ستم کیا ہے
۱۸۴۴ خدا کی مارتے دوڑوں کی مار کم کیا ہے
۱۸۴۵ ماہ جون میں یاد قانون کیجئے
۱۸۴۶ اور گو اور اخفت نون کیجئے
۱۸۴۷ فرنگی سے کہا پٹن بھی لیکر بس نہیں بیٹے
۱۸۴۸ کہا جیتے کو آئے ہیں یہاں مرنے نہیں آئے
۱۸۴۹ کافی ہیں میروں کو قوانین گورنمنٹ
۱۸۵۰ مذہب کی ضرورت تو غریبوں کیلئے ہے
۱۸۵۱ کالج سے جنھیں امیدیں ہیں مذہب کو بھلا کیا مانیں گے
۱۸۵۲ مغرب کو تو پہچانا ہی نہیں قبلے کو وہ کیسا پہچانیں گے
۱۸۵۳ تم بن گئے ہو صاحب مرزا غریب ٹھہرے
۱۸۵۴ پھر انکو کیا تم اُنکے کھٹکے قریب ٹھہرے
۱۸۵۵ میس نے شیخ کو ڈانٹا تو پکائے وہ غریب
۱۸۵۶ دیکھئے توپ نے لاٹھی کو دبا رکھا ہے
۱۸۵۷ تمھارے من میں سائنس کا بھی لالچ تھا ہی
۱۸۵۸ کم کو دیکھ کر وہ خطا قلیلدس سمجھتا ہے
۱۸۵۹ نہایت قابلیت مجھے ثابت کیا مردہ
۱۸۶۰ مناسب داد دینا ہی مجھے یار ہے رونا ہی
۱۸۶۱ نہ آدمی مناسب ہو کہ جینا اپنا ثابت کر
۱۸۶۲ خوشامد یا شکایت و نوز ہی میں قت کھوٹا ہی
۱۸۶۳ نزولِ حی مغرب نوجوانوں پر ہے اکبر
۱۸۶۴ زبانیں کالجوں کی کھل گئیں اب آپ چپ بیٹے
۱۸۶۵ مذہب سو سالی ہو اور دین آخرت ہے
۱۸۶۶ پولٹیکل جو پچھو طاقت ہے اور سکت ہے
۱۸۶۷ قائلِ تقدیر یہ تھے قائلِ تدبیر وہ
۱۸۶۸ یہ قضا سے اور وہ اپنی حماقت سے مرنے
۱۸۶۹ دوحرف میں ہیں دفتر جھکو اگر نظر ہے
۱۸۷۰ مذہب مریکین ہے سائنس میں اگر ہے
۱۸۷۱ کرتا ہوں ہر منٹ پر نوے رکاز ہوتا ہی کام
۱۸۷۲ تنگ ہو وہ شوخ مجھے تاریخ دانِ دوسری

- ۱۸۶۱ بھائیو گلیوں کا آٹا ڈھائی آنہ سیر ہے پھر عجب کیا ابن آدم زندگی سے سیر ہے
- ۱۸۶۲ جو چاہتا ہے زمیں کو کہ لالہ زار کرے برائے سنی وہ موسم کا انتظار کرے
- ۱۸۶۳ بھائی عربی، دوست ہندو، بادشاہ لکڑی ہے آپ کی فکر ترقی انتشار انگیز ہے
- ۱۸۶۴ دل میں اب نور خدا کے دن گئے ہڈیوں میں مناسف ورس دیکھئے
- ۱۸۶۵ یہ نینگ پارٹی کی بنا کس غرض سے ہو واللہ یہ علاج تو بدتر مرض سے ہو
- ۱۸۶۶ انیس موج مغربی مجھ میں ہوائے شرق ہو حضرت گزٹ مغرب میں بندہ غزل میں ق ہو
- ۱۸۶۷ ابونہدت جی کا بانی مارک ہے دل میں پی لکڑی نہیں ہے پارک ہے
- ۱۸۶۸ بدن کو کچھ سمجھ سکتے ہو شتر اور شعا عوں کے مگر آساں نہیں شترج استعداد روحانی
- ۱۸۶۹ رکن محفل وہ بھوئے رنگ بدل دینے سے بات میری بھی بنی رہ گئی چل دینے سے
- ۱۸۷۰ بہ قول ہل مغرب یہ زمانہ ہے ترقی کا مجھے بھی شک نہیں اس میں کس فطرت کی جڑنی ہو
- ۱۸۷۱ اس بت کے لب رخ کا لیا بوسہیں زعقد مجھ شاعر مشرق کا ہمنی ہون ہی ہے
- ۱۸۷۲ تجربہ خود ہی بنا دیتا ہے مرشد اکبر سچ کہا آپ نے پیری میں یدی کیسی
- ۱۸۷۳ یہ پوچھو جسے اکبر حالت سائنس نہ رہے وہاں ابجد یہ ہنگامہ ہواں ضغظ یہ بیوشی
- ۱۸۷۴ ہر شخص میں جوش خود سری ہو سہل حالت کی ابتری ہے
- ۱۸۷۵ عجب حالت ہو شیخ ہند کی اطفال کی نسبت جوانی بھی ہمیں گزری پھین بھی بہت پستی سے
- ۱۸۷۶ جب غور کیا تو مجھ پہ یہ بات کھلی وقت میں وہ ہیں کہ جو نہ صاحب قلی
- ۱۸۷۷ کالج واسکول کی کچی ہے ہر سو تو مڑی پیار دوانی آٹھ ہیں اور خاکس معنی لوٹری
- ۱۸۷۸ پہلے ہوتا تھا وصال و راب ہو مرگ نچری عرس کا ابا سیلئے ہے نام اپنی و بد سری
- ۱۸۷۹ دیرری سکھاتے ہیں ہمسکو یہ کہ کمر جہنم سے ڈرنا بڑی بزدلی ہے

| | | |
|------|---|---|
| ۱۸۸۰ | میری کھیتی تو اکت ت ہوئی چڑیوں چُکائی ہو | میں بچوں جگہ ٹھاکر کی جہاں ہے کہ کھلی ہو |
| ۱۸۸۱ | نظر میں تیرگی ہو اور گونہیں نا توانی ہے | ضرورت کیا ہو پرے کی جہاں ہے کاپانی ہو |
| ۱۸۸۲ | ہم اے مصلح اگر ہی ہیں لی ہی نیلے مزاج سیلی | یہ شوے کے ہے میں حضور کہ بھیجے قدیس بریلی |
| ۱۸۸۵ | مراٹو زیادہ مشرقی ہے شیخ صاحب سے | کہ وہ موڑ پہ چڑھتے ہیں موڑ سے بھڑکتا ہے |
| ۱۸۸۷ | صبا نے جابج کو مزدہ بھی سنایا ہے | حافظ حرم اب آپ کی رعایا ہے |
| ۱۸۸۸ | نہیں نہ کی با فطرت کے اُنکے ترانے کی | ہدایت مرشدوں کی ہو اُنکو گپ اُن کی |
| ۱۸۸۹ | شاہ میں سب جمع ہیں مجھے نہ پی پی کیجئے | آپ اس بول کو میرے ٹھہریہ دی پی کیجئے |
| ۱۸۹۰ | ماشر کی بحث اگر مانیں نتیجہ ہے یہی | اب ہیں اچھے جانور پہلے بڑے انسان تھے |
| ۱۸۹۳ | شرخا دیا ہر اک کو مغرب نے پاس کسے | میت بھی کو لے کھلے برسوں مساس کسے |
| ۱۸۹۵ | جمال سنوٹ منی میں بحث و رد و کد کسی | گل و بلبل کے حق میں کیا شہادت اور تفسیر |
| ۱۸۹۶ | نہ دعوے کی ضرورت تو نہ کوئی روک سکتا | کسی میں فطرتی جوہر جو ہو وہ خود چمکتا ہو |
| ۱۸۹۷ | استحارہ نہ ہی کا شوق گو ہے نیچرل | اس زمانے میں بگر کچھ اور ہے طرزِ عمل |
| ۱۹۰۰ | پہلے سینتے تھے صلیبیں دیملوں کون ہو | اب تو یہ سرگوشیاں ہیں میری گویاں کون ہو |
| | وہی ہنسنا ہے وہی رولائے وہی جٹکائے وہی سلائے | |
| | وہی بگاڑے وہی سنولے وہی نکالے وہی بلالے | |
| | اُسی سے خوش رہ اُسی کا غم کر اُسی کو دیکھو اور اُسی میں گم ہو | |
| | دعا اُسی سے سنا اُسی کی جو گر تو چپ ہو سنبھل جو قہر ہو | |
| | جہاں خانی کے گل کوائف اُسی کی قدرت کے ہیں لطائف | |
| | اُسی کی رحمت پہ کوئی غافل اُسی کی عظمت سے کوئی خائف | |

دلوں کا مالک نظر کا حاکم سب سے خرد کا بانی

جمال اُسی کا جلال اُسی کا اُسی کو زیبا ہے لن ترانی

۱۹۰۱ خواہشیں کھودیتی ہیں صبر و تکلیب خواہشوں میں ہوتے ہیں اکثر فریب

ہمنشیں کے نفس کے شیطان کے خود غرض اجاب کے سلطان کے

پہلے آپ اصلاح خواہش کیجئے بعد ازاں دنیا سے سازش کیجئے

۱۹۰۲ ضرورت نے کیا قائم جو پاس درپیش کا چنڈا تو مشقت آجواں نے مشقت پر کو کر دیا چنڈا

ہمائے اوج عزت کا کر حق ابو غالب ہو شرف اسکا ہے محفوظ غیرت اسکی طالب ہو

اُس چیز کا کیا کہنا کہ سب مر تھا جس نے دلوں کو نیک کیا

لاکھوں ہی طبائع کو کھینچا ہمواریا اور ایک کیا

جو قوم کو ابتر کرتے ہیں اب اُن اثروں پر رونا ہے

معلوم نہیں کیا مطلب ہے معلوم نہیں کیا ہونا ہے

تعلیم جنہوں نے پائی ہے وہ بد تو نہیں ہیں بے حس ہیں

دعویٰ جو ہیں رسم و مذہب کے سب اُنکے یہاں سے دُشمس ہیں

کیوں دولت و قوت کی ہو کمی اس کے تو سبقت چھید رہے ہیں

کچھ اُسکو سمجھ سکتے ہیں وہی بوڑھے جو زمانہ دیدہ ہیں

لیکن یہ جو سوشل آفٹ ہے طوفان بپا ہے فتنوں کا

بے مہری ملت کی یہ ہوا اک قہر ہے جس کا ہر چہو نکا

اسکا جو سبب ہے سن لو اُسے سب پر وہ عیاں ہو ظاہر ہے

الفاظ صریح و دواغ ہیں یہ مطلق اکبر حاضر ہے

تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری ہے
جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے فقط سرکاری ہے
گئے برہمن کے پاس لیکچر جو اپنے جھگڑنے کو شیعہ سنی
بگڑنے کے بولا کہ جاؤ بھاگو ملکش تم بھی ملکش وہ بھی
بڑھی جو تکرار تو وہ لیس کر انھیں فرنگی کے پاس پہنچا

۱۹۱۰

وہ بولا بس دور ہو یہاں سے کہ تم بھی نیٹو ہو وہ بھی نیٹو
فلک نے آخر ہر اک کی شکر کہا کہ تم سب ہو مست غفلت

سمجھ لو اس کو کہ تم بھی فانی ہو وہ بھی فانی ہو یہ بھی فانی
برگڑ کے مولوی کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے مغرب کی پالشی کا عربی میں ترجمہ ہے

۱۹۱۳

نہ تیرا فلکی ہے نہ اب حکم رانی نہ وہ وضع ملت نہ قرآن خوانی
نہ باہم ادب ہے نہ وہ سہرابانی یہی کہتی پھرتی ہے لڑکے کی نانی
ہر اک شاخ میں پاس یہ لے بوا ہے مرالال کالج کا کاٹوا ہے

۱۹۱۵

پسرخ کی آمد رہی درکنار ہوا ڈاک گاڑی میں بھی انتشار
جولی ریل والوں نے راہ فرار ٹریفک کا ہو بند سب کا روبرار
کئی دن سونی ہوائی آئی آر یہ سچ کہہ گیا شاہ عرنا مدار
بیک گردش چشم نیلوفر سی نہ انجن بماند نہ انجنیری

۱۹۱۶

اٹھ گیا پردہ تو اکبر کا بڑھا کون صاحب بے پکائے جو مرے گھر میں چلا آتا ہے
بے حجابی مے ہمائے کی خاطر سے نہیں صرف محکام سے ملنے میں میرا آتا ہے
قدروا فونٹی بیعت کا عجیب نگہ ہو آج پبلٹوں کو یہ حسرت کہ وہ آلو نہ ہوئے

۱۹۱۰

۱۹۱۰

- ۱۹۲۱ اک نزل میں اتفاقاً میرا اک مصرعہ یہ تھا
کوئی بول اٹھا زوالِ حسنِ بہت مقصود ہی
دیدہ عجز سے رنگِ دیرونی دیکھئے
اس سخن میں بدشگونی کی نشانی دیکھئے
- ۱۹۲۲ عارفانہ شاعری بھی آجکل دشوار ہی
کہنا ہو مجھ کو کچھ سینے کا اُس صدی میں
بزمِ دنیا میں یہ زورِ بدگمانی دیکھئے
پوچھا کہ اُس صدی میں کیوں چپ ہو گئے جی میں
- ۱۹۲۳ کہنا ہو جو کہیں ہم وہ کونسی زبان میں
ایک صاحبِ بصیرت چلتے ہوئے یہ کہہ کر
بولے کہ یہ صدی ہو اس بحث اور بیاں میں
سُنکر یہ بات اُسے ہر اک کو آیا چل کر
پیرِ فلک نہ کیونکر ابوابِ بحث کھولے
جیسے رہیں گرو جی زندہ رہیں بھولے
- ۱۹۲۴ پہلے کام اپنا پالیسی کرتی ہو
تنگی ہوتی ہو جب بہت خلقت پر
بہرِ روی طبع بے حسی کرتی ہو
فطرت خود اٹھ کے نالشی کرتی ہو
- ۱۹۲۵ زبانِ سنسکرت اس وقت بندت جی گستی ہو
مینِ شِش ہونگی بلا شک تم اگر مجھ کو جلاؤ گے
کہ اچھا ہو مری لفت تھامے دل میں رہتی ہو
مگر وہ سکی پلاؤ گے کہ گنگا جل پلاؤ گے
- ۱۹۲۶ جیونگی میں کہ پھر مکو ملاؤں یوتاؤں سے
اگر شرقِ عبادت ہو تو میں جو دہوں سبھی
بھڑاؤ گے مجھی کو یا کہ دنیا کی بلاؤں سے
اگر دنیا کا سوا ہی تو کب میں سس راضی تھی
- ۱۹۲۷ پیدا ہوئے یہ غلِ مچانے والے
لیکن بہ ادب کر نیلے عرسِ عشق کہ ہیں
دلِ نکا نہیں ہیں ہم بڑھانے والے
اس فن کے حضور ہی سکھانے والے
- ۱۹۲۸ فکر ساری کی ہوئے کنگن کی
فنا کے دور میں عبرت کو بھی قیام نہیں
اب تو دھن ہو انھیں ننگن کی
نشان ہی نہ ہے جب تو یاد کیا آئے
- ۱۹۲۹ دلی خواہش تو ہو بیشک کیا اور ایک دو کیئے
بتانِ مغربی کی صبح و دم کی بحث نازک ہو
مگر کہنے کو ہوں موجود سب کچھ آج کیئے
سکوت اس وقت اولیٰ ہی نہ نہیں کیئے نہ کیئے

- ۱۹۳۸ گوڈر جدید روشنی کے شعلوں کی ہو یہ
پرست کی احتیاج ہے کیا اس بناؤ پر
جب شمع ہو تو اسکی حفاظت ضرور ہے
فانوس کوئی ربط نہیں سکتا الا وہ پر
- ۱۹۳۹ نام میرا ذکر اعزاز سے خارج ہو اب
یارک کی زینت میں میری قبر بھی خارج ہو اب
یہ دال لب گنگ کبھی گل نہیں سکتی
کلو کے پٹاخے سے بلا ٹل نہیں سکتی
- ۱۹۴۰ افغی سے کہا میں نے مجھے تو نے ڈسا کیوں
بولا کہ بلا لاٹھی کے تو میں بسا کیوں
پاؤں میں تو سہدی ہو لگی شوق ڈنڈ کی
جیران ہوں اکبر نے کمر کو یہ کسا کیوں
- ۱۹۴۱ پیٹ مصروف ہے کلر کی میں
دل ہو ایران اور ترکی میں
بعض مسلم تو ایسے ہیں جو د
منہ جو لحم بقبر سے مٹتے ہیں
- ۱۹۴۲ فوجی گوئے بکر رکس کیونکر
جان بل کب لگو کچھوڑتے ہیں
نہ وہ جان کے ہیں نہ میں تن کے دشمن
فقط ہیں ہمارے میاں پن کے دشمن
- ۱۹۴۳ جو ہوں دوست اپنے کہاں وہ میسر
غنیمت ہیں سوت دشمن کے دشمن
قناعت نہیں ہے تو ایمان خصرت
عبادت نہیں تو مسلمان خصرت
- ۱۹۴۴ یہ آپکا فرمانا ہے بکا قرآن بھی ہر اللہ بھی ہو
مشکل تو یہ ہو لیکن ادھر بھی ہر اللہ خواہی ہو
ہر طرف برپا ہو طوفان عناد و اختلاف
برہمن اور شیخ مشول ساز و ساماں کیا کریں
- ۱۹۴۵ پالی مغرب پر مشرق پر تعصیب ہے سوار
اسکو ہنہ دیا کریں اسکو مسلمان کیا کریں
تقلید حریف میں جو پہنچے نقصاں
افسوس اسکا ہو کیوں دل ملت میں
- ۱۹۴۶ مسجد کی سیدنتوں میں دیتے امداد
کائنات نے لگے آج سید پیر پڑھ کے عزیز
سگے بڑبال و نشہ کو رفل پرست و غرور در سر
کدھر ہو اہو یہ غم قائل خدا کرے خیر جان کرے

ضمیمہ

| | |
|--|------|
| دربحر زندگی دلم آہے کشید رفت | ۱۹۷۳ |
| برق بگومیش کہ درابرے طعین رفت | |
| وارع دل ست رنگ فنا اندر میں چین | |
| سبزہ دید و مرد گل تر رسید و رفت | |
| اس وعدہ خلافی پہ کرد غور کسی نہ | ۱۹۷۴ |
| ہر روزیہ کہہ دیتے ہو اب اور کسی نہ | |
| ہر لذت دنیا پہ وہ جھکتے ہیں فی الفور | |
| آفت میں پھنسا لنگی یہ فی الفور کسی نہ | |
| خیال حالت قومی سے دل نیست کرتا ہوں | ۱۹۷۵ |
| مگر جیسا پنا بنگلہ دیکھتا ہوں جیت کرتا ہوں | |
| سورخ اور صوفی میں یہی ہر فرق لے اکبر | ۱۹۷۶ |
| کہ وہ مصطفیٰ ماضی ہے اور اسکو حال تاہی | |
| ڈاڑھی خدا کا نور ہے بیشک مگر جناب | ۱۹۷۷ |
| فیض کے انتظام صفائی کو کیا کروں | |
| نخال دیں تو در فیض عام چھٹتا ہوں | ۱۹۷۸ |
| جو مٹھ لگائیں تو اُن کا گد ام لٹتا ہوں | |
| سکھائیں کیوں نہ یہ فقر و فتنار عایا کو | |
| کہ حرص بڑھتی ہو اس نہ دم ہی ٹھٹھا ہوں | |
| کریں یہ خاک نشینوں کی طبع کو ہموار | |
| کہ جس طریق سے کنکر شرک پہ کٹتا ہوں | |
| نہ کٹ لٹ نہیں نہ یاں کاٹنا چھری ہے | ۱۹۷۹ |
| مگر گھی ہے تو کچھ سی کیسا جری ہے | |
| کہاں مسجد میں وہ اگلے سے مسلم | |
| ترقی پا کے وہ برگد میں پہنچے | |
| یہ لیڈر گارہا ہے حمد کے گیت | |
| عقد سے کیا ہوں خوش کہتی ہو میوی کی | |
| سین سامان کی لڑکی ہوں مسلمان مومن و | |
| ساحس کہتی ہیں کہ پڑھو لنگی سمجھا کے نماز | |
| خدا کے نام کی حسا نہ پیری ہے | |
| کسی کو کیا کہ جب تنہا غور ہی ہے | |
| مگر آواز بالکل بے سہری ہے | |
| بے نماندے تو کب ہاتھ لگائے دونگی | |
| سامنے بھی انھیں واللہ نہ آنے دونگی | |
| یہی ستر کو بھلا ہاتھ سے جانے دونگی | |

- ۱۹۸۱ دھن دھن کی تھی جس میں گانا تھا ایک ہاتی بسکٹ سے ہو لائیم پوری ہو یا چاتی
شان نماز اکبر شہانہ ہو چلی ہے مسجد الگ بنائیں اپنی میان فانی
- ۱۹۸۲ جواہر شب پر چڑھے تو ایسے کہ بس ہمیں ہیں خدا نہیں ہے
جواہر شب سے گرے تو ایسے کہ لاش کا بھی پتا نہیں ہو
- حیات دنیا کو آیتوں میں خدا نے لہو لعب بتایا
کسی کو ہو کچھ تا تل اسمیں ہمیں شہد شہد ذرا نہیں ہو
- ۱۹۸۳ پگیں اڑانے کو ایک ادی عمل تو ہو ہمارے واسطے اک تاز کا محل تو ہو
اتنی رکھ تو سلامت ہمارے لیڈر کو کہ بزم قوم میں اس سے چل پل تو ہو
- چلا ہی لیں گے کسی کھیت میں جکم حضور خدا کے فضل سے محفوظ اپنا مل تو ہو
اُسے اقرار اقرار یہ انہو کو چھپاتے ہیں علیہ اللعون ہو شیطان لیکن انہو چھپا
- ۱۹۸۴ بہت مہم تمہارا مصرعہ ثانی ہو لے اکبر اشارہ ہو کہ ہر شیطان آخر کس اچھا ہو
جو سچی بات ہو کہ وہ نگاہے خوف و خطر انہو نہیں کہنے کا میں ہرگز پری ٹو کے کہ جن ٹو کے
- ۱۹۸۵ انار آتے جو کابلے توڑتے تریکے حق میں امیر آئے تو ہکو کیا منے میں لارڈ منٹو کے
شاہی و حکومت کی ہو اصلی ہی بیوٹی ہر طور سے انسان سمجھ لے اُسے ڈیوٹی
- ۱۹۸۶ حاکم میں گرنار ہے اور عیش پرستی حاکم میں اگر بادہ نخوت کی ہے مستی
کتنا ہی زبردست و بلند اسکا ہو پایا ہرگز نہ کہیں گے اُسے اللہ کا سایا
- حاکم کو ضروری ہو مذاہب کی اعانت اللہ کی ہو جس سے پرستش بہ فراغت
با ایں ہمہ کرنا ہو مجھے صاف ہی عرض حاکم کی اطاعت ہی ہر حال تمہیں فرض
- دنیا یہ بنی ہے پئے تیار تی عقبے بیجا ہے حکومت کا جو ہر اک کو ہر سودا

یہ ملک نہ فطرت کا ہر شیدائے خدا کا
جو شرک میں ڈوبا ہر نہ چھو لائے پھلے گا

۱۹۸۸
مجھ میں ب زور نہ اتنی ہے بہت
خاموش رہو تو سانس لینے دینگے

میرنشی رضا حسین خاں صاحب نے سلسلہ مراسلت میں مجھ کو شیعہ لکھیجی تھا
چشمے داریم و عالمے در نظر

میری طبیعت میں اس شعر نے ایسا ایمان پیدا کیا کہ اشعار ذیل موزوں ہو گئے۔
دیگر چہ معلم و کتایم باید

اے آنکھ فسانہ گوئی از دیر و حرم
بگذر مرا بہ عالم از راہ کرم

چشمے داریم و عالمے در نظر
دیگر چہ معلم و کتایم باید

جائے زمیں طہور و دارم دوست
جائے بزم و عاشق بنی دوست

نے طالب نغمہ نام نہ من با دست
تا نفس است و یاد از عهد دست

دیگر چہ مفتی و شرابم باید
یہ کہتے تھے اک لالہ با و تار

۱۹۹۰
رکھی ہے آنھیں سے ہماری نمود
کہ عربی حروف ابجد ہم پر ہیں بار

۱۹۹۱
کہاں کا حرام اور کہاں کا حلال
یہ کھسکیں تو ثابت ہو اپنا وجود

۱۹۹۲
رقبہ تھائے گانوں کا میلوں ہوا تو کیا
سے تھائے حطی رہیں رام لال

۱۹۹۳
بوئے دفا نہیں ہر یسوک اصول میں
بس رنگ دیکھو لکھے گئے کے پھول میں

۱۹۹۴
روتا تھا میں اس غم میں کہ حالت تو ہر ایسی
اور اسکا کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہر

| | | |
|------|---|--|
| ۱۹۹۵ | جو تجھ پہ گذرتی ہے خدا دیکھ رہا ہے شیخ صاحب کو مناہی کہ حالات میں ہیں صرف آنے کے لئے انکی ملاقات میں ہیں اک ہمارے میں زوہدین کی خرافات میں ہیں مغربی لوگ تو مست اپنے کمالات میں ہیں | ہو اس کا بھلا جسے کہا دل کو قوی رکھ جہانی صاحب یہاں فکر سلوات میں ہیں قوم کے حق میں تو الجھن سے سوچو کچھ بھی نہیں سرسبز ہر کوئی اور کوئی تیغ یہ کف ہوش میں رہ کے کرد و رنقا اٹھ اپنے |
| ۱۹۹۶ | اخلاق کو اگرچہ ہے خطرہ گزند کا | طالب ہوں میں ترقی با بوسند کا |
| ۲۰۰۰ | رہنا پڑا ہر نیل کو پھلی کے پیٹ میں | با بوسہیں نکل گئے اس عہد میں تو خیر |
| ۲۰۰۱ | تعظیم خواہ سب میں حاجت و اخلاقی | جسے کہ یہ کہا ہے واللہ کیا کہا ہے |
| ۲۰۰۲ | لا تسعجل لا تسعجل | مٹنے پر ہے نقش باطل |
| ۲۰۰۳ | ہوش کے ٹکڑے دس دس میں کی صدائے نگی | عالم وحدت میں کثرت رنگ کھلائے نگی |
| ۲۰۰۴ | نہ جھکو کام ہو ٹھکرائی سے نہ شجی سے | جواب صاف ہو کتابوں بے دریغ آسکو |
| ۲۰۰۵ | جنون جنگ ہو پیدا اسی ترقی سے | زیادہ زینت دنیا بھی ہو فساد انگیز |
| ۲۰۰۶ | آفت ارضی کی شدت ہو سماوی ہو چکی | اب حدیث لیڈری ہو عمر اوی ہو چکی |
| ۲۰۰۷ | ووٹ بازی پر مگر یہ پند حاوی ہو چکی | پند ہے کو نوحہ داد اللہ اخوانا کی خوب |
| ۲۰۰۸ | حسن دعا حیرت میں تماشائی ہے | خلوت نازیں کیا شان خود آرائی ہے |
| ۲۰۰۹ | ہوش میں ہوں ندگی اللہ ہی | یہی اس مصرع یہ سب کی آہ ہے |
| ۲۰۱۰ | ملا کی دوڑ مسجد اکبر کی دوڑ بھٹی | جب غم ہوا چھالیں دو تو نہیں اکھی |
| | بلا قصد خدا اسکو بٹایا میں نے انگلی سے | چلا جاتا تھا اک ننھا سا کثیر امداد کا غدر |
| | نہایت ہی خفیف اک دافع کا غدر ہوا اسکا | نگر لیا وہ نازک تھا کہ فوراً پس گیا بالکل |

ابھی وہ روشنی میں شمع کی کاغذیہ تھیرتا تھا
 لیا میسے سونو لوٹس ہی کسے اُسکا دُنیا میں
 نسب نامہ بھی اُسکا عالم ذرات میں ہو گا
 نہ ماتم کر نیوالا ہو نہ لائف لکھنے والا ہے
 معاذ اللہ کیا سمجھا ہو تو نے اپنی وقعت کو
 مٹانے کی کوئی تحریک فطرت حکم باری سے
 مری نظر و نہیں نقشہ یہ ہو دنیائے فانی کا
 اور اب جہاں سا ہو کیا جلے کوئی کیسا دھبنا
 معاذ اللہ معاذ اللہ ستارے کا عالم ہو
 یہ میں برسات کے دن غیر سہی دوں گئی ہو
 (اصل کاغذ جس پر مقابہ حسن نظامی دہلوی لے گئے اُس کا فوٹو انھوں نے چھاپا ہو)

پوچھے کوئی اگر تصنیف کیا کہہ دو اکبر کہ لفظ بے معنی
 پوچھے کوئی اگر شریعت کیا کہہ دو اکبر کہ لفظ بامعنی
 پوچھے کوئی اگر تصوف کیا کہہ دو اکبر کہ معنی بے لفظ

۲۰۱۰

ہم ایسے شیخ صاحب کا عمل کتنا مناسب
 مطیع کی بیاں مدد نہ کتابوں کا زور ہو
 خدا ہوں بادیاں میں تیرے نشانوں پر
 فروغ سے انسانی بھی ہو اور شمع ان بھی
 دیر دل پہل کا جب ٹھلا ہو جانے زخاں
 آؤ ہر برکت بھی لٹو ہر راہ جنت بھی اجب
 میخانہ دل ہو اسکی شرابوں کا زور ہے
 پریش میں مگر تقلید ابراہیم کرتا ہوں
 مگر میں کما حقہ فلیں تعلیم کرتا ہوں
 تو بیشک فیض حانی کو بھی تسلیم کرتا ہوں

۲۰۱۱

۲۰۱۲

۲۰۱۳

- ۲۰۱۳ اک بحث میں الجھک دُنیا کا کام چھوڑا
چھوڑی سحر نہ اُسے ہنگام شام چھوڑا
- ۲۰۱۵ عجم کی زینتیں سکھیں مباحات عرب سکھیں
زبان کی ترقی جو سکھائے انکو سب سکھیں
- ۲۰۱۶ دل کو فطرت سے ہی تعلق
مذہب کا اثر زبان پر ہے
- ۲۰۱۷ چاہو جو شناخت نیک بد کی
موقوف یہ امتحان پر ہے
- ۲۰۱۸ دُنیا کی بے وفائی سے اکبر ملول ہے
لیکن زیادہ اُس کا تصور فضول ہے
- ۲۰۱۹ اب تک وہ رو رہا ہے میں سمجھا تھا رو چکا
اتنی سمجھ نہیں کہ مرا وقت ہو چکا
- ۲۰۲۰ جن میں ہر گام پہ اک دم بلا ہو درمیش
نفس کو تو انھیں باتوں میں آتا ہے
- ۲۰۲۱ اس کمیٹی میں نہیں روح کی لذت کا خیال
ممبر اٹھ جاتے ہیں جب کہ خدا آتا ہے
- ۲۰۲۲ بہتر سمجھے ہو تم جو خاموشی کو
یہ بھی نہ کہو کہ خاموشی بہتر ہے
- ۲۰۲۳ الف بے تے ہی کو پڑھکر میں سمجھا
الف اللہ کا اور ما سوا بت
- ۲۰۲۴ نہ ازل کی رہی یاد اور نہ ابد کی ہے خبر
آفریں تجھ پہ مجھے ہوش میں لانیوالے
- ۲۰۲۵ بے حدودہ خفائیں اکبر سے اور انکی دعا یہ ہے کہ انھیں
اللہ بصیرت ایسی دے اپنی غلطی کو دیکھ سکیں
- ۲۰۲۶ علم پر گو غرورِ حیا ہے
جاہلوں نے ہی اجتناب روا
- ۲۰۲۷ شیخ برگد کہتے ہیں مذہب ضروری ہے مگر
فائدہ مذہب کا جو کچھ ہے اُسی نیامیں ہی
- ۲۰۲۸ وہ خرافات پر ہی ادطلب
وہ راہ پر مجھ جھٹکتا ہے

| | |
|--|------|
| حضرت کی شعر گوئی کچھ مستند نہیں ہے | ۲۰۲۷ |
| کننے کی ایک حد ہر کہنے کی حد نہیں ہے | ۲۰۲۸ |
| حقیقی اور بجا بازی شاعری میں ق یہ پایا | ۲۰۲۹ |
| کہ وہ جائے سے باہر ہو یہ پا جا کر باہر ہو | ۲۰۳۰ |
| کیا خبر خلد سے کیوں حضرت آدم نکلے | ۲۰۳۱ |
| ہم تو مصروف ہیں گئیوں کی خریداری تیر | ۲۰۳۲ |
| لاکھ چھانٹیں ہند ہی باتیں | ۲۰۳۳ |
| فرق ہو شیخی و کلہ کی میں | ۲۰۳۴ |
| لیڈر کو دیکھتا ہوں قصوف میں صرف | ۲۰۳۵ |
| کالج کے کٹیے پڑ گئے دلق فقیریں | ۲۰۳۶ |
| اصطلاح بت بے پیر سی پر ہر دست | ۲۰۳۷ |
| جس کا مرشد نہیں استاد نہیں پیر نہیں | ۲۰۳۸ |
| تعلیم اسکی اچھی جو اپنے گھر میں خوش ہو | ۲۰۳۹ |
| نذہب اسی کا اچھا جسکو پولسٹ پکڑے | ۲۰۴۰ |
| طاعون کی بدولت انکو بھی ارتقا ہو | ۲۰۴۱ |
| جو مارے تھے کھسی اب مارے ہیں جو ہے | ۲۰۴۲ |
| تمھاری شاعری یہ پل عثری ہر یا شاخا ہر | ۲۰۴۳ |
| یہ حافظ ہی کی محفل ہر جہاں کا ساد ہا قافا ہر | ۲۰۴۴ |
| تم خدا کو خوش کر دے سب کی خوشاں چھوڑ کر | ۲۰۴۵ |
| با خدا حاکم جو ہو گا خود ہی خوش ہو جائیگا | ۲۰۴۶ |
| فرما گئے ہیں یہ خوب بھائی گھوڑا | ۲۰۴۷ |
| دینار روٹی ہو اور مذہب چورن | ۲۰۴۸ |
| نا ملائم گئیوں کو اور کیوں سنو | ۲۰۴۹ |
| بات یہ ہر چپ کرو یا چپ رہو | ۲۰۵۰ |
| بھی ہوئی باتوں نے پریشان کیا ہے | ۲۰۵۱ |
| مشتاق ہوں سکا جو سمجھ میں نہیں آتا | ۲۰۵۲ |
| قابل ہمارا دست کا ہے اکبر | ۲۰۵۳ |
| محسوس مگر ہمہ نہیں ہے | ۲۰۵۴ |
| کرتا ہوں مضمون یہ غربت نقل | ۲۰۵۵ |
| ہوتا ہو علم اور سنتی ہو عقل | ۲۰۵۶ |
| کالج کے مفتیوں سے کل کہہ ہے تھے اکبر | ۲۰۵۷ |
| بسکٹ سے باز آنا تہہ بانیت نہیں ہے | ۲۰۵۸ |
| کہتے ہیں کہ تم قوم سے تم کیوں نہیں کہتے | ۲۰۵۹ |
| کہ دو یہ مناسب ہو تو تم کیوں نہیں کہتے | ۲۰۶۰ |
| یہی انکے عقائد ہیں یقین سکا نہیں ہونا | ۲۰۶۱ |
| جو کہتے ہیں نہ کہتے یہ اگر انکو یقین ہوتا | ۲۰۶۲ |
| فرمان کہے بودہ در ہا کہ چنیں سفتہ | ۲۰۶۳ |
| تفتہ در گبو گفتم - گفتہ در گبو خفتم | ۲۰۶۴ |

- ۲۰۴۶ سایہ مدت ہوئی غبار رہ بنا پانچوں میں بھی اب بھری ہو ہوا
- ۲۰۴۷ جو کہہ رہا ہو خود اسکو نہیں ہے وہ محسوس غرض کہ داد ہی پالے اتر سے ہو یا یوس
- ۲۰۴۸ رجز تو تو نے سنائی لودہ عمل کو بھی دیکھ پرانے قہقے تو میں یاد آجکل کو بھی دیکھ
- ۲۰۴۹ یاں نہ منطق ہو کتابوں کے نشتر ہے جس جوش ہو دل میں مضامین کے قوائے ہیں
- ۲۰۵۰ مغربی تعلیم ہو اور ہوم دیونی بات ہو لطف موسم ہو یہی مینڈک ہو اور برسات ہو
- ۲۰۵۱ دین پر جب امنے دنیا کو مفت کر دیا دینوی درجے کو بھی اللہ نے کم کر دیا
- ۲۰۵۲ خوب عالم ہو زمانے کو جہاں دخل نہیں بزم توحید میں یہ گردش اتیام کہاں
- ۲۰۵۳ سر جھکا رکھ سر اٹھانے کی جگہ اید کہاں چاند ماری ہو رہی ہو بد رکی منزل کہاں
- ۲۰۵۴ حرج کیا روپیہ جو کاغذ کا چلا غم نہ کھا روٹی تو لگیوں کی ہی
- ۲۰۵۵ ہے حادث کا بجان اتنی پر بھی فیئر ہاں حسابستان رگور اگر کہیے تو بغیر
- ۲۰۵۶ نبوت کا زمانہ اور تعاب اور بھرٹ ہو دہاں سینے میں قرآن تھا یہاں میں فیکٹ ہو
- ۲۰۵۷ کیا ترقی کہ ہم جس سے بڑھے بغض و نفاق فرہی کیا ہو اگر خلط ہو فاسد سپدا
- زیادہ بے لطفی ہو چلی تھی اسوقت یہ اشعار معارف نے چھاپے در نہ نصیحت اور

امر بالمعروف ہمیشہ چاہیے

- ۲۰۵۸ اسوقت مولویت صوفی سے بھر گئی ہے افسار کو ہو مردہ آپس میں چھڑ گئی ہو
- سلا کو زعم ہے یہ دائم چہرہ انگویم صوفی کو یہ کہ عاروم پالے پرانہ پویم
- سلا یہ کہہ رہے ہیں میرا سالہ دیکھو صوفی کا ہو اشارہ میرا سالہ دیکھو
- سلا پکارتے ہیں منطق کی جنگ اچھی صوفی کا ہو ترانہ حق کی ترنگ اچھی
- سلا یہ کہہ رہے ہیں قرآن ہی سے بڑھئے صوفی یہ کہہ رہے ہیں معنی سمجھ کے پڑھئے

اس جنگ میں ہر بیشک نادانی سیاسی
گو قید ظاہری کی پائے نہیں تفلت
دینی طریق میں تو ہر سمت اب کی ہے
کہتے ہیں کہ ہے ہیں ہم یہ رفتار عیش
باز دقوی جو رکھتے ہوتی اگر حکومت
تنگی رزق نے تو چرے دیے ہیں کتوا
ہوتا رہے گا نشتر پہلے جلایے تو
ہر ہاتھ میں قلم بھی تھکے میں زبان بھی ہو
وضع گمن کا بٹنا اسکی یہ رت نہیں ہو
اسوقت کیا تمھاری یہ خوش خیالیاں ہیں
بہتر ہے کام لینا نعمات معطی سے
شیعہ ہوں خواہ سنی ملا ہوں خواہ صوفی
باتیں نئی کہاں سے لا کر کوئی کہے گا
دیکھو ذرا تنزل تو خود ہی زور پر ہے
وقت نزاع باہم ہرگز نہیں ہو یا رو
دہ خود آرائی کہاں خوشیوں کی تہ بند کہاں
دلے کو ہر خوش نشوونما اسے تو نہیں رکھتے
چلتی نہیں کچھ اپنی کوئی نہرا چاہے
بے رونقی اگر میں ہو شریک آ کر

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

یہ بات ہے یقینی ہرگز نہیں سیاسی
وہ بھی جماعتیں ہیں وہ بھی ہر نظم ملت
مجلس میں ہر نزل میل نہیں برہمی ہو
دیکھا نہیں تھا لیکن مردوں پہ آپریشن
اس وقت شاید آئی کچھ کام یہ خصوصیت
کیسی دلیل شرعی کیسا خر دو کا فتوے
جان خوں کو آنکے تن سے ملایے تو
لیکن یہ دیکھئے تو حضرت میں جان بھی ہو
تیشے سے توڑ دو تم ایسا بیت نہیں ہو
آپس میں گلیاں ہیں غیروں کی لیاں ہیں
رو کو گلے کو لیکن ایسی چلت پھرت سے
بے سود جنگ باہم ہے سخت بے وقوفی
تم بھی وہی ہو گئے وہ بھی وہی ہے گا
موقوف کب یہ حالت آپس کے شور پر ہے
اللہ کو پکارو اللہ کو پکارو
رسم ادا کرتے ہیں بل لیتے ہیں عیدائیں
لیکن یہ تباہ جھگڑا وہ کھیت میں تیرا پٹ میں
ہوتا ہی بس وہی جو پروردگار چاہے
جو موسم خزاں میں رنگ بہا چاہے

- ۲۰۶۲ یہ پرچہ بیس چند اشعار ہیں اس سال خدیجہ
- ۲۰۶۳ کہوں کیا ہستی باری میں شک مجھ نیکے کیا کی
- ۲۰۶۴ دنیا میں میں نہیں ہوں یہ دنیا بھی میں ہر
- ۳۰۶۵ شاگرد ڈارون تو خدا ہی نے کر دیا
- ۲۰۶۶ اگرچہ دعویٰ اسلام ہے مگر بالفعل
- ۲۰۶ ترک حق کوئی ہر شکل محرم اسرار کو
- ۲۰۶۸ جوانی نے تو اپنے واسطے ہمو اٹھایا تھا
- بڑھاپا تو بچائے اب خدا کی واسطے ہمو



صحت نامہ کلیات اکبر حصہ دوم

| صفحہ | سطر | خط | صحیح | صفحہ | سطر | خط | صحیح |
|------|-----|---------------|---------------|------|-----|---------------|---------------|
| ۱ | ۵ | درد غم | درد غم | ۷۲ | ۱ | ٹوٹنی | ٹوٹنی |
| ۲ | ۱۱ | بہتر | بہتر | ۸۴ | ۱۲ | مسکی | مسکی |
| ۱۲ | ۵ | دہ چھ | چھ دہ | ۹۱ | " | عملو الصالحات | عملو الصالحات |
| ۱۷ | ۱۲ | بننے کی | بننے کو | ۹۳ | ۱۵ | خاموشی | خاموشی |
| ۲۰ | ۱۲ | آئیگا | آجائیگا | ۹۶ | ۲ | گوسہ بدستور | گوسہ بدستور |
| ۲۳ | ۸ | پاسپانی | پاسپانی | ۹۸ | ۳ | خود | خود |
| ۲۷ | ۱۱ | یہ یاد | یہ یاد | ۱۲۲ | ۸ | سم | سم |
| " | ۱۲ | ملہ پر | آہ پر | ۱۲۲ | " | کھا | کھا |
| ۲۸ | ۷ | باتوانی پرشاد | باتوانی پرشاد | ۱۲۵ | ۱۳ | رہو میں | رہو میں |
| ۳۲ | ۱۵ | تکئے | تکئے | ۱۵۶ | ۱۰ | رسمائے | رسمائے |
| ۳۵ | ۶ | بیماری | بیماری ہی | ۱۶۱ | ۱۷ | صحت | صحت |
| " | ۱۶ | اللہ ہی کی | اللہ کی | ۱۷۳ | ۶ | ایک | ایک |
| ۴۱ | ۱۵ | پہلو پہ | پہلو پہ | ۱۷۵ | ۲ | خرم | خرم |
| ۵۰ | ۱۲ | کیئے | سیئے | " | ۱۸ | نغمہ | نغمہ |
| ۵۱ | ۱۵ | | نغمہ نہیں ہے | ۱۸۶ | ۲ | رفائیشین | رفائیشین |
| ۵۲ | ۱۲ | مشاق | مشاق | | | | |
| ۵۴ | ۷ | | نغمہ نہیں ہے | | | | |
| ۷۲ | ۵ | کھوشی | کھوشی | | | | |